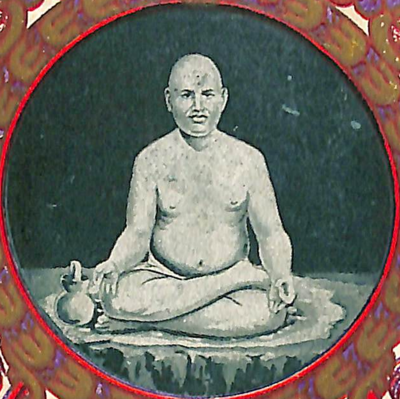
مہرشی دیانند

سنسار کی نظروں میں



لالہ الفت رائے

Printed at the Chandra Gupta Press, Chawri Bazar, Delhi.

اوم

گنے جائیں ممکن ہے صحرا کے ذرّے۔ ترشح کے قطرے فلک کے ستارے
دیانند سوامی مگر تیرے احساں نہ گنتی میں آئیں کبھی ہم سے سارے

مہرشی دیانند سرسوتی
سنسار کی نظروں میں

یعنی

مہا پرشوں۔ وِدّوانوں اور مشہور اشخاص کی رایوں کا لُبِ لُباب جو انہوں نے سوامی دیانند سرسوتی کے متعلق ظاہر کیں

مرتبہ
اُلفت رائے سب اوورسیر ڈسٹرکٹ بورڈ و اُپ پردھان آریہ سماج
پیلی بھیت (یو۔پی)

پبلشر
لالہ دیویدیال گپتا مالک گپتا اینڈ کمپنی ٹوہانہ ضلع حصار

بار اوّل ۱۰۰۰ — سنہ ۱۹۳۲ء — قیمت ...

ملنے کے پتے

(۱) گپتا اینڈ کمپنی ٹوہانہ ضلع حصار

(۲) نیشنل بک ڈپو نئی سڑک دہلی

(۳) ہر ایک شہر کے تاجران کتب



پرنٹر

لالہ برج لال گپتا

چندر گپت پریس چاوڑی بازار

دہلی

سمرن

اس پوتر اور مہان آتما کے نیک اور لافانی نام پر جس کی جدائی آریہ ستان سے ۲۳ دسمبر ۱۹۲۶ء کو ہوئی۔ جسکی زندگی لاکھوں اور کروڑوں آدمیوں کیلئے روشنی کا مینار تھی۔ اور جس کے پیارے نام کو بڑی گہری شکر گزاری اور عقیدت مندی کے ساتھ تمام آریہ جاتی برسوں یاد رکھیگی۔ جس کی شیریں زبانی، ہردلعزیزی اور پاکیزہ خیالی کی داستانیں۔ گھر گھر میں آریہ ماتائیں اپنے بالکوں کو لوریوں میں سنایا کرینگی۔ جس کی شان میں مسٹر رامزے میکڈانلڈ نے (جبکہ وہ رائل سروس کمیشن کے پردھان لارڈ سلنگٹن کے ساتھ بھارت ورش میں آئے تھے) پاؤنیر میں لکھا تھا۔ کہ اگر کوئی بیسویں صدی کا مصور حضرت عیسیٰ مسیح کی تصویر کھینچنا چاہے۔ تو اسے ہمارے خیال میں لالہ منشی رام (سوامی شردھانند جی) کی فوٹو لے کر اس کے نیچے حضرت عیسیٰ مسیح لکھ دینا چاہیے۔

میں آج اس گلدستہ کو اس نیک اور پوتر آتما کے چرنوں میں چڑھاتا ہوں۔ کیونکہ اس نے ہمارے سردار۔ ہمارے رہنما اور ہمارے پیشوا کے پاکیزہ مشن کو اپنی عمر میں خوب ترقی دی۔

خاکسار

الفت رائے

سب اوورسیر

وجہ تالیف

میری مدت سے خواہش تھی۔ کہ سوامی دیانندجی مہاراج بانیٔے آریہ سماج کے متعلق ایک ایسی کتاب تیار کی جائے۔ جس میں ان تمام زرّین خیالات کو جمع کر دیا جائے۔ جو اُن کے متعلق مختلف وقتوں میں اور مختلف موقعوں پر ملکی اور غیر ملکی عالموں نے ظاہر کئے ہیں۔ اِس سے میرے ہم وطنوں کو بہت فائدہ پہنچے گا۔ اور وہ انیسویں صدی کے بھارت ماتا کے اس بہترین سپوت کے متعلق نہایت دلچسپ خیالات پڑھ کر نہ صرف اپنی زندگیوں کو سُدھارنے کی کوشش کریں گے۔ بلکہ ان کے متعلق اپنی درست رائے قائم کریں گے کہ سوامی دیانند سرسوتی کس پایہ کا اور کس مہان کیرکٹر کا بزرگ تھا۔ اور ہمارے ملک کی ہسٹری میں ان کی عظیم شخصیت نے کیا انقلاب عظیم برپا کیا۔ اپنی اس خواہش کو پورا کرنے کی خاطر مجھے بہت سا لٹریچر سوامی جی کے متعلق پڑھنا پڑا۔ اور بہت سی اخباروں اور کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑی۔ بالآخر میں نے ان وسیع اور عمیق خیالات کا نچوڑ نکال کر اس کتاب میں جمع کر دیا۔ جو آج پبلک کی نذر ہے ۔

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

بہت سے خود غرضوں اور زر پرستوں نے سوامی جی کے بارے میں اُن کے حالات زندگی کو غلط طور سے لکھ کر لوگوں کو سخت دھوکہ اور مغالطہ دیا ہے۔ بلکہ سچ پوچھو۔ تو انہوں نے پبلک کے ساتھ مذاق کیا ہے۔ وہ

لوگ وہ ہیں۔ جنکو اپنے گھر کی چار دیواری کے باہر کوئی نہیں جانتا۔ جن کو اپنے ملک کی سیاسی حالت سے اور اس کی ہسٹری سے کوئی سروکار نہیں۔ جو اپنے تھوڑے سے نفع کی خاطر دنیا کی عظیم ترین شخصیتوں پر کیچڑ پھینکنا چاہتے ہیں۔ جو تعلیم اور تربیت سے کورے ہیں۔ ان کے اپنے خیالات نہایت ہی پست درجہ کے ہیں۔ مگر برساتی مینڈکوں کی طرح وقتاً فوقتاً وہ اچھلا کرتے ہیں۔ جو سائنس اور فلسفہ سے بالکل کورے ہیں۔ مگر دنیا کے چمکدار ستاروں پر نکتہ چینی کرتے ہوئے نہیں جھجکتے۔ ایسے شخصوں کو سزا بھگتنی پڑے گی۔ اور آنے والی اولادیں ایسے پاپیوں کی تصنیفات کو ہاتھ لگانا معیوب سمجھیں گی۔

میری اس مختصر سی کتاب سے ان نکمّی تحریرات کا پھیلا یا ہوا زہر باسانی اُتر جائے گا۔ اور ان خود غرضوں کو کفِ افسوس ملنا پڑے گا۔ آریہ پُرشوں کا فرض ہے۔ کہ وہ مشہور مشہور عالموں کی رایوں کو رٹ لیں اور آریہ اُپدیشکوں کو اپنے لیکچروں کے دوران میں مشہور عالموں اور فاضلوں کی رایوں کو دوہرانا چاہیئے۔ تاکہ رشی کی شہرت تمام جگت میں پھیلے۔ اور کور باطن لوگ اپنے کیئے پر نادم ہوں۔ لمبے لمبے مضامین کو نہ تو پڑھنے پڑھانے کا کسی کو موقعہ ہی ملتا ہے۔ اور نہ نفس مضمون ہی یاد رہتا ہے۔ اسلیئے ان لمبی تقریروں اور تحریروں کا سنہری حصہ نکالکر میں نے اس کتاب میں رکھدیا ہے۔ جو دیش اور بدیش کے فاضلوں نے سوامی جی کے متعلق بیان کیں یا لکھیں۔ اس پر بھی اگر مخالفان ویدک دھرم رشی کی عظمت اور انکی بزرگی کے قائل نہ ہوئے۔ تو میں سمجھونگا۔ کہ وہ پرلے درجہ کے کوتاہ اندیش اور بدقسمت ہیں۔

ویدک دھرم کا ایک ادنےٰ خادم
اُلفت رائے سب اوورسیر

مشہور وڈوالوں کے

اسمائے گرامی

نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام
۱	ٹالسٹائی	۱۸	میجر ٹی ایف۔ اوڈانل	۳۵	مسٹر ہنس کوہن
۲	میکس مولر	۱۹	ریورینڈ رابنسن	۳۶	اروِن بکٹائی (آسٹریا)
۳	رومن رولینڈ	۲۰	ایک جرمن فلاسفر	۳۷	پروفیسر گرسفولڈ
۴	اے۔ او۔ ہیوم	۲۱	ایلا ویلز ولکاکس	۳۸	رانا ڈے
۵	سر ہنری کاٹن	۲۲	سی۔ ایف۔ اینڈریوز	۳۹	چنداورکر
۶	کرنل الکاٹ	۲۳	ایس۔ ایل پولک	۴۰	گوکھلے
۷	میڈم بلیوٹسکی	۲۴	جی۔ ایس ارنڈیل	۴۱	تلک
۸	ڈاکٹر اینی بیسنٹ	۲۵	لاٹ پادری مدراس	۴۲	سر سریندرو ناتھ بنرجی
۹	پروفیسر مونیر ولیم	۲۶	فاکسن پٹ	۴۳	موتی لال نہرو
۱۰	جنرل رابرٹس کمانڈر انچیف	۲۷	ایس۔ ایم میکائیل	۴۴	بپن چندر پال
۱۱	فریڈرک نینتھم	۲۸	اینڈرو جیکسن ڈیوس	۴۵	بشن نرائن در
۱۲	جوزفائن رنیسم	۲۹	انڈیا ٹائمز بمبئی	۴۶	لاجپت رائے
۱۳	پی ہیرس	۳۰	پادری سٹوکس شملہ	۴۷	گاندھی
۱۴	ڈبلیو۔ نفیرغ	۳۱	سوویرا دیوی (امریکن)	۴۸	رابندر ناتھ ٹاگور
۱۵	رامزے میکڈانلڈ	۳۲	جے۔ ٹی۔ ڈی سلے	۴۹	پریذیڈنٹ پٹیل۔
۱۶	پال رچرڈ	۳۳	سر ایڈورڈ میکلیگن	۵۰	سر شنکرن نائر
۱۷	ہومرس کرٹس	۳۴	جے۔ سی۔ اومن	۵۱	مدن موہن مالویہ

نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام
۵۲	سروجنی نیڈو	۷۱	ڈاکٹر مونجے	۹۰	سی۔ ایس رنگا آیر
۵۳	جے راگھو آچاریہ	۷۲	راجہ نریندر ناتھ	۹۱	پرشوتم داس ٹنڈن
۵۴	اروند گھوش	۷۳	بھائی پرمانند	۹۲	لالہ دُنی چند وکیل
۵۵	سر پی سی رائے	۷۴	سوامی ستیہ دیو پریواجک	۹۳	لالہ گوکل چند
۵۶	لالہ ہردیال ایم۔ اے	۷۵	مسٹر کرندیکر	۹۴	سیاجی گائیکوار بڑودہ
۵۷	سر شیو سوامی آئر	۷۶	سردار سردول سنگھ	۹۵	پنڈت شیو کمار شاستری
۵۸	ستیہ مورتی	۷۷	ڈاکٹر ستیہ پال	۹۶	پنڈت دیندیال جی
۵۹	چنتامنی ایڈیٹر لیڈر	۷۸	مادھو راؤ سپرے	۹۷	پنڈت ستیہ برت
۶۰	کھاپرڈے	۷۹	سوامی ستیانند کلکتہ	۹۸	بھولے ناتھ شاستری
۶۱	ہربلاس سارڈا	۸۰	ساورکر رتناگری	۹۹	ہردیال ناگ
۶۲	سر پرشوتم داس ٹھاکر داس	۸۱	جسٹس شیشا گری	۱۰۰	پنڈت لکچھیدا رام
۶۳	لالہ ہر کشن لال	۸۲	سیتارام	۱۰۱	سوامی مکندا رام
۶۴	مسٹر کیلکر پونا	۸۳	راجہ رام پال سنگھ	۱۰۲	پنڈت گرودت
۶۵	شاپور سکلات والا	۸۴	پنڈت نیل کنٹھ داس	۱۰۳	جی۔ کے۔ رُدرا
۶۶	سر ہری سنگھ گوڑ	۸۵	اقبال نرائن گرٹو	۱۰۴	شیو نرائن شمیم
۶۷	ایم۔ ایس اینے	۸۶	جتندر لال بنرجی	۱۰۵	لالہ شیو برت لال
۶۸	جے۔ ایم سین گپتا	۸۷	جے۔ کے۔ دیودھر پونا	۱۰۶	لالہ کانشی رام برہمو
۶۹	سبھاش چندر بوس	۸۸	وینکٹیش نرائن تواڑی	۱۰۷	سر جوگیندر سنگھ
۷۰	سادھو ٹی ایل وسوانی	۸۹	ہردے ناتھ کنزرو	۱۰۸	سردار روپ سنگھ

نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام
۱۰۹	ڈاکٹر سرواد ہیکاری	۱۲۷	پروفیسر روچی رام ساہنی	۱۴۶	پنڈت ساتولیکر
۱۱۰	کنہیالال الکھدہاری	۱۲۸	شردہانند	۱۴۷	سوُرج نرائن مہر
۱۱۱	دیوندر ناتھ ٹاگور و	۱۲۹	ہنسراج	۱۴۸	نارائین سوامی رام گڑھ
	کیشب چندر سین	۱۳۰	راجہ موتی چند بنارس	۱۴۹	سوامی سرودانندجی
۱۱۲	لالہ دیوان چند ایم اے	۱۳۱	لالہ گیا پرشاد سنگھ	۱۵۰	پرنسپل سائیں داس جی
۱۱۳	ماسٹر آتمارام امرتسری	۱۳۲	لالہ دینا ناتھ	۱۵۱	ٹھاکردت دہون
۱۱۴	ماتا کستورا بائی	۱۳۳	رائے بہادر متھراداس	۱۵۲	چاندا ورکر حیدرآباد
۱۱۵	بکاش دیوی جی	۱۳۴	حضور آنند سروپ آگرہ	۱۵۳	پنڈت گھاسی رام جی
۱۱۶	کوشلیا دیوی جی	۱۳۵	مسٹر بی۔ داس	۱۵۴	مہاراجہ کولہاپور
۱۱۷	پنڈت لیکھرام	۱۳۶	پروفیسر رام دیو	۱۵۵	مہاراجہ پرتاپ سنگھ
۱۱۸	سوامی درشنانند	۱۳۷	ٹھاکر جسراج سنگھ	۱۵۶	سرسید احمد خاں
۱۱۹	پنڈت گنپتی شرما	۱۳۸	چودہری رام بھجدت	۱۵۷	مولانا عبدالباری
۱۲۰	پروفیسر شیوپادسندرم	۱۳۹	پرنسپل ستیش چندر رائے	۱۵۸	حکیم اجمل خاں
۱۲۱	پنڈت تارا ناتھ	۱۴۰	سوامی سیتانند لاہور	۱۵۹	مولانا فضل الحسن
۱۲۲	اے۔ ٹی۔ گڈوانی	۱۴۱	دیوان ریاست دہول	۱۶۰	بیگم مولانا حسرت
۱۲۳	شمشیر جنگ بہادر نیپال	۱۴۲	ڈاکٹر دہرم ویر جی	۱۶۱	محمدؐ مراد علی
۱۲۴	مہاراجہ ہیرا سنگھ نابھہ	۱۴۳	لالہ وزیر چند وکیل	۱۶۲	حاجی محبوب عالم
۱۲۵	راجہ ناہر سنگھ جی	۱۴۴	بابو آنند سروپ کانپور	۱۶۳	مرزا یعقوب بیگ
۱۲۶	بابو لکشمن سروپ	۱۴۵	رائے صاحب مرلی دھر	۱۶۴	آغا محمدؐ صفدر

نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام
۱۶۵	مرزا سلطان احمد	۱۷۸	مہاشہ ولیش بندہو جی	۱۹۲	پنڈت نراین پرشاد بیتاب
۱۶۶	شریمتی خدیجہ بیگم بتول	۱۷۹	ایڈیٹر گجرات متر	۱۹۳	مہاشہ چرنجی لال پریم
۱۶۷	ابو رحمت حسن القادری	۱۸۰	" انڈین سپیکٹیٹر بمبئی	۱۹۴	مہاشہ کاشی ناتھ فدا
۱۶۸	حکیم احمد شجاع	۱۸۱	" " ایمپائر	۱۹۵	کنور سکھ لال
۱۶۹	پادری احمد مسیح	۱۸۲	" " میسنجر	۱۹۶	مولوی بلاغ علی فردوس
۱۷۰	مولانا محفوظ الحق	۱۸۳	" دلیش ہتیشی اجمیر	۱۹۷	راج بہادر شرر
۱۷۱	ایڈیٹر سوراجیہ مدراس	۱۸۴	انڈین مرر کلکتہ	۱۹۸	چندر بھان کیفی
۱۷۲	تپاکہ بنگلہ کلکتہ	۱۸۵	اخبار کوہ نور	۱۹۹	ماسٹر رونق رام شاد
۱۷۳	ایڈیٹر ہندو پیٹریٹ	۱۸۶	ایڈیٹر کرسچین انٹیلی جنسر	۲۰۰	بیلی رام کشمیری
۱۷۴	ٹھاکر رنجیت سنگھ راٹھور	۱۸۷	" بندے ماترم لاہور	۲۰۱	میر حیدر شریف حیدرآباد
۱۷۵	ایڈیٹر برادر ہند	۱۸۸	پروفیسر اندر ایڈیٹر ارجن	۲۰۲	راجگوپال آچاریہ
۱۷۶	مہاشہ خوشحال چند خورسند	۱۸۹	ایڈیٹر ٹریبون لاہور	۲۰۳	لالہ ترلوک چند محروم
۱۷۷	مہاشہ کرشن ایڈیٹر پرتاپ	۱۹۰	لالہ لابچند فلک	۲۰۴	سوامی دیانند جی (خود)
	وپرکاش۔	۱۹۱	گل انبالوی	۲۰۵	سوامی ورجانند جی
				۲۰۶	سردار جسونت سنگھ ورما ٹوہانوی

مہرشی دیانند سرسوتی

سنسار کی نظروں میں

۱۔ کونٹ ٹالسٹائی

(ملک روس کا مشہور و معروف فلاسفر)

دیانند کی کتاب ستیارتھ پرکاش کا میں مطالعہ کر رہا ہوں۔ آریہ سماج کے اصولوں کو میں نے بڑی دلچسپی سے پڑھا۔ میرے من کی تسکین ہو رہی ہے اور میں راحت محسوس کر رہا ہوں۔ (ویدک میگزین ہریدوار)

۲۔ پروفیسر میکس مولر

(ملک جرمنی کا مشہور سنسکرت فاضل)

(ا) سوامی دیانند اپنے ملک کے دھارمک گرنتھوں میں ماہر تھا۔ اور بنارس و دیگر جگہوں کے بڑے بڑے پنڈتوں کے ساتھ پبلک مباحثوں اور مناظروں میں اکثر فتح یاب ہوا کرتا تھا۔ وہ ایک فاضل آدمی تھا۔ اور کسی درجہ تک وہ ریفارمر بھی تھا۔ اور اسی وجہ سے عمر بھر اس کی ہجو ہوتی رہی اور لوگ اس پر ستم ڈھاتے رہے۔ (بیاگریفیکل سیریز آف میکس مولر)

(ب) میں جانتا ہوں۔ کہ دیانند سرسوتی کے ارادے نہایت ہی عمدہ تھے۔ اور اس نے اپنے ہم وطنوں کو بڑا ہی فائدہ پہنچایا ہے۔ اور اگر وہ زیادہ زندہ رہتے۔ تو اس سے بھی زیادہ فائدہ پہنچاتے۔ (اقتباس از خط بنام سکریٹری آریہ سماج لندن ۱۴ مئی ۱۸۸۲ء)

۳۔ رومن رولینڈ

(ملک فرانس کا مشہور و معروف ودوان)

موجودہ زمانہ میں جتنی عظیم ہستیاں ہندوستان میں ہوئی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ بڑی دیانند کی ہستی تھی۔ جتنی زندگی ہندوستان میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کے جنم داتا دیانند ہیں۔ (پرکاش رشی نمبر)

۴۔ مسٹر اے۔ او۔ ہیوم

(بانیٔ انڈین نیشنل کانگریس)

سوامی دیانند کی بے وقت وفات سے مجھے کمال افسوس ہوا۔ جن اصولوں کا آپ نے پرچار کیا۔ اس سے قطع تعلق کر کے ہم سب کو ماننا پڑے گا۔ کہ آپ بڑے اور نیک انسان تھے۔ اور ملک کی عزت کا باعث تھے۔ ہر شخص کو احساس ہو گا۔ کہ آپ کی موت سے ہندوستان کو عظیم اور ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔

۵۔ سر ہنری کاٹن ممبر برٹش پارلیمنٹ

(پریذیڈنٹ انڈین نیشنل کانگریس ۱۹۰۴ء بمبئی)

شمالی ہند میں مغربی تہذیب کے اثر کو روکنے کے لئے آریہ سماج سے بڑھ کر اور کسی نے کام نہیں کیا۔ اور اس کا قدرتاً یہ اثر ہوا۔ کہ انگریزوں کے رعب و داب میں بڑا فرق آیا ہے (نیو انڈیا)

۶۔ کرنل الکاٹ

(یکے از بانیاں تھیا صوفیکل سوسائٹی)

سوامی دیانندجی میں حب الوطنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اور اسی وجہ سے اُنہوں نے ان (کرنل الکاٹ و میڈم بلیوٹسکی) کے تعلق کی اتنی پرواہ نہیں کی۔ جتنی کہ انہیں اپنے ملک کی کرنی ضروری تھی۔ ہمارے ناظرین حیران ہیں۔ کہ سوامی دیانند جیسے یوگی کو کہ جس میں یوگ ودّیا کی طاقتیں موجود تھیں۔ اس بات کی پہلے خبر نہ تھی۔ کہ آپ کی موت سے بھارت ورش کو عظیم نقصان پہنچیگا۔ کیا وہ یوگی نہ تھے۔ کیا وہ برہم رشی نہ تھے۔ ہم قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہ دیانند کو اپنی موت کی خبر دو سال پہلے ہی سے تھی۔ ان کی وصیّت کی نقل اس بات کا پورا ثبوت ہے۔ انہوں نے ہمیں میرٹھ میں کتی بار کہا۔ کہ ہم ۱۸۸۴ء نہیں دیکھینگے۔ (اقتباس از رسالہ تھیا سوفسٹ ۱۸۸۳ء)

۷۔ ملک روس کی مشہور میڈم بلیوٹسکی صاحبہ

(یکے از بانیاں تھیا صوفیکل سوسائٹی)

امریکہ سے چلنے سے پیشتر۔ دو سال سے زیادہ میں ایک بڑے بھاری ودّوان برہمن کے ساتھ لگاتار خط وکتابت کرتی رہی۔ جس کا جلال اس وقت سارے ہندوستان میں چھایا ہؤا ہے۔ ہم اس کی رہنمائی کے طفیل ہندوستان آریوں کے پرانے ملک وید اور ان کی مشکل زبان کا مطالعہ کرنے کے لیئے ہندوستان میں آئے۔ اس کا نام دیانند سرسوتی سوامی ہے۔ یہ پنڈت

جو کہ بھارت ورش میں سب سے زیادہ سنسکرت ودیا کا جاننے والا سمجھا جاتا ہے۔ اور ہر ایک آدمی کے واسطے معمہ ہے۔ صرف ۵ سال ہی ہوتے ہیں۔ کہ وہ بڑے بڑے اصلاحوں کے میدان میں آنکلا ہے۔ لیکن اس وقت سے پیشتر وہ ایک جنگل میں بالکل علیحدہ رہا ہے۔ اپنے ظاہر ہونے کے پہلے دن سے دیانند سرسوتی نے بڑا بھاری اثر پیدا کیا۔ اور ہندی لوتھر کا خطاب حاصل کیا۔ وہ ایک ایشور کا پرچار کرتا ہے۔ اور ویدوں کو ہاتھ میں لئے ہوئے یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ اُس پُرانے زمانہ کی تحریروں میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس سے دیوتا پرستی جائز قرار دی جا سکے۔ بُت پرستی کے خلاف گرجتا ہوا وہ اعلےٰ درجہ کا فصیح آدمی اپنی تمام طاقت کے ساتھ ذات پات صغیر سنی کی شادی اور دیگر توہمات کے خلاف جنگ و جدل کرتا ہے۔ بہت سے پُرجوش مباحثے برہمنوں کے ساتھ سوامی جی کے ہوتے۔ اور قریباً ہمیشہ ہی وہ ان مباحثوں میں فتحیاب ہوا۔ برنوف۔ کوبروک میکس مولر جیسے ماہران علوم مشرقی کے زمانہ سے بہت مدت پیشتر ہندوستان میں بہت سے ریفارمر ہوئے ہیں۔ جنہوں نے ویدک اصولوں کی پاک وحدانیت کو ثابت کرنے کی سعی کی تھی۔ نیز نئے مذاہب کے بانی بھی ایسے گزرے ہیں جنہوں نے مقدس کتابوں کے الہامی ہونے سے انکار کیا۔ مثلاً راجہ رام موہن رائے۔ اس کے بعد بابو کیشب چندر سین۔ دونو بنگالی کلکتہ کے تھے۔ لیکن ان دونوں سے کسی کو بڑی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ جتنی کہ سوامی دیانند جی کو۔

یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ سوامی شنکر آچاریہ کے زمانہ کے بعد ہندوستان میں سوامی دیانند سے زیادہ سنسکرت کا فاضل اس سے زیادہ ہر ایک بُرائی

کا بے خوف کھنڈن کرنے والا۔ اس سے زیادہ بلا کا فصیح۔ اس سے زیادہ فلاسفر پیدا نہیں ہوا۔ پھر دیانند کی جسمانی وضع قطع بڑی توجہ کھینچنے والی ہے۔ اس کا قد بہت ہی لمبا اور رنگ یورپین جیسا سفید ہے۔ اس کی بڑی اور چمکتی ہوئی آنکھیں۔ اس کے بھورے سے بال لمبے۔ اس کی آواز صفا اور بلند ہے۔ ہر ایک قسم کے خیالات کو ظاہر کرنے کے واسطے بہت موزوں ہے۔ اور وہ بڑی میٹھی بچوں کی طرح دھیمی آواز سے بھی بولتا ہے۔ اور پروہتوں کی جھوٹ اور بدکاریوں کے خلاف بجلی کی طرح گرجتا ہے۔ دیانند سچّا یوگی ہے ہم نے اسے ایک دفعہ کام کرتے دیکھا۔ اس نے اپنے تمام جانفشاں مریدوں کو رخصت کر دیا۔ اور انہیں کہا۔ کہ نہ تم میری حفاظت کرو اور نہ مجھے بچانے کی سعی کرو۔ اور وہ ایک برانگیختہ گروہ کے سامنے اکیلا ہی کھڑا رہا۔ اور بڑی متانت اور سنجیدگی سے اس غضبناک گروہ کا مقابلہ کیا۔ جو کہ اس پر ہر وقت حملہ کرنے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کو تیار تھا۔ ہردوار کے بھاری میلہ پر سوامی جی نے پیشنگوئی کی تھی۔ کہ ہیضہ پھوٹیگا۔ یہ پیشنگوئی حروف بہ حروف سچ نکلی (منقول فروم دی کیوس اینڈ جنگل آف ہندوستان)

۸۔ ڈاکٹر اینی بسینٹ۔ ادیار (مدراس)

[پریذیڈنٹ تھیاصوفیکل سوسائٹی
[پریذیڈنٹ انڈین نیشنل کانگریس کلکتہ ۱۹۱۷ء

جب سوراجیہ مندر بھارت ورش میں تعمیر ہوگا۔ تو اس میں رشی دیانند کی مورتی سب سے اونچی جگہ پر نصب کی جاویگی۔ سوامی جی کے لئے میرے دل میں سچّی پوجا کے جذبات (بھاؤ) ہیں۔ جس کا اظہار میں بذریعہ تحریر و

تقریر بارہا کر چکی ہوں (رشی نمبر پرکاش لاہور)

۹۔ پروفیسر مونیر ولیم آکسفورڈ یونیورسٹی

ناظرین اخبار انتھینیم کے یاد ہوگا۔ کہ قریب ایک سال کے گزرا۔ اس وقت نسبت تشریف آوری ایک نوجوان ہندو کشتری۔ کہ جس کا نام شیام جی کرشن ورما ہے۔ اور جن کو علوم سنسکرت میں عمدہ دستگاہ ہے۔ اور جن کی تحریر اور قوت بیانیہ اس زبان میں اس انتہا درجہ کی ہے۔ کہ ان کے لیے پنڈت کا خطاب مناسب سمجھ کر عطا کیا گیا ہے۔ ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ اور اس اخبار میں یہ بھی درج تھا۔ کہ اس نوجوان شخص نے ایک ایسے مشہور عالم شخص سے تعلیم پائی ہے۔ جو صرف قدیم زبانِ سنسکرت کو ہی نہیں جانتے بلکہ انہوں نے بذریعہ تردید شرکت اور الحاد اور بت پرستی کے آریہ ورت کے تمام مذہبی فرقوں میں بڑی ہل چل ڈال دی ہے۔ سوامی صاحب آریہ قوم کے ایک مانے ہوئے مذہب کی وحدانیت کے قائل ہیں۔ اور اپنے اصول مذہب کو وید پر مبنی رکھنے کی تاکید کرتے ہیں۔ اس ترقی دہندہ و اصلاح کنندہ ملک کا نام دیانند سرسوتی سوامی ہے جس کی فصاحت تقریر اور متانت تحریر کا میں خود شاہد ہوں۔ کیونکہ جب میں بمبئی میں تھا۔ اسوقت میں نے سوامی جی موصوف کو آریہ سماج کے عام جلسہ میں "دھرم" کی بابت اپدیش دیتے سنا ہے۔ جس کا مضمون آریوں کا زندہ مذہب تھا اور نیز ان کا ایک سنسکرت کا خط جو انہوں نے حال ہی میں اپنے شاگرد شیام جی کرشن ورما کو جواب "بے لیئل" کالج آکسفورڈ کے ممبر ہیں۔ لکھا تھا۔ دیکھا ہے۔ چٹھی صاف سنسکرت میں لکھی ہوئی ہے۔ یوں تو اکثر تعلیم یافتہ

آریہ لوگوں سے میری خط وکتابت رہی ہے۔اور کشمیر۔ٹراونکور وغیرہ کے فاصلوں سے رسل ورسائل جاری ہے۔مگر یہ چٹھی سب کا ایک نمونہ ہے

(منقول از سوانحعمری سوامی دیانند)

۱۰۔ہزایکسیلینسی جنرل رابرٹس صاحب بہادر

(کمانڈر انچیف افواج ہند)

جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے دانا پور (بہار) کے مقام پر سوامی جی مہاراج کا ایک لیکچر سنا۔اس لیکچر کے اختتام پر وہ سوامی جی مہاراج سے ملے۔اور خوشی سے ہاتھ ملایا۔اور کہا۔بلاشبہ آپ نڈر ہوکر وعظ کرتے ہیں۔جب ہمارے سامنے آپ نے بائیبل (انجیل مقدس) کی اس زور سے تردید کی۔بھلا اوروں سے کیا خوف کرتے ہوں گے۔

(منقول از سوانحعمری)

۱۱۔مسٹر فریڈرک نینتھم

سوامی جی کی وفات سے مجھے سخت صدمہ پہنچا۔آپ کی موت سے ہندوستان نے ایک ایسا فلاسفر کھویا۔جس کے پایہ کا شاید ہندوستان مستقبل میں حاصل نہ کرسکے۔

۱۲۔شریمتی جوزفائن رینسیم

(ایڈیٹر رسالہ برطانیہ وانڈیا)

آنریری سکریٹری برٹن اینڈ انڈیا ایسوسی ایشن

دیانند سرسوتی ایک برہمن تھا۔ جس کا نام مول شنکر اور جو اپنے زمانہ کی بے چینی کا ایک مجسم نمونہ تھا۔ چنانچہ وہ سچائی کی تلاش میں نکلا اور اس نے اور بہت سے دُور دراز مقامات میں سفر کیا۔ لیکن بے سود۔ آخر وہ ایسے مہا پرشوں میں سے ایک سے ملا۔ جو اب تک بھی ہندوستان کے خاموش مقامات میں پائے جاتے ہیں۔ اور جو اس گیان کے سر چشمہ ہیں۔ جو اس قدر اعلےٰ اس قدر پاکیزہ اور اس قدر سائینٹفک ہے۔ کہ من آتما اور سپرٹ اس سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ آخر وہ وقت آگیا۔ کہ جب شاگرد نے دنیا میں جا کر ویدک دہرم کی اشاعت و تلقین کرنی پسند کی۔ سوامی دیانند جو ایک فصیح البیان مُقرر (تقار) زبردست منطقی اور حاضر جواب اور پرجوش طبیعت کا مالک تھا۔ اپنے زمانہ کی دنیا میں کود پڑا۔ اور اُسے مجبور کیا۔ کہ وہ اس کی آواز کو سُنے اس نے یکساں طور پر دوست و دشمن کے توہمات کے برخلاف ایک ایسی دلیری و جرأت کے ساتھ حملہ کیا۔ کہ جس کی ان تمام لوگوں کو تعریف کرنی چاہیئے۔ جو یہ جانتے ہیں کہ اس کے خلاف پرانے خیالات کی کس قدر زبردست طاقتیں صف بستہ تھیں۔ اپنے کام کو مستحکم اور مفید بنانے کے لئے سوامی دیانند نے آریہ سماج کی بنیاد ڈالی۔ اس نے یکساں طور پر تمام عالم و جاہل لوگوں کی کلام ربانی (وید مقدس) کی طرف رہنمائی کی۔ اور بتلایا۔ کہ یہ تمام مذاہب کا مخزن و منبع اور تمام مذاہب میں قدیم ترین مذہب ہے۔ ۱۸۸۳ء میں آپ کی وفات پر تمام لوگوں نے یکساں طور پر ماتم کیا۔ کیونکہ آپ کے مخالفوں تک نے آپ کی طاقت اور آپ کی بے غرضانہ خدمات کا اعتراف کیا۔

۱۳۔ مسٹر پی۔ ہیرس

آئی۔ سی۔ ایس الہ آباد

دیانند کے وعظ اور تعلیم وتلقین کی عام رَو مجھے اصلاح کی طرف نظر آتی ہے۔ جس کا شاید آخری مقصد یہ ہو۔ کہ حکومت دیسی لوگوں کے ہاتھوں میں آجاوے۔ دیانند کا زورِ کلام اور اس کی دعائیں غیر ملکی حکومت کو فوراً تہ وبالا کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ اسی اصلاح کے لئے ہے۔ جس سے شاید آئندہ زمانہ میں ہندو اپنے آپ پر حکومت کرنے کے لائق ہو سکیں۔

{فیصلہ مقدمہ سادھو آلارام
دآریہ سماج}

۱۴۔ مسٹر ڈبلیو تھیبر صاحب بہادر

آئی۔ سی۔ ایس کانپور

صاحبان۔ بوقت بحث میں نے دیانند سرسوتی فقیر کے حق میں فیصلہ دیا۔ اور میرا یقین ہے۔ کہ اس کی دلائل ویدوں کے مطابق ہیں۔ میرے خیال میں اس نے اس دن فتح پائی۔ اگر آپ کی خواہش ہو۔ تو میں چند دنوں میں اپنے فیصلہ کی بابت اپنی دلائل دے دوں گا۔

{ایک خط کی نقل جو تھیبر صاحب نے رشی دیانند کے ایک
مباحثہ سننے کے بعد لوگوں کو لکھ کر دیا تھا}

۱۵۔ مسٹر رامزے میکڈانلڈ

وزیر اعظم برطانیہ

جب میں ہندوستان کی سیر کے لئے گیا تھا۔ تو آریہ سماج کے برخلاف طرح طرح کی باتیں سننے میں آئی تھیں۔ مجھے خواہش پیدا ہوئی کہ میں بذات خود آریہ سماج اور اس کے متعلقہ انسٹی ٹیوشنوں کا مطالعہ کروں۔ اور اس مطالعہ کے بعد جو رائے میں نے قائم کی۔ وہ یہ ہے کہ میں آریہ سماج کو ہندوستان میں قومی اور روحانی زندگی پھونکنے کا ایک قابلِ قدر ذریعہ تصوّر کرتا ہوں۔ (آریہ گزٹ ۱۹۲۰ء)

۱۶۔ پال رچرڈ

(فرنچ بھاشا کا مشہور و معروف مصنّف)

سوامی دیانند بلاشک وشبہ ایک رشی تھا۔ سب پنڈتوں نے اس پر پتھر پھینکے۔ اس نے اپنے میں شاندار ماضی اور روشن مستقبل کو ملا دیا وہ تمہاری زنجیروں کو توڑنے کے لئے آیا تھا۔ تمہاری روحوں کو قید سے چھڑانے کے لئے آیا تھا۔ وہ تمہارے مندروں کو کھولنے آیا۔ اور وہ تمہارے پالیٹکس کو دوبارہ جگانے آیا۔ (آریہ مترآگرہ ۱۹۲۵ء)

۱۷۔ ڈاکٹر ہومرس کرٹش سان فرانسسکو (امریکہ)

(امریکہ کا مشہور مذہبی لیڈر اور مقرر)

ہم سوامی دیانند جی کی نسبت کم جانتے تھے۔ سوائے اس کے

سفیا صوفیکل سوسائٹی نے میڈم بلیوٹسکی کی وفات کے بعد بہت دفعہ ان سے مشورہ کیا۔ اس لئے ہمیں اس تفصیلی حال کو جو آپ کی کتاب سے ملا۔ معلوم کرکے نہایت خوشی ہوئی۔ ہمارا اور سوامی جی کا پیغام ایک ہے مثلاً واحد ایک باپ۔ اخوتِ انسانی جو ذات پات اور عقیدوں کے اختلافات سے بالاتر ہے۔ تمام بنی نوع انسان کو اونچا اٹھانے میں کوشاں ہیں۔ اور ایک ہی مقصد کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اور وہ ایک ہی منتہائے مقصود کی طرف جا رہے ہیں۔ یعنی انسان کے پرماتما کے ساتھ تعلقات قائم کرنے اور اس کے ساتھ ایک ہو کر رہتے ہوئے دنیا کو اس کے جلال کی روشنی سے چمکتی ہوئی اور خوش و خرم بناتا ہے۔

[اقتباس کے ایک خط سے جو ڈاکٹر صاحب نے مسٹر بی۔ ایل وسوانی کے نام لکھا۔]

۱۸۔ میجر بی ایف اوڈانل

پرنسپل میرٹھ کالج

سوامی دیانند ایک دہرم کا پرچارک۔ سوشیل ریفارمر اور محب وطن تھے۔ ان کی حیرت انگیز زندگی کے حالات اور ان کی مذہبی تعلیم کی اشاعت اتنی مشہور ہے۔ کہ مجھے ان پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ان دنوں میں جبکہ قومی کشیدگی اور مذہبی تعصب زوروں پر ہے۔ سوامی جی کے پاکیزہ عقیدہ سے بڑھ کر کوئی چیز زیادہ مناسب یا موزوں نہیں ہے۔

۱۹- ریورینڈ رالنسن اجمیر

سوامی دیانند جی سرسوتی ویدوں کے فاضل ہیں۔ میں نے اپنی ساری عمر میں زبان سنسکرت کا ایسا فاضل نہیں دیکھا۔ ایسے آدمی دنیا میں نایاب ہیں۔ جو ان سے ملے گا۔ بہت فائدہ حاصل کرے گا۔

۲۰- ایک جرمن فلاسفر

دیانند سرسوتی ایک فراخ دل کا انسان تھا۔ اس کے دماغ میں نہایت ہی اچھے اور عجیب و غریب خیالات چکر لگاتے رہتے تھے۔ اس کے دل میں ہمیشہ یہ خیال سمایا ہوا رہتا تھا۔ کہ جس طرح ہو سکے۔ ہندوستان کو تمام قسم کے توہمات اور باطل پرستیوں سے پاک کر کے اس کو ودیا اور گیان کا مرکز بنایا جائے۔ تاکہ وہ صرف ایک ایشور کا پجاری بنکر سوراجیہ کے قابل ہو جاوے۔ اور پھر تمام علوم اور دھرم کا ایک سرچشمہ بن کر دنیا میں ایک بڑی عزت اور پرستش کی جگہ بن جاوے۔

(پرکاش۔ نومبر ۱۹۲۹ء)

۲۱- شریمتی ایلا ویلر ولکاکس

(اضلاع متحدہ امریکہ کی مشہور شاعرہ)

ہندوستان میں مادہ پرستوں کا ایک ایسا مذہب نکل آیا ہے۔ جو تمام روحانی باتوں سے منکر ہے۔ اور صرف ایک سب سے فقیر ہستی انسان کے تجربات میں ہی یقین رکھتا ہے۔ گمراہ راہ دکھانے کے لئے ایک

سوسائٹی پیدا ہو گئی ہے جس کا نام آریہ سماج ہے۔ اور جس میں ہندوستان جدید کے لائق فائق کئی نوجوان اور بوڑھے آدمی شامل ہیں۔ آریہ سماج اگرچہ ایک نئی تحریک ہے۔ لیکن یہ پرانی تہذیب کا پرچار کرتی ہے۔ اس کا قابل عزت بانی سوامی دیانند تھا۔ جو علم سنسکرت کا ایک ممتاز عالم تھا۔ جس نے کبھی بھی لوگوں کو نیا مذہب سکھلانے کی عزت کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ اپنے حاضرین کو بتا دیا کرتا تھا۔ کہ اس کا اور آریہ سماج کا مدعا صرف پرانے آریہ دھرم کو از سر نو فروغ دینا ہے۔ جس کی تفصیل کہ ویدوں میں کی گئی ہے۔

{ اخبار ہندوستان لاہور
مورخہ ۴۔ اگست ۱۹۱۱ء }

۲۲۔ ریورنڈ سی ایف اینڈریوز

(ہندوستان کا مشہور و معروف بہی خواہ انگریز پادری)

جن خوبیوں کے باعث میں سوامی دیانند جی کی عزت کرتا ہوں۔ اُن میں سب سے اُونچی جگہ میں ان کی اس خوبی کو دیکھتا ہوں۔ کہ وہ سچائی کے شیدائی تھے۔ وہ سچائی جسے ان کی ضمیر سچائی بتلاتی تھی۔ سچائی کی بے خوف تلاش ان کی زندگی کی عظمت اور مردانہ شخصیت کا راز تھی۔

دوسری خوبی جس سے میں سوامی دیانند جی کو زیادہ محبت کرتا ہوں وہ اُن کی نڈرتا ہے۔ ڈر کو وہ جانتے ہی نہ تھے۔ خطرہ کے جوبن پر ہونے کے وقت وہ معمولی سے زیادہ بشاش اور شانت ہوتے تھے۔ خطرہ کی آمد ان کی خصلت کے پاک عنصروں کو اُبھار دیتی تھی۔ اور دیانند کی عظمت اس وقت سے زیادہ کبھی نہ تھی۔ جب کہ موت اپنی پوری طاقت سے اُن کے

بالمقابل کھڑی تھی۔

تیسری خوبی جس سے ہندوستان میں رشی دیانند کا نام گھر گھر لیا جاتا ہے۔ ان کی سچی حب الوطنی ہے۔ ہر ایک چیز استری۔ بچے۔ گھر۔ دولت وحشمت جو کہ آدمی کو دنیا میں عزیز ہے۔ دیانند نے مادرِ وطن پر قربان کر رکھی تھی۔ میں جو غیر وطن کا اور انگریز ہوں۔ ان کی حب الوطنی کے لئے ان کی عزت کرتا ہوں۔ میں اپنے وطن انگلینڈ سے سرگرم محبت کرتا ہوں۔ اور یہ جان کر میں مسرور ہوتا ہوں۔ کہ کس طرح سے سوامی دیانند اپنے ہندوستان کو پیار کرتا تھا۔

ان کی چوتھی خوبی جس کا میں اظہار کر سکتا ہوں۔ ان کا اعلےٰ درجہ کا ریفارمر ہونا ہے۔ سوامی دیانند کے سدھار کے اثر سے جو عظیم مجلسی اصلاح ہوئی ہے۔ اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

سوامی دیانندجی کی زندگی نہ صرف روحانی ہی تھی۔ بلکہ عملی بھی۔ انہوں نے برسوں ایکانت میں گزارے۔ اور برسوں ہی عوام الناس کی بھلائی کرتے ہوئے گزار دیئے۔ ان میں سے کسی کو بھی نہیں بھلایا میری دلی خواہش ہے۔ کہ ان کے مدّاح اس بارے میں ان کی پیروی کریں۔

(پرکاش رشی نمبر)

۲۳۔ مسٹر ایس ایل پولک

(سابق ایڈیٹر "انڈیا" لنڈن)

دنیا کے تمام ممالک میں سے کسی کو حقیقی مہاپرشوں کی رہنمائی اور مثال کی اتنی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔ جتنی کہ ہندوستان کو ہے۔

کیونکہ اُسے اقوام کے خاندان میں اپنی مناسب جگہ حاصل کرنے کیلئے بہت کچھ کمی کو پورا کرنا ہے۔ اس لئے یہ نہایت مناسب ہے۔ کہ سوامی دیانند کے اُتسو کو کافی طور پر اور عقلمندی کے ساتھ منایا جاوے۔ موجودہ زمانہ کے ایک اور ہندوستانی مہاپُرش کی طرح (مہاتما گاندھی) سوامی دیانند بھی جنم سے ایک گجراتی تھے۔ لیکن ان کا نام اور ان کی شہرت اپنے صوبہ سے باہر بہت دُور تک پھیل گئی۔ اور اگر وہ ایک بین الاقوامی شخصیت نہیں۔ تو قومی شخصیت ضرور ہیں۔ جسمانی طور پر مضبوط اور جوش و سرگرمی سے ہونے کے علاوہ ان کی دماغی حالت بھی یکساں طور پر نہایت اعلےٰ تھی۔ نہ اعتقادات اور روایات کے رواجی معنوں کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے نہ تھے۔ وہ ذات پات کی مصنوعی تمیز کو قبول نہ کرتے تھے۔ اس لئے بھرا تری بھاؤ اُن کے نزدیک ایک حقیقی جذبہ بن گیا تھا۔ وہ بلا شبہ موجودہ ہندوستانی قومیت کے روحانی بانیوں میں سے ایک تھے۔ آپ ایک مہان آتما اور نڈر شخص تھے۔ اور سچائی کے والا و شیدا تھے۔ ان وجوہات سے نہ صرف ہندوستانیوں میں بلکہ اس سے باہر بھی کثیر التعداد اشخاص ان کے مداح ہیں۔

۲۴۔ مسٹر جی۔ ایس ارنڈیل

(پرنسپل نیشنل یونیورسٹی مدراس)

مہرشی سوامی دیانند سرسوتی نے ہندوستان اور سارے جہان کی جو خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان کو میں بخوبی محسوس کرتا ہوں۔ وہ ہندوستان کے اوّل درجہ کے مہاپرشوں میں سے تھے۔ اور اب بھی

ہیں۔ مجھ سے اگر پوچھا جاوے۔ تو میں کہوں گا۔ کہ سوامی دیانند نے مادر وطن کی بھاری خدمت یہ کی ہے۔ کہ اس میں قومی تعلیم کا خیال پیدا کر دیا ہے۔ قومی تعلیم کیا ہے؟ یہ کہ ہمارا تعلیمی کورس ہماری قومی ضروریات کے مطابق ہو۔ اور اس میں ہر ایک طالب علم کو اس کے دہرم کے مطابق مذہبی تعلیم دی جاوے۔

۲۵۔ ایک لاٹ پادری

مدراس

اگر دیانند ۰۴ برس پیچھے پیدا ہوا ہوتا۔ تو ہم اس عرصہ میں شمالی ہند کے تہائی حصہّ کو ضرور عیسائی بنا لیے ہوتے۔

(مارتنڈ لاہور)

۲۶۔ مسٹر فاکس پٹ

(جنرل سکریٹری مارل ایجوکیشن لیگ لنڈن)

میری نظروں میں سوامی دیانند ایک سچا جگت گرو اور ریفارمر تھا۔ گویا وہ ان عظیم ترین ہستیوں میں سے تھا۔ جنہوں نے نہ صرف انسان کی زندگی کے مشن کی تصویر کو صاف صاف طور سے دیکھ لیا ہے۔ بلکہ جن میں اس قدر طاقت اور پریم بھی ہوتا ہے۔ جس سے وہ اس لائق ہوتے ہیں کہ اس تصویر کو بہت سے آدمیوں کے سامنے پیش کر سکیں۔ اور سمجھا سکیں ایسا آدمی نایاب ہے۔ جس میں روحانی طاقت بھی ہو۔ اور لوگوں کو درست کرنے کا خیال بھی۔ اگر کوئی ایسا آدمی تھا۔ جن میں دونوں خوبیاں یکساں

درجہ کی تھیں۔ تو وہ دیانند تھا۔

۲۷۔ مسٹر ایس۔ ایم میکائیل پونا

میں سوامی دیانند سرسوتی کو انیسویں صدی کے اُن بزرگ ترین انسانوں میں سے ایک سمجھتا رہا ہوں۔ جنھوں نے پرم ہنس سوامی رام کرشن اور سوامی وویکانند جیسے مہاپرشوں کی طرح نوین ہندو دھرم کی گہری اور مضبوط بنیاد ڈال دی۔ اور اس کو پورانک خیالات سے شدھ کر دیا۔

۲۸۔ اینڈرو جیکسن ڈیوس

(اپنے زمانہ کا ملک امریکہ کا مشہور فاضل فلاسفر)

مجھے ایک آگ نظر آتی ہے۔ جو ہر چیز کو جلا کر صاف کر رہی ہے۔ امریکہ کے چٹیل میدانوں۔ افریقہ کے فراخ ملکوں۔ ایشیا کے قدیم پہاڑوں۔ اور یوروپ کی وسیع سلطنتوں پر مجھے اس ہمہ سوز آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلہ دکھائی دیتے ہیں۔ اس کا چرچا جملہ پست مقامات سے شروع ہوا ہے۔ اپنی آسائش اور ترقی کے لئے اسے انسان نے خود روشن کیا ہے۔ روئے زمین پر انسان ہی ایک ایسا مخلوق ہے۔ جو آگ کو جلا کر اسے بقا دے سکتا ہے۔ کیونکہ ارضی (زمینی) مخلوق میں ناطق بھی یہی ہے۔ لہٰذا اپنے مساکن میں دوزخی آگ بھڑکانے میں سب سے اوّل ہے۔ .... اس غیر محدود آگ کو دیکھ کر جو بالیقین بادشاہوں۔ شہنشاہوں۔ اور دنیا بھر کی سیاستوں۔ برائیوں کو پگھلا دے گی۔ میں غایت درجہ مسرور ہو کر ایک مشتعل جوش کی زندگی بسر کر

رہا ہوں۔ سب اونچے اونچے پہاڑ جل اٹھیں گے۔ گھاٹیوں کے خوشنما شہر بھُن جائیں گے۔ پیارے گھر اور پُر از محبت طبیعتیں ساتھ ہی ساتھ پگھلیں گی۔ نیک و بد مخلوط ہو کر یوں غائب ہونگے۔ جیسے آفتاب کی سنہری شعاعوں میں شبنم۔ لامحدود ترقی کی بجلی سے انسانی طبیعت ہل رہی ہے آج صرف اس کی چنگاریاں آسمان کی طرف اڑتی ہیں۔ یہ آگ قدیمی آریہ دھرم کو اصلی پاکیزہ حالت پر لانے کے لئے ایک بھٹی ہے۔ کہ جیسے آریہ سماج کہتے ہیں۔ یہ آگ بھارت ورش کے ایک پرم یوگی دیانند سرسوتی کے دل میں نمودار ہوئی ہے۔ ہندو اور مسلمان اس عالم سوز آگ کو بجھانے کے لئے چاروں طرف تیزی سے دوڑ رہے ہیں۔ لیکن یہ آگ ایسی تیزی سے بڑھتی گئی۔ کہ جس تیزی کا اُس کے بانی دیانند کو گمان بھی نہ تھا۔ اور عیسائیوں نے بھی جن کے معابد کی آگ اور متبرک شمع پہلے مشرق ہی میں روشن ہوئی تھیں۔ ایشیا کی اس نئی روشنی کو بجھانے کے لئے ہندو اور مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ لیکن یہ آسمانی آگ اور بھی بھڑک اٹھی۔ اور منتشر ہو گئی۔ تمام بدعتوں کا مجموعہ ہمیشہ کی پاک کرنے والی بھٹی میں جل کر خاک ہو جائیگا۔ یہاں تک کہ بیماری کی جگہ صحت جہالت کی جگہ وگیان۔ نفرت کی جگہ محبت۔ دشمنی کی جگہ دوستی۔ دوزخ کی جگہ بہشت۔ تکلیف کی جگہ آرام۔ دوزخ کی جگہ بہشت۔ بھوت پریتوں کی جگہ پرمیشور اور پرکرتی کا راج ہوگا۔ میں اس آگ کو مبارک باد دیتا ہوں جب یہ آگ اس خوبصورت زمین کو نئی زندگی دے گی۔ تو عالمگیر راحت برکت اور خوشی کا زمانہ شروع ہوگا۔

(بیاونڈ دی ویلی صفحہ ۳۸۲)

۲۹- "انڈیا ٹائمز" بمبئی کا یورپین ایڈیٹر

دیانند اپنے کریڈ میں غلط تھا یا صحیح- ایک غیر ملکی کے لئے اس کے متعلق اظہارِ خیالات کرنا گستاخی میں شامل ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ دیانند بلند پایہ خوبیوں کا مالک تھا۔ خوبصورت اور شاندار چہرہ۔ دلفریب شکل وصورت اور زوردار آواز تھی۔ دیانند نے بچپن کی شادی کی مخالفت اور سمندر پار جانے کی حوصلہ افزائی کی۔ اس نے دعوے کیا۔ کہ امریکہ وہی ملک ہے۔ جسے ہندوستان کی تاریخ میں پاتال کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اور جہاں بہت سے آریہ ویر اکثر جاتے رہے ہیں۔ تمام ہندوؤں کی طرح دیانند بھی ویجیٹیرین تھا۔ یعنی ماس آہاری نہیں تھا۔ مگر شادی کے متعلق اس کے خیالات عجیب وغریب تھے۔ اس کا بیان تھا۔ کہ کوئی مرد یا عورت جس کی شادی فسخ ہو چکی ہو۔ دوبارہ شادی نہ کرے لیکن اگر وہ نہ رہ سکیں۔ تو نیوگ کے ذریعہ اولاد پیدا کریں۔ یعنی عارضی شادی کے ذریعہ اس نے جو تحریک جاری کی۔ اس کی طاقت وقوت آج اس کے نام کے لئے باعث فخر ہے۔ شمالی ہند میں ہر جگہ اس کا اظہار ہو رہا ہے۔ ہندوستان کے دیگر حصوں میں بھی آریہ سماج کو اس نے جنم دیا۔ شاخیں قائم ہیں۔ یہ ترقی کر رہی ہیں۔ اس کی مستحق بھی ہیں۔ آریہ سماج نے اپنے آپ کو زیادہ تر تعلیم نسواں کے کام میں لگایا ہوا ہے۔

اس کے لیڈران میں سے ایک لالہ لاجپت رائے نے حال ہی میں لاہور میں ویدک مُکتی فوج قائم کی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ اچھوتوں کی مدد کی جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

۳۰۔ پادری سٹوکس شملہ

وہ تمام حالات جو سوامی دیانند کے بارے میں ملتے ہیں۔ ان سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ عجیب وغریب طاقتوں کے مالک۔ باا ثر شخصیت والے اور اونچے مشن والے مہا پرش تھے۔ ان کے وچار سب کو کشش کرنے والے تھے لیکن اُن کی ہمّت اور بلند ارادے ان لوگوں پر بہت اثر ڈالتے تھے۔ جن کے جیون خود پُرشار تھی۔ اور جستجو والے ہوتے تھے۔

(آریہ مِتر ۱۹۲۵ء)

۳۱۔ شریمتی سوویرا دیوی جی

(امریکن لیڈی)

ویدک دہرم کا جواب زندگی کے بارے میں اتنا مُدلّل ہے۔ کہ اس کے بنا تسکین نہیں ہوسکتی۔ میں ویدک دہرم میں ہی فلسفہ۔ سائینس اور مذہب سمجھتی ہوں۔ یہ اندھا دھند سدھانتوں (عقیدوں) کا دہرم نہیں ہے۔ بلکہ فراخ اور زندہ زندگی کا فلسفہ ہے۔ اور اس میں ایشور کو پتا مانا گیا ہے۔ اور سب سے برادرانہ سلوک کا اُپدیش ہے۔ یہ بڑی خوشی ہے کہ یہاں آریہ سماج ہے۔ جو ایک زبردست انسٹی ٹیوشن ہے۔ اور ویدک دہرم کو دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ کوئی مجلسی اور مذہبی لہر آدمی کے کام کی نہیں ہے۔ جو بنی نوع انسان کو اور ان کے اندر برادر ہُڈ (اخوّت) کا وچار نہیں ڈالتی۔ یہ خیالات آریہ سماج سے بڑھ کر اور کہیں نہیں ہیں۔ آریہ سماج کے بانی رشی دیانند نے دُنیا بھر کی برائیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے

لیئے اپنی زندگی وقف کی۔ اس نے ایک بڑی روحانی سچائی کو ظاہر کیا جب اس نے کہا۔ کہ جہاں عورتوں کی عزت ہوتی ہے۔ وہاں دیوتا بود و باش کرتے ہیں۔ اور جہاں ان کی بے حرمتی ہوتی ہو۔ وہاں شیطان رہتے ہیں۔ یہ سچ ہے۔ کہ کوئی قوم اپنی عورت کی حالت سے زیادہ اُوپر نہیں اٹھ سکتی۔ پرماتما کریں۔ کہ ہم آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند کی اُونچی خواہشوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں زیادہ سے زیادہ کامیاب ہوں۔

۳۲۔ ریورینڈ جے۔ بی۔ ڈی۔ سلے

(سینٹ جان کالج آگرہ)

سوامی دیانند نے ویدوں کے اندر اعلےٰ روحانی خیالات وجذبات اور عقیدوں کا بیج اور مرکز پایا۔ ایک ایشور میں وشواش جو ہر جگہ موجود ہے اور منصف حقیقی ہے۔ اور جو ستیہ۔ چیتن اور آنند ہے۔ ان تینوں صفات کا آشریہ سچدانند ہے۔ یہ ایشور کے بارے میں سب سے اُونچا ویدک عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ کو سامنے رکھ کر انہوں نے ہندوؤں کے پچھلے تاریخی فرقوں کی۔ موجودہ ہندو دھرم کی۔ اور دوسرے ہندوستانی مذہبوں کی تنقید (سمالوچنا) کی جسے انہوں نے سچ سمجھا۔ اُسے آزادی کے ساتھ ظاہر کیا اور جسے جھوٹ اور باطل سمجھا اُسے نڈر ہو کر سب کے سامنے رکھ دیا۔ (آریہ مِتر)

۳۳۔ سر ایڈورڈ ڈیکلیگن

(لفٹنٹ گورنر صوبہ پنجاب)

صوبہ پنجاب میں تمام فرقہ جات میں سے اہم ترین فرقہ آریہ سماج کا ہے۔ جس کی بنیاد گجرات کاٹھیاوار کے ایک برہمن پنڈت دیانند سرسوتی نے رکھی تھی۔ آریوں کا خیال ہے۔ کہ وہ ایک قدیم اور فراموش شدہ دہرم کو نئے سرے سے زندہ کر رہے ہیں جس کی تباہی کے بڑی حد تک برہمن ذمہ وار ہیں۔ آج کل کی آریہ تھیوری یہ ہے۔ کہ حقیقی برہمن وہ ہے۔ جو دل سے برہمن ہو۔ دُوسرے یہ کہ وید صرف ایک جماعت کے لئے مخصوص نہیں ہیں۔ اور ایشور یعنی خدا کی نظروں میں سب ذاتیں یکساں ہیں۔ آریہ سماج اوائل عمر کی شادی کے خلاف ہے۔ شادئے ہوگان میں مدد دیتا ہے۔ تعلیم نسواں میں مصروف ہے۔ یتیم خانے اور سکول ہسپتال۔ پبلک کتب خانے اور ہر ایک قسم کے مفید خلائق انسٹی ٹیوشن قائم کرتا ہے۔ سماج کا نظام بالکل مکمّل ہے۔ اور پورے معنوں میں یہ ایک مذہبی باڈی ہے۔ پولیٹکل باڈی نہیں ہے۔

(آریہ گزٹ)

۴۳۔ پروفیسر جے۔ سی۔ اومن

تعدادی طور پر ایک معمولی سے ہندو فرقہ کی حیثیت میں بھی آریہ سماج زیادہ تر اُن لوگوں کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے جو انگریزی تعلیم حاصل کئے ہوئے ہیں۔ غالباً ہندوستان کے دوبارہ زندہ کرنے میں ایک اہم حصّہ لیگا۔ اس سوسائٹی کا طبعی اور قدرتی علوم کی طرف قابل غور رُجحان اس کے روشن مستقبل کی امید دلاتا ہے۔ نیز بُت پرستی کی کھلے بندوں تردید اور توحید کی علانیہ تائید ہندوستان کی

مذہبی رائے پر صحت بخش اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتی۔

(انڈین لائف)

۳۵۔ مسٹر ہنس کوہن

(ملک جرمن کا مشہور مصنّف)

آریہ سماج (جس کی بنیاد سوامی دیانند نے ڈالی) نے بھارت ورش کی سیاسی یعنی پولیٹیکل طاقت کو جگانے میں ایک حصّہ لیا ہے اس نے قومی احساسات اور قومی خود اعتمادی کو مضبوط کیا ہے۔ اور ہندوستانیوں کو اپنی مدد آپ کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔

History of
Nationalism in the East.

۳۶۔ مسٹر اروِن بکتائی

(جرنلسٹ بوڈاپسٹ (آسٹریا ہنگری)

سوامی دیانند سرسوتی کی کتاب ستیارتھ پرکاش کو پڑھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ سوامی دیانند ایک آدرش سُدھارک (An Ideal Reformer) تھے۔ (اخبار پرکاش۔ مارچ ۱۹۲۸ء)

۳۷۔ پروفیسر گرسفولڈ صاحب ایم۔ اے

(سابق پروفیسر مشن کالج لاہور)

دیانند سرسوتی اور مارٹن لوتھر میں کئی باتیں یکساں ہیں جبکہ سنیاسی

لوتھر مغربی "نئے دور" کی پیدائش تھا۔ اور گجراتی سنیاسی دیانند ہندوستانی "نئے دور" کی پیداوار تھا۔ دونوں ہی اپنے طریقہ پر نئے پرواہ (لہر) کے نمائندہ بنے۔ لوتھر نے معافی ناموں پر حملہ کیا۔ دیانند نے بُت پرستی کے برخلاف آواز اٹھائی۔ لُوتھر نے رومن چرچ اور رسم و رواج کو پیچھے پھینک کر نئے اور پُرانے عہد نامہ کو پرمانک (مستند) مانا۔ دیانند نے برہمنوں کے چرچ اور سمرتی کے پرمانوں (دلائل یا حوالے) کو چھوڑ کر ہندوستان کی سب سے پرانی اور سب سے متبرک کتاب ویدوں کا آسرا لیا۔ لوتھر کا نعرہ تھا۔ بائیبل کی طرف مڑو۔ دیانند کی آواز تھی۔ "ویدوں کی طرف پھر آؤ"۔ سوامی دیانند کے لفظوں میں مغربی سائنس داں ہندوستانی رشیوں کے ان علمی پروگرام کو بھی پورا کر رہے ہیں۔ جو کہ انہوں نے ایک ارب برس سے زیادہ عرصہ ہوا۔ بنایا تھا۔ پرانے مشرق کو "دیکھنے" کی طاقت ملی تھی۔ موجودہ مغرب کو "کرنے" کی قوت عطا ہوئی ہوئی ہے۔ پروگرام مشرق نے بنایا۔ لیکن پورا اُسے مغرب کر رہا ہے۔ اس طرح سے سوامی دیانند نے مشرق کا حصہ دیا۔ اور مغرب کو اس کی اپنی جگہ پر بٹھا دیا۔ (آریہ گزٹ فروری ۱۹۱۹ء)

۳۸۔ جسٹس مہادیو گوبند راناڈے

صوبہ مہاراشٹر کا مشہور سوشیل ریفارمر

و

اُستاد "تلک" "گوکھلے"۔ "واگرکار"

(۱) سوامی دیانند جی گذشتہ جنم کے "سنسکاری آتما" تھے۔ آریہ

دہرم کے لب لباب کو شکل میں سوامی جی نے رکھا ہے۔ یہ ان کی بڑی تیز عقل و دھن کا درست نتیجہ ہے۔ ہندو سوسائٹی اس بارے میں ہمیشہ ان کی ممنون رہے گی۔

(ب) میرے جس قدر خیالات ہیں۔ ان کے محرّک رشی دیانند ہیں۔ (ست دہرم پرچارک جالندھر ۲۰۔ پھاگن سمت ۱۹۶۲۔)

۳۹۔ جسٹس این۔ جی چنداور کر

(پریذیڈنٹ انڈین نیشنل کانگریس لاہور ۱۹۰۰ء)

لوگ کہتے ہیں۔ کہ برہمنوں کی خود غرضی کی وجہ سے ہندو سوسائٹی کی بربادی ہوئی۔ میں اس بات کو نہیں مانتا۔ دیگر ذاتوں کا بھی بڑا قصور ہے۔ اگر برہمنوں کے باعث کمیاں رہ گئیں۔ تو برہمنوں نے گذشتہ زمانہ میں رگھ ناتھ اور موجودہ زمانہ میں دیانند ایسے بڑے بھاری سوشیل ریفارمر (مجلسی اصلاح کنندہ) کو پیدا کر کے اپنی شدھی کر لی ہے۔ دوسروں نے کیا کیا۔ (آریہ ڈائرکٹری)

۴۰۔ پولیٹیکل سنیاسی

گوپال کرشن گوکھلے

(پریذیڈنٹ انڈین نیشنل کانگریس بنارس ۱۹۰۵ء)

ویدوں کے بارے میں سوامی جی کا عقیدہ کتنا قبول کرنے کے لائق ہے۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا۔ لیکن میں ان کو سب سے بڑا ریفارمر مانتا ہوں

۴۱۔ لوکمانیہ بال گنگادھر تلک

(مہاراشٹر کا بے تاج بادشاہ)

سوامی دیانند جی مہاراج بہت ہی اچھے اور قابلِ دھرم سُدھارک (ریفارمر) تھے۔ جب وہ پونا میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ تب میں نے مہاراج کے تین چار لیکچر سُنے ہیں۔ لیکچروں کی زبان ہندی۔ بہت سادہ۔ صاف اور سمجھنے لائق ہوتی تھی۔ نیائے مورتی (انصاف مجسّم) راناڈے اور دوسرے نیک اشخاص نے ان کا بہت ہی ادب و احترام کیا تھا۔ (آریہ گزٹ لاہور جلد ۲۴)

ایک اور موقعہ پر

سوامی دیانند عجیب و غریب پربھاؤ شالی (اثر ڈالنے والے) انسان تھے۔ ہندو سماج میں خصوصاً شمالی ہند میں ساری زندگی کا سہرا محض سوامی دیانند جی کو ہے۔ محض وید بھاش کی پدھتی (طریقہ ترجمہ) میں ہمارا فرق ہے۔ باقی باتیں سب ٹھیک ہیں ہندوستان کے رُخ کو زمانہ ماضی کی طرف موڑنے میں سوامی دیانند جی نے بجلی کا سا کام کیا ہے۔ بھارت ورش میں صرف سنشودھت (اصلاح یافتہ) ہندو دھرم ہی رہے گا۔

۴۲۔ سر سریندرو ناتھ بنرجی منسٹر بنگال

(اپنے زمانہ کا بنگال کا بے تاج بادشاہ)

پریذیڈنٹ انڈین نیشنل کانگریس پونا ۱۸۹۵ء احمد آباد ۱۹۰۲ء

ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ کہ پنڈت دیانند کوئی معمولی درجہ کا آچاریہ نہیں تھا۔ خواہ ہمیں اس کے مذہبی اعتقاد سے اختلاف ہی کیوں نہ ہو۔ خواہ ہم اس کے ویدوں کے ترجمہ کو منظور نہ کریں۔ لیکن تاہم وہ اعلےٰ درجہ کی طاقتوں اور سچائی طبع والا مذہبی استاد تھا۔ اس کے تمام ہم وطنوں کو اس کی موت نے صدمہ پہنچایا ہے۔ اور وہ ہمیشہ اس کی فضیلت پر فخر کریں گے۔ اور پریم بھری شکر گزاری کے ساتھ اس کا نام لیں گے۔ (لائف سوامی دیانند از مہتہ رادھا کرشن)

۳۴ پنڈت موتی لال نہرو الہ آباد

پریذیڈنٹ انڈین نیشنل کانگریس امرت سر ۱۹۱۹ء کلکتہ ۱۹۲۸ء

سوامی دیانند جی مہاراج کے درشن میں نے صرف ایک مرتبہ کئے اور وہ بھی چھوٹی عمر میں۔ اس کے بعد کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ میں کانپور کے گورنمنٹ ہائی سکول میں پڑھتا تھا۔ اور میری عمر قریب پندرہ سال کے تھی۔ اس زمانہ میں سوامی جی مہاراج نے ایک لیکچر شام کے وقت پریڈ کے میدان میں جو گورنمنٹ سکول کے احاطہ سے ملا ہوا ہے دیا۔ میں کرکٹ کھیل کر مکان کو پیدل واپس جا رہا تھا۔ شامیانہ کے نیچے بھیڑ بھاڑ دیکھ کر میں بھی اس بھیڑ میں شریک ہو گیا۔ اور آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر سوامی جی کے قریب پہنچ گیا۔ وہ مورتی پوجن کے خلاف نہایت دلچسپ تقریر فرما رہے تھے۔ میں دیر تک نہایت غور سے سنتا رہا۔ اس اثناء میں سوامی جی کی نظر کئی مرتبہ میرے اوپر پڑی۔ مجھ کو صرف کھڑا رہنے کی جگہ ملی تھی۔ مجھ کو اشارہ سے بلایا۔ لوگوں نے جگہ کر دی۔

اور مجھے بالکل قریب بیٹھنے کو فرمایا۔ میں بیٹھ گیا۔ اور ان کی تقریر سنتا رہا۔ اتنے ہی میں شامیانہ پر اندر باہر سے لوگوں نے پتھر پھینکنے شروع کئے۔ چند لوگوں کو جو بیٹھے تھے۔ خفیف چوٹیں بھی آئیں۔ اور یک بارگی جلسہ منتشر ہو گیا۔ لوگ بھاگنے لگے۔ مگر میں اسی مقام پر بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر میں پھر کچھ لوگ جمع ہوئے۔ مگر سوامی جی نے تقریر مختصر کر کے جلد ختم کر دی۔ جس وقت کہ لوگ اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔ سوامی جی نے میرا نام پوچھا۔ اور پڑھنے لکھنے کے بارہ میں چند سوالات کئے۔ یہ سنکر کہ سنسکرت میں نہیں پڑھتا۔ افسوس ظاہر کیا۔ اور کہا۔ کہ انگریزی فارسی کے ساتھ سنسکرت بھی ضرور پڑھنی چاہئے۔ لیکچر ختم ہونیکے بعد مجھ سے فرمایا۔ کہ تم کو مجھ سے کچھ پوچھنا ہے۔ میں نے کہا۔ آپ تو مورتی پوجن کے ہی خلاف ہیں۔ میں ہر قسم کے پوجن کے خلاف ہوں۔ اور مجھے تو خدا کے ہونے میں بھی شک ہے۔ بہت ہنسے اور کہا۔ کہ انگریزی تعلیم کا اثر ہے۔ مجھے پھر ملنا۔ تو بات چیت ہوگی۔

میں اس زمانہ میں انٹرنس کلاس میں تھا۔ مگر اس کے بعد بدنصیبی سے کبھی درشن کا موقعہ نہیں ہوا۔ یہ واقعہ ۱۸۷۵ء کے قریب کا ہے۔ خاص بات یہ ہے۔ کہ اُن کی شخصیت ایسی زبردست تھی۔ کہ میرے دل پر ایک ایک بات اس موقعہ کی نقش کالحجر ہے۔ (پتھر پر لکیر کی مانند)

(پرکاش رشی نمبر سنہ ۱۹۲۰ء)

۴۴ مسٹر بپن چندر پال

(سودیشی تحریک ۱۹۰۵ء کے دوران میں بنگال کا مشہور ترین لیڈر)

ہندوستانیوں کی قومیت کو رشی دیانند اور آریہ سماج کی قابلِ قدر صفات کے باعث ایک عجیب قسم کا جلال ہو چکا ہے۔ رشی دیانند نے ہمیں اپنی پرانی تہذیب کی طرف لے جا کر ایک ایسا عظیم الشان کام کیا ہے۔ جو کہ کسی بھی ریفارمر نے آج تک نہیں کیا۔ جب میں ان کے کام کا خیال کرتا ہوں۔ تو میرا سر خود بخود ان کے قدموں میں جھک جاتا ہے۔ اور میں اس بات پہ مجبور ہو جاتا ہوں۔ کہ باوجود فلسفانہ اختلافات کے میں اپنی طرف سے اور برہم سماج کی طرف سے رشی دیانند کو ان کی ملکی اور دھارمک خدمات کے عوض خراج تحسین ادا کروں۔ کیونکہ میں رشی دیانند کو آزادی کا پیغمبر اور امن کا شہزادہ خیال کرتا ہوں۔ (اخبار تیج دہلی)

۴۵ پنڈت بشن نرائن در لکھنو

پریذیڈنٹ انڈین نیشنل کانگریس کلکتہ ۱۹۱۱ء

بھارت ورش میں کم از کم سوامی دیانند کے پلّے کا دوسرا ریفارمر اس صدی میں نہیں گزرا ہے۔

{ سوانح عمری سوامی دیانند
از پنڈت لیکھرام جی }

۴۶- شیر پنجاب

لالہ لاجپت رائے جی

[بین الاقوامی شہرت کا ہیرو۔ اور ہندوستان کا نہایت فصیح زبان سپیکر۔ پریذیڈنٹ انڈین نیشنل کانگریس کلکتہ سنہ ۱۹۲۰ء لاجواب پستکوں کا مصنف]

میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ مجھے اگر میری تمام عمر کے عوض چند منٹ سوامی دیانند جی کے مبارک قدموں میں بیٹھ کر ان سے ایک بات کرنے کے لئے مل جاویں۔ تو میں اس کو مہنگا سودا نہیں سمجھونگا سوامی دیانند جی نے مجھے میری آتما کا دان دیا۔ اس لئے میں بہ حیثیت اُن کا پُتر ہونے کے ان کا احسان مند ہوں۔ سوامی دیانند جی نے مُردہ ہندوازم کو ایک جیوت جاگرت بنانے والی۔ رچنے والی۔ اپنے آپ پر وشواس کرنے والی۔ اپنے پرماتما سے اپنا سیدھا تعلق پیدا کرنے والی آتما عنایت کی۔ اس لئے بہ حیثیت ایک ہندو ہونے کے میں ان کا مقروض ہوں۔ سوامی دیانند نے وید بھومی میں ویدوں کے گرے ہوئے جھنڈے کو اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ اس لئے بہ حیثیت ایک ویدک کے میں ان کا شکر گزار ہوں۔

سوامی دیانند نے آریہ بھومی میں آریہ سنتان کے سامنے آریہ جیون کو ظاہر کیا۔ اور آریہ و انار یہ جیون میں جو فرق ہے۔ اس کو ظاہر کیا۔ اس لئے بہ حیثیت ایک آریہ سنتان کے میں اُن کا گرویدہ ہوں۔

سوامی دیانند سرسوتی نے ہم ہندوستانیوں کو اپنی ماترِی بھومی و ماترِی بھاشا کو پیار کرنا سکھلایا۔ اس لیئے میں ان کا معتقد ہوں۔ اور میرے دل میں ان کیلئے اونچی سے اونچی جگہ ہے۔ ہندوستانیوں کی موجودہ نسل اپنی اخلاقی کمزوریوں کی وجہ سے سوامی دیانند کی تعلیم کی عظمت کو پورے طور پہ نہیں سمجھ سکتی۔ سوامی دیانند نے ہندوؤں کے لیئے کیا کیا۔ سوامی دیانند کی تعلیم نے ہندو لائف اور ہندو ہسٹری کے لیئے کیا کیا۔ سوامی دیانند کی تعلیم کا عام ہندوستانیوں پر کیا اثر پڑا۔ یہ ایسے سوالات ہیں۔ جن کا خاطر خواہ جواب ایک صدی کے بعد مل سکتا ہے۔ اس وقت کے .... آدمی سوامی دیانند کی تعلیم کی سپرٹ کو پورے طور پہ سمجھنے کے ناقابل ہیں۔

(پرکاش رشی نمبر سنہ ۱۹۱۰ء)

۴۷۔ شری مہاتما موہن داس کرم چند گاندھی

پریسیڈنٹ کانگریس بلگام سنہ ۱۹۲۴ء

(بانیئے تحریک ستیہ آگرہ "عدم تعاون" "کھدر پرچار" وہری جن ادھار)

سوامی دیانندجی ایک بڑے عالم اور ریفارمر تھے۔ اور ملک کی ضرورت کے وقت انہوں نے گھر کے آرام و آسائش کو چھوڑ کر بہت تکلیفات اٹھائیں۔ کاٹھیاوار میں ماں باپ کے ساتھ بچوں کی بڑی بھاری محبت ہوتی ہے۔ اور ۱۶ برس کے بچے کے لئے یہ بہت ہی دشوار ہے۔ کہ وہ اپنے والدین و لواحقین کو چھوڑ کر جنگل میں بھٹکتا پھرے۔ لیکن حب الوطنی کے لئے سوامی دیانندجی گھر سے نکل گئے۔ ایسی شخصیت

کا کوئی بھی آدمی اگر اپمان (توہین) کریگا۔ تو میں اُسے گناہ سمجھوں گا۔

ایک دوسرے موقعہ پر

مہرشی دیانند کے لئے میرا عقیدہ ہے۔ کہ وہ ہند کے آدھونک رشیوں میں۔ ریفارمروں میں۔ نیک آدمیوں میں سے ایک تھے۔ اُن کا عملی جیون لوگوں کو فریفتہ کرتا تھا۔ ان کی زندگی کا اثر بھارت ورش پر بہت ہی پڑا ہے۔ آریہ سماج دیانند کی کیرتی (یش یا تعریف) ہے۔ آریہ سماج کے مخالف بھی قبول کریں گے۔ کہ آریہ سماج نے بھارت ماتا کی بہت خدمت کی ہے۔ آنے والی نسلیں دیانند کی قیمت آریہ سماج کے کام سے ہی کریں گی۔

(پرکاش رشی نمبر)

۴۸۔ سر رابندر ناتھ ٹاگور

بانئے شانتی نکیتن بول پور بنگال
جنہوں نے نوبل پرائیز ۱۹۱۴ء میں حاصل کیا

مہا گرو دیانند کو میری تعظیم ہو۔ جنہوں نے اپنی عمیق نظروں سے بھارت ورش کے آتمک اتہاس میں سچائی اور اتفاق کو دیکھا جس مہاگرو کے من نے بھارت ماتا کی زندگی کے سب صیغوں کو روشنی سے منور کیا۔ جس گرو کا مشن بھارت ماتا کو جہالت خیز سستی اور ہمارے پراچین اتہاس (گذشتہ تاریخ) کے تتو کے اگیان سے نیکی۔ سچائی اور پاکیزگی کے لئے بیدار ہونے کا پیغام ہے۔ (آریہ گزٹ)

ایک دوسرے موقعہ پر

برہم چریہ کو دوبارہ زندہ کرنے والے اور عمر بھر بال برہمچاری رہ کر برہمچریہ کی ایک زندہ مثال ہم لوگوں کے سامنے رکھنے والے مہرشی کی عظیم شخصیت ہی ہے۔ جو کہ ہمیں سرگرمی سے بنی نوع انسان کی خدمت گزاری کے واسطے شاہراہ پر لے جاتی ہے۔ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ عوام کی بہتری اور بھلائی میں گزرا۔ اور ایشور پر ان کے زبردست اعتماد نے اُن کو ہمیشہ راہِ راست پر چلنے کی روشنی دکھلائی۔

(آریہ گزٹ ۱۹۲۶ء)

۴۹ مسٹر وی۔ جے۔ پٹیل

(سابق پریذیڈنٹ لیجسلیٹو اسمبلی دہلی و شملہ)

مجھے سوامی دیانند کے اعلیٰ آدرشوں (Lofty ideals) سے پورے طور سے اتفاق ہے۔ اور میں ان کا زبردست مدّاح ہوں۔

ایک دوسرے موقعہ پر

میری نگاہ میں رشی دیانند ایک سچّا پولیٹکل لیڈر تھا۔ کیونکہ اس نے پہلے کہا تھا۔ کہ دوسروں کی اچھی حکومت بھی اپنی حکومت کے برابر نہیں ہے۔ جو باتیں ہم کو آج پتہ دے رہی ہیں۔ وہ مہرشی نے ۵۰ سال پیشتر سے ہی بتلا دی تھیں۔ افسوس ہے۔ کہ ہم نے اتنا وقت کھویا۔ اگر ہم ۵۰ سال سے ہی رشی کے کہنے پر چلتے۔ تو اب بھارت آزاد ہوتا (اخبار پرکاش لاہور)

۵۰۔ سر شنکرن نائر

ممبر کونسل آف سٹیٹ

[پریذیڈنٹ انڈین نیشنل کانگریس ۱۸۹۷ء
سابق جج ہائیکورٹ مدراس]

سوامی دیانند نے ہندوستان میں ایک عظیم انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ رشی نے جو احسان ہندو قوم پر کئے ہیں۔ ان سب کا تذکرہ کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن جو بھلائی انہوں نے عورتوں اور نیچ اقوام کے ساتھ کی ہے۔ اس کا ذکر کئے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ ہمیں بتلایا جاتا تھا۔ کہ ویدوں میں عورتوں کے پڑھانے کی اجازت نہیں۔ عورتوں کی اصلاح کے لئے بابو کیشب چندر سین۔ تھیا صوفیکل سوسائٹی اور دیگر جماعتوں نے کچھ کام کیا ہے۔ مگر جو کامیابی رشی دیانند کو حاصل ہوئی ہے۔ وہ آج تک کسی دوسرے شخص کو حاصل نہیں ہوئی۔ رشی دیانند نے ویدوں سے نہ محض عورتوں کو تعلیم دینے کا حق ہی بتلایا۔ بلکہ اس سے ثابت کر دیا۔ کہ عورتیں یوگ ابھیاس کے ذریعہ اپنی روح کی ترقی بھی کر سکتی ہیں۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ جس جس جگہ آریہ سماج ہے۔ وہاں کی عورتوں میں ایک حرکت پیدا ہو گئی ہے۔ میں اپنی بہنوں سے عرض کروں گا۔ کہ آریہ سماج کی روشنی کو اپنی ان پڑھ بہنوں تک پہنچا دیں۔ تاکہ ان میں بھی انقلاب پیدا ہو جاوے۔ آج ہندو جاتی آریہ سماج کی طرف اس طرح آنکھیں لگائے ہوئے ہے۔ جس طرح ایک کسان گھنگھور گھٹاؤں کی طرف اُمید بھری نگاہوں سے دیکھا کرتا ہے۔ رشی دیانند

لئے اچھوتوں کے ملانے کا طریقہ جاری کر کے دنیا کو دکھلا دیا۔ کہ اِس رشی کا دل کتنا وسیع اور فراخ تھا۔ رشی دیانند نے دہرم کی خاطر اپنی جان کی پرواہ نہ کی۔

{ اس لیکچر کا خلاصہ جو سر سنکرن آئر نے دیانند ہائی سکول دہلی میں ۱۹ فروری سنہ ۱۹۲۸ء کو دیا }

۵۱۔ پنڈت مدن موہن مالویہ الہ آباد

بانیٔ ہندو یونیورسٹی بنارس

پریذیڈنٹ انڈین نیشنل کانگریس لاہور ۱۹۰۹ء - دہلی ۱۹۱۸ء

رشی دیانند کو میں دلیش بھگتوں میں پوجیہ۔ اور برہم چاریوں میں پوجیہ۔ اور ہندو قوم کی خدمت کرنے والوں میں سب سے بڑا مانتا ہوں۔ اُن کی تعلیم سے سوامی شردھانند جی کے دل میں ایسے اُونچے خیالات پیدا ہوئے۔ جنہوں نے گروکل کی پوتر انسٹی ٹیوشن کو جاری کیا۔ ملک کی غلامی پر سوامی دیانند کا دل غم والم سے معمور تھا۔ ستیارتھ پرکاش کا گیارہواں سملاس پڑھو۔ اس کے ایک ایک حرف میں رشی دیانند نے ہندوستانیوں سے کہا ہے۔ کہ اپنے ملک کے اندر آزاد بنو۔ یہ افسوس کی بات ہے۔ کئی لیڈر نصیحت کر کے چلے گئے۔ اور چلے جا رہے ہیں لیکن ہمارے اندر زندگی نہیں آئی۔ آپ نے اگر رشی دیانند کی تعلیم پر عمل نہ کیا۔ تو رشی کا کیا احترام کیا؟

{ لیکچر گروکل کانگڑی کے سالانہ جلسہ پر جو انہوں نے سنہ ۱۹۲۷ء میں دیا }

۵۲۔ بُلبل ہند شریمتی سروجنی نیڈو

پردہان انڈین نیشنل کانگریس کانپور سنہ ۱۹۲۵ء

رشی دیانند اس شیشہ کے مانند ہے۔ جس میں لوگ ہر قسم کے رنگ دیکھتے ہیں۔ کوئی انہیں رشی۔ تو کوئی پولیٹیکل لیڈر۔ کوئی سچّا انسان اور کوئی مذہبی پیشوا کہتا ہے۔ اور وہ بے شک اِن صفات کا مجموعہ ہے۔ مگر میں رشی دیانند کو ہر طرح کی غلامی سے رہا کرانے والا مانتی ہوں۔ یعنی دماغی۔ مجلسی ملکی اور ہر قسم کی غلامی سے نجات دینے والا مانتی ہوں۔ رشی دیانند نے ہمیں آتم وشواس سکھایا۔ اور بتایا۔ کہ دنیا میں خوبصورتی قربانی ہے خوب صورتی بہادری اور خوب صورتی آزادی ہے۔

(اخبار تیج دہلی)

۵۳۔ شری وجے۔ راگھو آچاریہ

پریذیڈنٹ یونیٹی کانفرنس الہ آباد

سوامی دیانند جی نے جس طور سے زندگی گزاری۔ اور جس طریقہ پر آپ کی موت ہوئی۔ وہ ایسی تھیں۔ کہ اگر آپ کی زندگی اور موت جنوبی ہند میں ہوتی۔ تو لوگ آپ مورتی کا کھنڈن کرنے والے تھے۔ مگر آپ کو دیوتاؤں کا درجہ دیا جاتا۔ اور آپ کی مورتی مندروں میں نصب کر کے اس کی پوجا کی جاتی۔

سوامی جی نے موجودہ زمانہ میں ہندو دہرم کی جو خدمت کی ہے۔ وہ ہمارے خیال میں کسی اور شخص نے نہیں کی۔ آپ کی شخصیت دنیا کے لئے

بہترین دولت تھی۔ اور ہندوستان کو اس حقیقت پر فخر کرنا چاہئے۔ اگر ایشور آپ کو ہمیں اس سے ایک ہزار سال پیشتر جبکہ آپ کا جنم ہوا۔ دے دیتے۔ تو ہندوستان کی مجلسی اور سیاسی تاریخ اس سے بالکل مختلف ہوتی۔ جیسے کہ وہ اب ہے۔ اور کسی شخص نے ہم ہندوؤں کو مُردہ قوم نہ سمجھا ہوتا۔ فی الحقیقت مہرشی دیانند اس دنیا کی ان چند عظیم ہستیوں میں سے تھے۔ جن کے پرماتما کے ساتھ نہایت ہی گہرے تعلقات رہے ہیں۔ (پرکاش رشی نمبر ۱۹۲۶ء)

۵۴۔ بابو اروندو گھوش

مقیم پانڈیچری

(منقول از انگریزی میگزین "آریہ" اکتوبر و نومبر ۱۹۱۴)

(۱) سوامی دیانند جی سنسکرت کے بھاری عالم تھے۔ جو شاستر سامگری (مصالحہ) ان کو مل سکے۔ اس سے انہوں نے جو کام کیا ہے۔ وہ اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ وید کے "وشیوں" کا راستہ اس زمانہ میں اگر کسی کو معلوم ہوا ہے۔ تو وہ دیانند ہے۔ اس نے ہمیں وید کی کنجی دے دی ہے۔ جس کے ذریعہ ہم ویدوں میں سے اعلےٰ اعلےٰ رتن نکال سکتے ہیں۔

(۲) دیانند کی سپرٹ سچائی کی سپرٹ تھی۔ جہاں سچائی دیکھو۔ سمجھ لو۔ کہ اس پر دیانند کی مُہر ہے۔ قوم ملک اور مذہب کی خدمت گزاری کے لئے اگر کوئی ضروری کام کرنا ہو۔ تو یقینی طور پر وہ ہو جاوے گا۔ کیونکہ اس کے لئے دیانند کے پیرو مل جاتے ہیں۔

(۳) آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند نے وید کو ایک زندہ دھرم

لٹننک کی حیثیت میں ایک بار پھر قائم کرنے کی سعی کی ہے۔ دیانند کے وید بھاشش کی بنیاد پرانی شبد ودّیا ہے۔ جو کہ نروکت میں پائی جاتی ہے وہ ایک سنسکرت کا ممتاز نودّوان تھا۔ اور اس نے اپنی سامگری کا استعمال قابلِ قدر لیاقت اور آزادی کے ساتھ کیا۔

(۴۸) ویدوں کے بھاشش آج تک جتنے بھی ہوئے۔ ان سب میں دیا نند کا بھاشش ہی ایک ایسا بھاشش ہے۔ جو عقل سے اپیل کرتا ہے۔ مستقبل کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن اتنا ہم ضرور کہیں گے۔ کہ جتنے بھاشش روئے زمین پر موجود ہیں۔ ان تمام میں دیا نند کا بھاشش سب سے اعلیٰ ہے۔

۵۵۔ ڈاکٹر سر پی۔ سی۔ رائے کلکتہ

(بھارت ورش کا مشہور سائنس دان (کیمسٹری سائنس))

اگرچہ میں آریہ سماج کے سب عقیدوں سے متفق نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کے اصولوں اور اس کی اس خدمت کے لئے جو وہ ہمارے ملک کے لئے کر رہا ہے۔ دل سے تعریف کرتا ہوں۔ وید ایک ایشور پوجا کی تلقین کرتا ہے۔ آریہ سماج اس کی اشاعت کرتا ہے۔ اور اس نے عملی طور سے ذات پات کو توڑ دیا ہے۔ میں اس جاتی بندھن (ذات پات کی قید) کو ہندوستان کی سیاسی ترقی کے راستہ میں سخت مشکل اور رکاوٹ خیال کرتا ہوں۔ آریہ سماج نے اچھوت جاتی کیطرف مدد کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ اور انہیں سماج کے اندر لے کر اپنے گلے لگایا ہے۔ ان کے لیڈروں میں کام کرنے کا شوق ہے۔ اور انہوں نے اپنے

مشن کی تکمیل کے لئے بڑی بھاری قربانی کی ہے۔ مجھے دیانند کالج لاہور کے دیکھنے کا سنہری موقعہ ملا ہے۔ میں وہاں کے کام کرنیوالوں کو دیکھ کر بہت ہی متاثر ہُوا۔ آریہ سماج اپنے پروگرام میں تعلیم نسواں کو بہت ہی اونچی جگہ دیتا ہے۔ آریہ سماج نے ہماری ماتر بھومی کی ترقی کے لئے بہت کچھ کیا۔ اور وہ ہمارے لئے باعث فخر ہے جس کے لئے ہم اس کے احسان مند ہیں۔

۵۶۔ لالہ ہردیال ایم اے

مقیم سویڈن ناروے

{پنجاب یونیورسٹی میں آج تک کسی نے اتنے نمبر حاصل نہیں کئے۔ جتنے لالہ ہردیال جی نے}

سوامی دیانند جی مہاراج نے ہندو نوجوانوں کے دل میں تیاگ (دنیاوی خواہشوں سے بری ہونا) پَراُپکار (دوسروں کی بھلائی) اور حب الوطنی کی آگ روشن کر دی۔ اور اس ہی کی ہمارے بدنصیب اور بدقسمت ملک کو سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ سوامی جی نے بیاہ نہیں کیا۔ اور ساری عمر برہمچاری رہے۔ ان کا خاندان آگے نہیں چلا۔ لیکن ان کے روحانی اپدیشوں (وعظ و تلقین) سے ایسے سپوت پیدا ہوئے ہیں۔ کہ پنجاب میں تو سکھ گروؤں کے بعد ایسا اجالا نہیں ہُوا۔ ہر ہندو کو جو مذہب کی تعلیم ملی ہے۔ اس سب کا سہرا سوامی جی کے سر پر ہے۔ کیونکہ اس مہرشی نے ہی یہ تیاگ کی گنگا بہائی ہے۔ جس سے شمالی ہندوستان میں سب قسموں کے اندولن (تحریکات) کا بیج بویا گیا ہے۔ بھارت کے

اتہاس (تواریخ) میں سوامی جی کا نام بڑے ریفارمروں کی مقدس جماعت میں سونے کے حروف سے لکھا جائیگا۔ کیونکہ انہوں نے ہندوستان اور ہندو قوم کی اصلاح کیلئے اپنی زندگی وقف کر دی۔

۵۷۔ سر شیو سوامی آئر

پریذیڈنٹ لبرل فیڈریشن

(سابق جج ہائی کورٹ مدراس)

سوامی دیانند ہی ایک ایسی ہستی تھے۔ جنہوں نے ہندو قوم کو نئی دنیا کی تبدیل ہونے والی ضروریات کے مطابق بنانے کی ضرورت کو بڑے زور سے اور بہت دور اندیشی کے ساتھ محسوس کیا۔

جس آریہ سماج کو انہوں نے قائم کیا۔ وہ ان کوششوں کی زندہ یادگار ہے۔ جو انہوں نے ہندو مذہب کو اس کی صلح جو سپرٹ سے اٹھا کر اس کے اندر عملی اور جوشیلا جیون (زندگی) بھرنے کے لئے کیا۔

میں سوامی جی مہاراج کے اس کام کے لئے جو وقت آنے پر ہندوستان کے مذہبی انقلاب کی تاریخ میں ایک خاص جگہ رکھیں گے۔ اپنے دل سے خراجِ عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اور ان کے احسانات کا دل سے معترف ہوں۔

۵۸۔ شری بت ایس ستیہ مورتی

ایڈوکیٹ مدراس

رشی دیانند جی کی زندگی کا یہ مشن تھا۔ کہ پرانی ہندو قوم کو آزاد بنا

دیوے۔ اس کے لئے بڑے بھاری انقلاب کی ضرورت تھی۔ زمانہ بھی انقلاب کے مطابق تھا۔ تمام دنیا میں انقلاب کی ہوا چل رہی تھی ہندوستان میں بھی اس کا ہونا ضروری تھا۔ جب ہندوستان میں "انقلاب" کی لہر چلانے والوں کی فہرست تیار کی جائے گی۔ رشی دیانند کا نام یقیناً اس میں سب سے اونچا ہوگا۔

۵۹ مسٹر سی۔ وائی چنتامنی

چیف ایڈیٹر اخبار لیڈر الہ آباد

(سابق وزیر تعلیم یو۔ پی وپریذیڈنٹ لبرل فیڈریشن مدراس)

سوامی دیانند سرسوتی کی شخصیت بڑی عظیم تھی۔ اُن کی پیدائش ایسے گھرانے میں ہوئی تھی جو گھرانہ بڑا نیک اور پاکیزہ تھا۔ اور ان کے والدین عظیم کیریکٹر (اخلاق اور آچار) کے انسان تھے۔ انہوں نے اپنا آچار نہایت مشہور طریقہ کا بنالیا تھا۔ جس کے اندر عظمت۔ بہادری۔ نڈرتا۔ حب الوطنی اور اعلےٰ درجہ کی لیاقت چھپی پڑی تھی۔ انہوں نے اپنے زمانہ میں اپنے ہمعصروں کے اُوپر اپنے اونچے خیالات کا ایک گہرا نشان ڈالا ان کی کوششوں کے نتائج شاندار ہیں۔ انیسویں صدی کا وہ بلا شک و شُبہ ایک بڑا ہندوستانی تھا۔ اور ہندوستان کے پانچ رتنوں میں سے ایک رتن تھا۔ باقی چار رتنوں میں اوّل درجہ مہاتما راجہ رام موہن رائے بانیٔ برہمو سماج۔ دوئم مسٹر راناڈے۔ سوئم پنڈت ایشور چندر ودّیا ساگر۔ چہارم مسٹر دادا بھائی نورو جی تھے۔

(اخبار لیڈر کا ایڈیٹوریل کالم۔ فروری ۱۹۲۵ء)

ایک اور موقعہ پر

(بجنور کی طرف لیکچر دیتے ہوئے جب آپ وزیر تعلیم تھے)

سوامی دیانند کی چلائی ہوئی تحریک (آریہ سماج) اگر نہ ہوتی۔ تو شمالی ہند کے ہندوؤں (مرد و زن) کی تعلیم کا خدا حافظ تھا۔

۶۰۔ مسٹر جی۔ ایس کھاپرڈے ناگپور

(سنٹرل صوبجات ہند کا مشہور ترین لیڈر)

مجھے بمبئی میں کئی بار رشی دیانند سے ملنے اور گھنٹوں اُن کے اُپدیشوں سے فائدہ اٹھانے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ ایک بڑے مہاتما۔ دُور درشی اور ودوّان (فاضل) تھے۔ ان کی منطقانہ دلیلوں کے سامنے بہت کم آدمی ٹھیر سکتے تھے۔ انہوں نے جو کام کیا ہے۔ وہ بڑا عظیم الشان ہے

(تیج دہلی ۱۹۲۵ء)

۶۱۔ دیوان بہادر ہربلاس سارد ااجمیر

(مصنّف ہندو سپیریرٹی۔ ممبر اسمبلی۔ محرّک ساردا بل)

سوامی دیانند محض ریفارمر ہی نہ تھے۔ بلکہ وہ جگت گُرو تھے۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ دنیا جہالت میں پھنسی ہوئی ہے۔ اور ان کا اپنا ملک تعصّبات اور خود غرضی کی وجہ سے سخت منقسم ہو رہا ہے۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ جو روشنی انسان اور اقوام کو راہِ نجات دکھایا کرتی ہے۔ وہ بجھ گئی ہے۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ اس تنزل کی سب سے بڑی وجہ ویدک شکشا

سے غفلت کرتا ہے۔ اور اسلئے انہوں نے ویدوں کی تعلیم کو ازسرِ نو زندہ کرنے کا عزم مصمم کرلیا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ وید تمام بنی نوع انسان کے لئے ہیں۔ کسی ایک قوم کی واحد ملکیت نہیں ہیں۔ آپ نے بتلایا کہ وید اس علم پر مشتمل ہیں۔ جو پرماتما نے انسانوں کو اُن کی رہنمائی کے لئے دیا تھا۔ اور کہ انسانوں اور انسانی سوسائٹی کی نجات صرف اس وقت ہوگی۔ جب کہ انفرادی اور مجلسی زندگی پر وہ اُصول حاوی ہوں گے۔ کہ جو ویدوں نے سکھائے ہیں۔ وید چونکہ ستیہ ہیں۔ اس لئے سچائی کے خلاف تعلیم انسان کے بہترین مفاد کے منافی ہیں۔ سوامی جی کی تمام زندگی ویدک تعلیم پھیلانے میں گزری۔ اور انہوں نے اپنے وصیت نامہ میں تمام سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ وہ دیش دیشانتروں میں ویدوں کی روشنی کو پھیلائیں۔

۶۲ پرشوتم داس ٹھاکرداس بمبئی

{ مالیات کے متعلق ان سے بڑھ کر آج
بھارت ورش میں کوئی لیاقت نہیں رکھتا }

مذہبی عقیدوں کے علاوہ رشی دیانند کی جس بات نے مجھے ان کا سب سے زیادہ گرویدہ بنایا ہے۔ وہ ان کا مجلسی اصلاح کا کام ہے۔ صغیر سنی کی شادی۔ ودھوا وواہ۔ چھوت چھات کو دور کرنا۔ تمام باتوں کو رشی دیانند نے آریہ سماج کا ایک ضروری حصہ قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ رشی دیانند نے ہماری بھلائی ہوئی پرانی تہذیب کی طرف پھر سے لوگوں کی توجہ مبذول کرائی ہے۔ اور اس طریق پر زندگی کے

مرحلوں کو بہت کچھ آسان کر دیا ہے۔ رشی کے ظہور سے پہلے لوگوں کا خیال تھا۔ کہ پرانی تہذیب ہماری ترقی کی راہ میں ایک بھاری رُکاوٹ ہے مگر رشی نے بتلایا کہ عقل سے کام لو۔ اور بیماری کے مطابق نسخے تیار کرو گجرات میں پہلے آریہ سماج کا زیادہ پرچار نہ تھا۔ مگر اب ہر طرف آریہ سماج کی گونج سنائی دیتی ہے۔ جو کہ اس کی صداقت کا بدیہی ثبوت ہے۔ میں وشنوازم میں پیدا ہوا ہوں۔ اسی میں تربیت حاصل کی ہے۔ مگر آریہ سماج کی صداقت کا سکہ میرے دل پر جم چکا ہے۔ ایشور سے پرارتھنا ہے کہ رشی دیانند ایسے ملک میں ہزاروں پیدا ہوں۔ جن کا کام نہ صرف دنیا میں ویدک دھرم کا جھنڈا ہی گاڑنا ہو۔ بلکہ وہ سچے محب وطن بھی ہوں

(اخبار تیج دہلی)

۶۳۔ لالہ ہرکشن لال بی۔ اے

بیرسٹرایٹ لا۔ لاہور۔

(سابق وزیر پنجاب گورنمنٹ۔ ڈائرکٹر بھارت بیمہ کمپنی وغیرہ)

ہندو دل اور دماغ سات آٹھ سو برس سے یا تو پنشن لے چکے تھے۔ اور یا سمادھی اختیار کئے ہوئے تھے۔ مگر سوامی جی آئے دل اور دماغ نے اپنے کرتب دکھائے۔ اور نئی زندگی پیدا ہوئی۔ سوامی دیانند جی نئی زندگی کے پیدا کرنے والے تھے۔ یا سمادھی ہند کی توڑنے والے تھے یا مسیحا تھے۔ خیر کچھ نہ کچھ ضرور تھے۔

(پرکاش لاہور)

۴۶۔ مسٹر نرسنگھ چنتامنی کیلکر

(ایم۔ ایل۔ اے۔ ایڈیٹر کیسری پونا)

میرا خیال ہے۔ کہ آپ اس صداقت کی داد دینگے۔ کہ دکن میں اسوقت تک اصلاح کا بڑا کام ہو چکا ہے۔ اور یہ ترقی زیادہ سوامی دیانند جی مہاراج کے باعث ہوئی ہے جنکو بت پرستی کا مخالف خیال کیا جاتا تھا۔ انہیں اب عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ میں افسوس سے تسلیم کرتا ہوں کہ ہم چھوت چھات کے معاملہ میں کسی حد تک تنگ دل ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ ہم اس عظیم الشان تحریک کی خوبیوں کو سمجھیں۔ اور ان کی قدر کریں۔ جو گو اس وقت تک بہت پھیل چکی ہے۔ لیکن بلاشبہ سوامی دیانند کی ہی چلائی ہوئی ہے۔ اور اس لحاظ سے سوامی دیانند پر تنگ دلی کا الزام غلط ہے۔ میں اُن لوگوں میں سے ہوں۔ جو آریہ سماج کو عزت و تعظیم کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ دکھن کے بہت سے میرے بھائی میرے اِس خیال میں مُوئید ہیں۔ مہاراشٹر والے اس بات کو محسوس کرتے ہیں۔ کہ رشی دیانند کی بدولت ہندو قوم قائم رہی ہے۔ آریہ سماج مجلسی کاموں بیوگان کی شادی۔ اچھوت اُدّھار میں ہمیشہ سب سے آگے رہا ہے۔ سچ بات تو یہ ہے۔ کہ سناتن دھرم اور آریہ سماج میں اب کچھ فرق نہیں رہا۔ دراصل آریہ سماج نے سناتن دھرم پر فتح پائی ہے۔

(ایک لیکچر کی رپورٹ)

۶۵۔ مسٹر شاپور سکلات والا

(سابق ممبر برٹش پارلیمنٹ)

اگر دُنیا اس سے زیادہ دانا ہوتی۔ جتنی کہ وہ ہو رہی ہے۔ اور اگر آریہ سماج کے بانیٔ اعظم کے خیال کو قبول کیا جاتا۔ اُسے ترقی دی جاتی اور اس پر ایک عمارت بنائی جاتی۔ تو ہمیں کس قدر زیادہ خوشی حاصل ہوئی ہوتی۔ آریہ سماج تمام آرین لوگوں کے سچے بھراتری (برادرہڈ) کی مجلس ہے۔ ذرا سوچو تو کہ اگر اسے دیانت داری کے ساتھ بنی نوع انسان کی محبت کی سپرٹ میں چلایا جاتا۔ تو کیا بن گئی ہوتی۔ اور ہمیں ۱۸۷۵ء سے کون کون سے جھگڑے۔ فسادوں۔ کون سی جنگوں اور کون سے کشت و خون۔ قتل کی واردا توں اور بربادیوں سے نجات مل گئی ہوتی۔ (پرکاش)

۶۶۔ ڈاکٹر سر ہری سنگھ گوڑ ناگپور

(اسمبلی کا منو)

سوامی دیانند سرسوتی نے ہندوستان کو متحد کرنے کے لئے آریہ سماج قائم کیا ہے۔ اس سے جو ہندو قوم و آریہ سماج کی ترقی ہوئی ہے۔ وہ آج معلوم ہوتی ہے۔ ہندوستان ہی نہیں۔ بلکہ دُور دراز ملکوں میں بھی آریہ سماج کا پرچار ہُوا ہے۔ جب سوامی جی نے دیکھا۔ کہ ذات پات کی قیود اور مورتی پوجا سے ہندوؤں کی بے حرمتی اور بے عزتی ہو رہی ہے۔ تب انہوں نے بمبئی میں آریہ سماج قائم کیا۔ اس کے علاوہ سوامی جی نے سوشیل ریفارم کا کام کیا۔ پچاس سال میں لکھو کہا زن و مرد آریہ سماج میں

داخل ہو گئے۔ آریہ سماج ہندوؤں کے بر خلاف نہیں ہے۔ بلکہ ہندو دھرم کو صاف (سنشودھت) کر کے اس نے لوگوں کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ ہندوؤں کو چاہئے۔ کہ وہ آریہ سماج کے اصولوں کو قبول کریں۔ اسی میں اُن کا بچاؤ ہے۔ (اخبار تیج دہلی ۱۹۲۵ء)

ایک دُوسرے موقعہ پر

اگر بدھ کا دھرم پریم کا دھرم تھا۔ تو بھی اُسے ناکامی ہوئی۔ مگر جہاں بدھ کو ناکامی ہُوئی۔ وہاں رشی دیانند کو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اور میرا یقین ہے۔ کہ مہاتما بدھ نے ضرور مہاتما دیانند کی رُوح کا سواگت (استقبال) کیا ہو گا۔ اور کہا ہو گا۔ کہ جہاں میں ناکامیاب ہُوا۔ وہاں تم نے مکمّل کامیابی حاصل کی۔ (اخبار تیج دہلی)

۴۷ مسٹر ایم۔ ایس۔ اینے

(ممبر اسمبلی سنٹرل صوبجات ہند)

جب میں یہ خیال کرتا ہوں۔ کہ رشی دیانند نے کسقدر خدمت گزاری اور قربانی کی زندگی بسر کی۔ اور اپنی خدمت و قربانی سے اس ملک میں قومی ترقی اور مذہبی بیداری کا کتنا احساس پیدا کیا۔ تو میں سنسکرت کے شاعر کے اِس لافانی قول کی صداقت کو محسوس کرتا ہوں۔

भवोहि लोका भ्युदयाय ताहशाम्

مجھے یقین ہے۔ کہ میرے ساتھ سرزمین ہند کا بچہ بچہ یہ محسوس کرتا ہو گا۔ کہ رشی دیانند نے اسی لئے جنم لیا تھا۔ کہ ہمیں عالمگیر تاریکی سے نکال کر روشنی

راستی اور آزادی کے راستہ میں لائیں۔ اپنی زندگی میں کمزوریوں کے لئے جو سچائی کے متلاشی ہیں۔ وہ طاقت کا ستون تھے۔ ان کی شاندار شہادت موجودہ اور آئیندہ نسلوں کو ترغیب دیگی۔ کہ وہ دیش کے لئے خوشی خوشی اپنا سب کچھ قربان کر دیں۔ اور اپنے بیش بہا سرمایہ یعنی ویدک رشیوں کے دھرم کا پرچار کریں۔

۶۸۔ شری جے۔ ایم۔ سین گپتا

(بیرسٹرایٹ لا۔ مرحوم)

(سابق میئر آف کلکتہ کارپوریشن)

میری رائے میں ہم جو اپنی قومی ترقی کے میدان میں اس قدر سرعت کے ساتھ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ وہ سوامی دیانند اور راجہ رام موہن رائے ایسے سوشیل اور مذہبی ریفارمروں کے ہی طفیل سے۔ کیا اگر انہوں نے راستہ صاف نہ کیا ہوتا۔ تو مہاتما گاندھی کے لئے کچھ ممکن ہو سکتا تھا۔ کہ وہ اچھوت پن کے خلاف اپنی مہم میں تمام ملک کو اپنے ساتھ ملا سکتے۔ اگر سوامی دیانند انسے پیشتر خود تکالیف اٹھا کر میدان تیار نہ کر جاتے۔ تو یہ کبھی ممکن نہ ہو سکتا تھا۔ کہ انڈین نیشنل کانگریس میں تمام ملک کے لئے اچھوت پن دور کرنے کے متعلق پروگرام تیار کیا جا سکتا۔ اور یہ تو کبھی خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ کہ ملک اُسے قبول کر لیتا (پرکاش لاہور)

۶۹۔ شری سبھاش چندر بوس

(بنگال کی نوجوان پارٹی کا مسلّمہ لیڈر)

آریہ سماج کے اصول بے حد اُدار یعنی فراخ اور وسیع ہیں۔ مشریمان سوامی دیانندجی سرسوتی کو میں سنسار کے سیاسی لیڈروں اور رہبروں میں سب سے اونچی جگہ دیتا ہوں۔

(امراوتی میں ایک تقریر کے دوران میں ۱۹۲۹ء میں)

۷۔ سادھو ٹی۔ ایل۔ وسوانی

(سابق پرنسپل دیال سنگھ کالج لاہور)

میں رشی دیانند کے مبارک قدموں میں محبت و عقیدت کے پھول چڑھاتا ہوں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ ہندو قوم کے محافظ اور پرانے اصولوں کو از سر نو رائج کرنے والے تھے۔ یہ اتفاق اور ملاپ کا اصول ہے بہت زمانہ نہیں گزرے گا۔ کہ ہندو اپنے بالکوں کو سکھلائیں گے۔ کہ ان بزرگ ترین ہستیوں کے مقدس ناموں کے ساتھ جو وقتاً فوقتاً ہندو قوم کو بچانے کے لئے اس دنیا میں پیدا ہوتے رہے ہیں۔ رشی دیانند کا نام بھی لیں۔ اور ایک دن آئے گا۔ جب کہ مسلمان یہ ذہن نشین کرینگے۔ کہ رشی دیانند نے جب اس سچائی کو پھیلایا۔ کہ "خدا ایک ہے"۔ تو انہوں نے اعلےٰ اسلام کی حقیقت کو دیکھ لیا تھا۔

رشی دیانند ایک ودوان اور پرچارک تھے۔ وہ شہید ہو گئے۔ رشی دیانند کے لیکچر اور ویاکھیان آجکل کے لیڈروں کی نسبت زیادہ مؤثر ہوتے تھے۔ اور جرأت و لبالت سے مصروف کار ہوتے تھے۔ آج کل سنگھٹن کی جو تحریک نعرہ زن ہے۔ میں اس میں رشی دیانند کی آواز سنتا ہوں میں اچھوت اُدھار کی تحریک میں بھی رشی کو ہی کام کرتے ہوتے پاتا ہوں۔ جس

ویدک دھرم کا انہوں نے دوبارہ نقارہ بجایا۔ اس میں ذات پات یا رنگ کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ اس میں تو فقط صفات اور اعمال ہی اوّل درجہ پر ہیں موجودہ قومی تعلیم کا لیبل ضرور قومی ہے۔ مگر میرے دل کو سخت تکلیف اور رنج ہوتا ہے۔ اور میں پوچھتا ہوں کہ حقیقت کہاں ہے؟ قومی تعلیم کی رُوح کہاں ہے؟ رشی دیانند نے قومی تعلیم کی روح پرانے آدرشوں میں دیکھی تھی۔ اِسی سے ہندوستان میں نئی جوانی آئے گی۔ آج کل جو رنجیدہ حادثات اور واقعات ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس عظیم ہستی کو صحیح معنوں میں سمجھنے سے قاصر رہنا ہی اس کے لئے ذمہ وار ہے۔ اِنسان جس طرح خیال کرتا ہے۔ اسیطرح کے افعال کرتا ہے۔ اصلی دیانند کے متعلق نئے گیان کی ضرورت ہے۔ اُن کے مشن کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جسے انہوں نے بطور ٹرسٹ (امانت) غیر مکمل ہی چھوڑا تھا۔ اُن کا مشن فقط آریہ سماج کے لئے ہی ٹرسٹ نہیں ہے کیونکہ رشی دیانند ساری ہندو سماج کے تھے۔ وہ تمام قوم کی ملکیت تھے۔ بلکہ کل منش ماتر (بنی نوع انسان) کے جائداد تھے۔

رشی دیانند ایک زندہ طاقت تھی۔ تم انہیں نظر انداز نہیں کر سکتے ہو۔ تم انہیں نہیں چھوڑ سکتے ہو۔ اور نہ ہی دبا سکتے ہو۔ یہ ضروری ہے۔ کہ تم انہیں ذہن نشین کرو۔ تمہیں رشی دیانند جی سے ضرور موافقت کرنی پڑتی ہے۔

رشی دیانند ایک چیلنج کرنے والی ہستی اور ایک نہایت اثر کُن سپرٹ ہیں۔ کیونکہ ان کی زندگی ان پرانے آدرشوں کی گواہی کے طور پر چمک رہی ہے۔ جو لافانی ہیں۔ پرانے زمانہ کے گیان کو نئے طریق پر سمجھنے اور عمل میں لانے سے ہی "نئے ہندوستان" کی تعمیر ہوگی۔ کونسلوں کے مباحثوں۔ رائل کمیشنوں اور پارلیمنٹ کے عطیوں سے "نیا ہندوستان" نہیں بنیگا۔ (اخبار تیج ۱۹۲۷ء)

۷۱۔ ڈاکٹر بی۔ ایس مونجے ناگپور سی پی

(پردھان ہندو مہاسبھا)

سوامی دیانند جی بہت بڑے رشی تھے۔ جن میں پیغمبروں کے سے گن تھے۔ انہوں نے ہندو سنگھٹن کا کام بالکل ٹھیک اور دھرم کے مطابق طریقہ پر شروع کیا تھا۔ اگرچہ ان کی زندگی میں ان کی کوششوں کی زیادہ قدر نہیں ہوئی۔ عام طور پر کسی آدمی کی خوبیاں اس وقت نمایاں طور پر روشنی میں آتی ہیں۔ جب کوئی بڑا خطرہ اس کے عین سامنے آجاتا ہے۔ ہندو کمیونٹی کی آج یہی حالت ہے۔ اس لئے یہ بات تعجب خیز نہیں ہے۔ کہ ہندو سوسائٹی کا ہر فرقہ جس میں سناتنی بھی شامل ہیں۔ نئی جاگرتی اور جاتی کو از سر نو فروغ دینے والی یا جنم دینے والی اس مشعل سے جو رشی دیانند نے دکھائی۔ رہبری پراپت کر رہے ہیں۔ اور اپنے اپنے حصے کی جیوتی حاصل کر کے مشترکہ منزلِ مقصود کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اگرچہ سب کے راستے مختلف ہیں۔ جب ہندوؤں کے اس ہندوستان میں ہندو سنگھٹن۔ ہندو گورو اور ہندوؤں کی مہانتا (عظمت) کو قائم کرنے کا کام پورا ہو جائیگا۔ تو اس کا سہرا رشی دیانند جی کے سر بندھیگا۔

رشی دیانند نے مرتی ہوئی ہندو قوم کو موت کے منہ سے بچایا۔

(آرین کانگریس مدراس دسمبر ۱۹۲۷ء)

۷۲۔ دیوان بہادر راجہ نریندر ناتھ ایم اے

(سابق ڈپٹی کمشنر پنجاب و پریذیڈنٹ ہندو مہاسبھا)

گذشتہ ۴۰ سال میں یوروپ اور ہندوستان کے محققّوں نے ہندستان کی قدیم تہذیب کے اصولی و فروعی حالات دریافت کرنے کی طرف بہت کچھ توجہ مبذول کی ہے۔ اس تحریک میں جو حصہ ہندوستان و خصوصاً بنگال کے فاضلوں نے لیا ہے۔ اس کے موجب مہرشی دیانند ہیں۔ جب ان کا ظہور ہوا اس وقت آریہ ورت کی حالت یہ تھی۔ کہ انگریزی تعلیم نے پرانے مذہبی عقائد کی بنیاد ہلا دی تھی۔ اور ہم کو اپنے سوشیل سسٹم (مجلسی قواعد) میں کوئی خوبی نظر نہ آتی تھی۔ ہندوستان میں انگریزی تعلیم جاری کرنے کی تحریک بھی اس خیال پر مبنی تھی۔ کہ ہندوؤں کا علم ادب و فلسفہ غلطیوں سے بھرا ہوا ہے جس کی اشاعت و ترویج کو روکنا ایک مہذّب گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ہندو مذہب میں بجز بُت پرستی اور نیچر پرستی کے اور کچھ نہیں۔ اُن کے مذہبی لٹریچر میں قصائص اور کہانیاں ہیں۔ جن کا باور کرنا خلاف عقل و تجربہ ہے۔ اُن کا علم ہیئت و طب غلط اصولوں پر مبنی ہے۔ ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں۔ جو ہر ایک پرانی بات کی تعریف کریں۔ اور نہ ہم کو اس سے انکار ہے۔ کہ مغربی اقوام نے طبعیات میں اعلےٰ درجہ کی ترقی حاصل کی ہے۔ اور نہ ہی مہرشی دیانند کا یہ خیال تھا۔ مگر کھرے کو کھوٹے سے جُدا کرنا اور سچّے اصولوں کو غلط فروعات سے نکھیرنا ایک مشکل کام تھا۔ اس کام کو جس خوبی و عمدگی سے سوامی دیانند جی سرسوتی نے کیا۔ اس کے لئے اُن کا نام نہایت عزّت و احترام کے ساتھ دُنیا کی تاریخ میں یاد رہیگا۔ اور ماسوائے اس کے ان کا سب سے بڑا کام یہ ہے۔ کہ انہوں نے بھارت ورش سے اُن اصولوں کا استیصال (بیخ کنی یا بربادی) روک دیا۔ کہ جو تمام دنیا میں حقیقی معرفت پھیلانے کا موجب ہو سکتے ہیں۔ جیسے مسئلہ تناسخ۔ ایشور جیو کا ازلی ہونا وغیرہ وغیرہ۔

ایک اور موقعہ پر

جہاں تک میں سوچ سکتا ہوں۔ ہندو سنگھٹن پوری طرح سے کبھی حاصل نہ ہوگا۔ جب تک ان اصولوں کا پرچار جن پر سوامی دیانند سرسوتی نے آریہ سماج کی بنیاد رکھی ہے۔ پوری طرح سے نہ ہوگا۔

۷۳۔ شری بھائی پرمانند جی ایم۔اے

{ سابق پروفیسر ہسٹری دیانند کالج لاہور
پریذیڈنٹ ہندو مہا سبھا }

سوامی دیانند مہاپرش تھا۔ میں اُن کے مشن کو ایشوری مانتا ہوں بھگوت گیتا میں لکھا ہے۔ کہ جب جب دھرم کی بربادی ہوتی ہے۔ تو دھرم کی ترقی اور ادھرم کی تباہی کے لئے یگوں یگوں کے اندر میں آتا ہوں۔ سوامی دیانند جی اس مشن کو لے کر دنیا میں آئے تھے۔ ان کے تمام کام اور سلسلہ کو جانچنے کے لئے صرف ایک ہی مشن ایک اعلےٰ درجہ کی کسوٹی ہے۔ ان کا مشن تھا۔ "ویدک دھرم کی حفاظت"۔ پولیٹکل دنیا میں ہم دوسروں کے ساتھ پیار و اُلفت پیدا کریں۔ لیکن ایک بات کو ہم کبھی نہ بھولیں۔ کہ ہم نے اپنی ہستی کو قائم رکھنا ہے اور اُسے مضبوط بھی کرنا ہے۔

ویدک دھرم اور آریہ تہذیب دونوں ایک ہی ہیں۔ آریہ تہذیب کی ہستی دنیا کے اندر قائم رکھنا اور ویدک دھرم کی حفاظت ایک ہی مطلب رکھتے ہیں یہی سوامی جی کی زندگی کا مدعا تھا۔

رشی دیانند کی پشت پر بھارت کے پراچین رشیوں کی امداد یا روحانی

طاقت تھی۔ رشی دیانند کا جیون اس بھارت ورش کے لئے کوئی نیا جیون نہ تھا۔ بلکہ رشی دیانند نے اپنے طرزِ عمل سے اِن مہان پراچین رشیوں کی زندگی کا جیتا جاگتا فوٹو ملک کے سامنے پیش کر دیا تھا۔ اس سے پیشتر اس مقدس زندگی کے حالات بھارت واسی محض شاستروں اور مذہبی کتابوں میں دیکھ کر خوش ہؤا کرتے تھے۔ لیکن رشی دیانند نے انہیں زندہ ثبوت دے کر دِکھلا دیا کہ رشی ایسے ہوتے تھے۔

۴۷ سوامی ستیہ دیو جی

"پری وراجک" و مصنف "جرمن یاترا" وغیرہ

رشی دیانند کی زندگی نے جو کچھ میرے اوُپر اثر ڈالا ہے۔ اُسے میں زبان سے بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ میں نے جو کچھ سیکھا ہے۔ جو اچھے خیالات لئے ہیں۔ وہ رشی دیانند کی مہربانی کا اثر ہے۔ امریکہ میں رہ کر مجھے سینکڑوں ترغیبوں و تحریصیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن رشی کے اُپدیش نے مجھے سب طرح سے مدد دی۔ میں ضرور ہی عیسائی ہو گیا ہوتا۔ اگر میں نے ستیارتھ پرکاش اور سوامی دیانند جی کی سوانعمری کو اچھی طرح نہ پڑھا ہوتا۔ انگریزوں اور فرانسیسوں کے ملک میں جو پرلوبھنائیں (ترغیبات) ہیں۔ وہ نوجوانوں کو برباد اور ملیا میٹ کرنے والی ہیں۔ مگر وہاں بھی اگرچہ میں اکیلا تھا۔ میں نے اُن سب کا مقابلہ کیا۔ یہ میری طاقت نہیں تھی۔ یہ محض اس مہاتما کے اُپدیش کا عمل تھا۔ (پرکاش لاہور)

۷۵۔ مسٹر کر بندر کر

(ممبر کونسل آف سٹیٹ)

اگر کوئی سوامی دیانند جی کے درشن کرنا چاہے۔ تو ان کا اصلی جسم نظر نہیں آویگا۔ لیکن جب وہ ان کے کئے ہوئے کاموں کا خیال کریگا۔ تب ان کی مورتی دل میں نظر آجاویگی۔ جو کام سوامی جی نے کیا ہے۔ اسے آریہ سماج نے چلایا ہے آریہ سماجیوں میں عالموں کی قدر و منزلت سب سے بڑھ کر ہے۔ ہمارے مہا راشٹر ملک میں اس سے آریہ سماج کی بہت بڑی تعریف ہو رہی ہے۔ اور ہمیں ان پہ بڑا فخر ہے۔ جس قدر جس مندر کی بنیاد گہری ہوتی ہے۔ اُسی قدر وہ عمارت مضبوط ہوتی ہے۔ سوامی جی کے پرتاپ سے سچائی کی قدر و قیمت لوگوں کو معلوم ہو گئی ہے۔ یہی بنیاد ہے۔

(۱۹۲۵ء میں دہلی میں ان کے لیکچر کا خلاصہ)

۷۶۔ سردار سردول سنگھ جی کویشر

شمالی ہند میں موجودہ زمانہ کی تعلیمی لہر کی بانی مبانی آریہ سماج ہے۔ اس وقت پنجاب کے مسلمانوں اور دیگر فرقوں میں جو تعلیمی ترقی دکھائی دیتی ہے وہ آریہ سماج کی ہی دیکھا دیکھی دوسری اقوام نے حاصل کی ہے۔ شمالی ہند میں پہلے پہل آریہ سماج نے ہی آزادی کا بیج بویا۔ تحریک خلافت میں مسلمانوں کو جو کچھ ہندوؤں سے مدد مل سکی۔ وہ بہت کچھ اس آزادی کی لہر کا باعث ہی تھا۔

۷۷- ڈاکٹر ستیہ پال جی

بی - اے - ایم - بی - بی - ایس - لاہور

یں اور بھگوان دیانند کے گن ورنن - ذرہ اور خورشید کی ستائش قطرۂ آب اور بحر کی تعریف - یہ ایک گستاخی ہے - دیش اور قوم کے محبّ دیانند راہ سے بچھڑ گئے - بھارت نواسیوں کو راہِ راست پر لانے والے دیانند کو میرا سو بار پرنام - اپنی اس ناچیز ہستی کو کبھی بھی اس قسم کی جرأت نہ دیتا - اگر مجھے یہ یقین نہ ہوتا - کہ عبادت کا حق نیچ اور اونچ کو ایک سا ہے - کہا جاتا ہے کہ بھگوان اِن ٹالریٹ تھے - ارتھات اُن میں قوت برداشت نہ تھی - چیونٹی تک کے لئے جس کے دل میں پریم ہے - بے زبان جانوروں کے لئے بھی جس کے دل میں دیا کا چشمہ ہے - جو اپنے جسم پر حملہ کرنے والے کو معاف کر سکتا ہے - جو زہر کھلانے والے پر بھی ناراض نہیں ہو سکتا - گائے - بیوہ و یتیم غرضیکہ کوئی بھی دکھیا (مصیبت زدہ) ان کی نگاہِ الفت سے محروم نہ رہا - پھر یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے - کہ دیانند میں برداشت کا مادہ نہ تھا - ہاں ایک طرح سے بھگوان دیانند "اِن ٹالریٹ" تھے - کیونکہ وہ گناہ کو نہیں برداشت کر سکتے تھے - جس طرح سے سورج کو تاریکی سے اور پانی کو آگ سے دشمنی ہے - اسی طرح بھگوان کے سچے بھگت کو پاپ سے دشمنی ہے - یہ پاک روحیں جہان میں ظلم پاپ - برائی اور تاریکی کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آتی ہیں - اور جب تک یہ آتمائیں میدان میں رہتی ہیں - یہ جنگ برابر جاری رکھتی ہیں - دیانند کو پرواہ تھی - تو بس صرف ایک طاقت کی - اور وہ پرمیشور کی - دنیا کے بادشاہ دنیا کے آرام و آسائش - روپیہ پیسہ - عزت و منزلت - تاج و تخت - کوئی بھی چیز

اس شیر مردِ کو گناہ عیب یا ادھرم کے ساتھ مصالحت کرانے پر قادر نہ تھی۔ بس یہی رشی دیانند کی اِن ٹالریشن تھی۔

بھارت ورش کے اندر جو زبردست لہر اس وقت چل رہی ہے اُس کا بانی سوائے بھگوان دیانند کے دوسرا نہیں۔ جس وقت انگریزی تہذیب نے ایسا مایا کا جال لوگوں کے دلوں پر بچھایا تھا کہ اس سے سلیم العقل اشخاص بھی مغرب کے شیدائی ہو گئے تھے۔ ایسی حالت میں اس پوتر مہاں آتما نے اپنا ناد بجایا۔ اور لوگوں کو آنے والے خطرات سے آگاہ کیا۔ دل میں آتا ہے۔ کہ سو جان سے ایسے پاک رہبر کے نثار ہو جاؤں

۷۸۔ شریمان پنڈت مادھو راؤ سپرے

بی۔ اے۔ مرحوم

(مترجم "تلک گیتا"۔ پریذیڈنٹ آل انڈیا ہندی سمیلن ڈیرہ دون)

اس میں شک نہیں۔ کہ مہرشی دیانند کی بھاری مہربانی سے بھارت ورش میں آریہ سماج نے بہت ہی قابل تعریف کام کیا ہے۔ ہندی بھاشا کا پرچار مجلسی سدھار۔ تعلیم کی ترقی وغیرہ کچھ ایسے کام ہیں جنکو میں بہت ہی تعظیم کی نگاہوں سے دیکھتا ہوں۔ پرماتما سے دُعا ہے۔ کہ آپ لوگوں کی سعی سے ان سب کاموں میں اور بھی زیادہ کامیابی نصیب ہو۔

۷۹۔ سوامی سیتانند کلکتہ

(بنگال ہندو مشن کے پردھان)

رشی دیانند بھارت ماتا کے اُن سپوتوں میں سے تھے جنہوں نے

انیسویں صدی میں جنم لیکر اسلام اور عیسائیت کی رَو کو بند کر کے پرانے ویدک دہرم کو از سرِ نو زندہ کیا۔ ویدوں کی اونچے درجہ کی لیاقت کے ساتھ اپنے اعلیٰ کیریکٹر کی اونچی زندگی کی وجہ سے آپ سوامی شنکر آچاریہ کی ٹکر کے شدھارک تھے۔ اپنی رشی درشٹی سے دیانند آریہ جاتی کے زوال کے باعث جانتے تھے۔ اس لیئے آپ نے شدھی اور سنگھٹن کا بیج بویا۔ آپ کی تعلیم کا خواہش کے بموجب نتیجہ نکلا۔ اور مرتی ہوئی ہندو قوم میں ایک نئی زندگی کی روح پھونکی گئی۔ تاریخ ہند میں بطور رشی اور محبِّ وطن مہاتما کے آپ کا نام قائم اور رستوار رہیگا۔ تاہم میرا سر اپنے زمانہ کے اس ادوتیہ رشی کے قدموں میں عقیدت مندی کے ساتھ جھک جاتا ہے۔ جو آج کے ہندو اندولنوں (تحریکات) کے بانی مبانی ہیں۔

۸۰۔ شری ہت گنیش ڈی۔ ساورکر

(بیرسٹر۔ رتنا گری)

میرے دل میں آریہ سماج کے بانی رشی دیانند کے لیئے سب سے زیادہ عزت و احترام ہے۔ سوامی دیانند واقعی ایک رشی۔ اعلیٰ درجہ کے ریفارمر ایک معقولیت پسند اور قوم پرست تھے۔ باوجود ان لوگوں کی فضول بکواس کے جن کے نزدیک بنی نوع انسان کی محبت کے معنی اگر اپنی قوم کے مقصد کے ساتھ غداری ہیں۔ تو بزدلانہ اور غیر صادقانہ طور پر جھک جانا ہے۔ جنہیں سوائے اپنی قوم کے دنیا کی تمام دیگر اقوام کے مفاد کی حمایت کے علاوہ پولٹیکل غیر جانب داری کے حصول کا اور ذریعہ معلوم نہیں۔ ہندو دنیا سوامی دیانند کی ہمیشہ ممنون احسان رہیگی۔

۱۸۔ شری ٹیت ایس۔ بی۔ شیشا گری

(جج ہائیکورٹ مدراس)

موجودہ زمانہ کے کسی ریفارمر نے ہندوستان کے زاویہ نگاہ کو اِس قدر نہیں بدلا۔ جس قدر کہ سوامی دیانند نے بدلا ہے۔ یہ ان کی مغربی علماء کے ساتھ زبردست جنگ تھی جس نے ان کی آنکھیں کھول دیں۔ اور ان کو ہندوستان کے مذہبی لٹریچر میں لا انتہا ہی خزانے نظر آئے۔ ہندوستان میں اور اس کے باہر ویدوں کا اب جو وسیع طور پر مطالعہ ہوتا ہے۔ وہ سوامی دیانند کی بدولت ہی ہے۔ سوامی جی نے ہر ایک کام میں جو انہوں نے کیا۔ اپنی عظمت اور بزرگی کا ثبوت دیا۔ کیونکہ انہیں اپنے آپ پر پورا اعتماد تھا۔ اُن کی زندگی مقدس اور سادہ تھی۔ اور چاہتے تھے۔ کہ ہندوستان اس زمانہ کی طرف جائے۔ کہ جب وہ اپنے رشیوں کے ذریعہ مذہبی دنیا میں سب پر حاوی تھا۔ جیسا کہ ہندو دہرم میں تمام زمانوں میں ہوتا آیا ہے۔ سوامی دیانند کی تعلیمات بھی اس کے سدھانتوں میں شامل کی گئی ہیں۔ لیکن یہ صرف سوامی دیانند کے طفیل ہے۔ کہ پاک اور مقدس ویدک سپرٹ کو غلاظت میں سے نکالا گیا ہے۔ اُس مہرشی کے بنا یہ کام نہ ہوتا۔ اگرچہ اُسے وہ جو اعلیٰ جگہ حاصل نہ ہوتی۔ جو رشی دیانند اس کے لئے چاہتے تھے۔ تاہم اس کی شان اور عظمت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ سب کچھ سوامی دیانند کی مہربانی کا پھل ہے ہندوستان کو سوامی جی ایسے قوت ارادی۔ غیر متزلزل جرأت و دلیری اور اعلیٰ آدرشوں کی مستقل مزاجی کے ساتھ پیروی کرنے والے مزید آدمیوں کی ضرورت ہے۔

۸۲- سر سیتارام ایم اے

(پریذیڈنٹ لیجسلیٹو کونسل یو- پی)

عرصہ ہوا سناتن دہرمی نکتہ خیال کو لئے ہوئے میں سوامی دیانند سرسوتی کی عزت کرتے ہوئے بھی اس کو اچھا نہ سمجھتا تھا۔ کہ سوامی جی بھگت اور پیرکار ان کو رشی کہیں میں اس وقت یہ نہ سمجھتا تھا۔ کہ سوامی جی کس طرح رشی یوگیہ یا رشی سمان (مانند) ہو سکتے ہیں۔ چند سال سے جیسے جیسے میں سوامی جی کی تعلیم وتلقین پر غور کرتا ہوں اور ان کی دور اندیشی کے معجزے دیکھتا گیا۔ ویسے ویسے میرے دل میں اُس کا پورا یقین ہو گیا۔ جس کو کہ میں اب کئی سال سے قبول کرتا ہوں کہ سوامی جی ضرور ہی رشی کے درجہ کے ہر طرح اہل ہیں۔

سوامی دیانند جی عالم۔ فاضل۔ فلاسفر۔ منطقی۔ نقاد۔ فصیح زبان اور بلیغ تھے۔ اس میں کسی کو اعتراض نہیں ہے۔ کہ سوامی جی کی روح بلوان اور پاکیزہ تھی۔ ان کے چرترا اعلیٰ تھے۔ ان کے خیالات وسیع تھے۔ رشی دیانند میں ایشور کی جیتی جاگتی کلا (مشین) تھی۔ اس وجہ سے وہ قابلِ تعظیم اور قابلِ پرستش ہیں۔

۸۳- سر راجہ رام پال سنگھ

(ممبر کونسل آف سٹیٹ)

رشی دیانند نے اس بات کو محسوس کیا۔ کہ ہندو قوم کے نوجوان دوسرے مذہب کے بناوٹی جواہرات کی طرف کھچے چلے جا رہے ہیں۔ ان کو کیا معلوم کہ اصلی جواہرات تو ویدوں میں موجود ہیں۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ رشی دیانند نے جہالت

کے پردہ کو علم وعقل کی طاقت سے بدل دیا۔ اور دنیا پر روشن کر دیا۔ کہ ہندو دہرم کی بنیاد سچائی پر منحصر ہے۔ سوامی جی نے جو وعظ پچاس سال پہلے کیا تھا۔ آج دنیا خود بخود اس طرف جارہی ہے۔ شدّھی۔ اچھوت اقوام کی ترقی اور تعلیم نسواں کا سب سے پہلے اپدیش اس رشی کے دماغ سے نکلا تھا۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ رشی بودھ اتسو کو ہمیشہ بڑے شوق سے مناتے رہیں تاکہ اس رشی کی پاک یادگار ہمارے دلوں میں تازہ رہے۔

(اخبار تیج دہلی)

۸۔ شری پت پنڈت نیلکنٹھ داس شاستری

ایم۔ ایل۔ اے

رشی دیانند کی عظیم الشان ہستی پر نہ صرف ہندوستان کو بلکہ تمام دنیا کو فخر کرنا چاہیئے۔ آج جب کہ میں اس قدر مجمع کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں تو مجھے خوشی ہوتی ہے۔ کیونکہ رشی دیانند نے وہ کارہائے نمایاں کئے ہیں۔ جس کے عیوض ان کی جس قدر عزت افزائی کی جاوے۔ کم ہے۔ رشی دیانند کے لٹریچر نے میرے دل پر یہ اثر پیدا کیا ہے۔ کہ میں اس بات کا قائل ہو گیا ہوں۔ کہ رشی میں غیر معمولی روحانی طاقت موجود تھی۔ اور اعلےٰ کیریکٹر کے ساتھ ہی ان کی منطقانہ طاقت درجۂ کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ رشی سے پہلے بھی چند بزرگ ہستیاں ہو گزری ہیں۔ لیکن رشی دیانند نے جو کام کیا ہے۔ وہ اُن سے کہیں زیادہ عظیم الشان ہے۔ مہاتما بدھ نے دنیا میں محض آتم سادھنا (آتم کو اوج پہ پہنچانا) کا وعظ کیا۔ اسی طرح حضرت عیسےٰ نے آتم تیاگ کے اصول پر دنیا کو چلانے کی سعی کی۔ پھر حضرت محمدؐ صاحب پیدا ہوئے۔ انہوں

نے دنیا کو وحدانیت کا سبق دیا۔ اس لئے ان رہبروں کی تعلیم ادھوری اور ناتکمل تھی۔ رشی دیانند نے اس کمی کو پورا کیا۔ اور تینوں باتوں کو ملا کر سب کا ایک ساتھ پرچار کیا۔ یہ رشی کی عظمت تھی۔ رشی اگر چاہتے۔ تو بدھ اور عیسےٰ کی طرح نیا دھرم چلا سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ یہ ان کی بزرگی تھی۔

(دہلی میں ایک لیکچر کے دوران میں)

۸۵ پنڈت اقبال نرائن گرٹو ایم۔ اے

(سابق سکریٹری تھیا صوفیکل سوسائٹی بنارس)

یادگارِ زمانہ ہیں یہ لوگ
یاد رکھنا فسانہ ہیں یہ لوگ

ہندوستان کی انیسویں صدی کی تاریخ میں سوامی دیانند جی کا نام اُن اعلےٰ اور معدودے چند ہادیان قوم کی فہرست میں قائم رہیگا۔ جن کا ظہور وقتاً فوقتاً مختلف ملکوں میں زمانہ کی ضرورت اور منشا ایزدی کے کسی خاص جزو کے پورا کرنے کے لئے ہوتا آیا ہے۔ سوامی جی نے بیرونی خیالات کی مدد کے لئے بغیر ہندو مذہب میں خود ایک بڑی اندرونی اصلاح کی جانب پیدا کر دی جس کا اثر یہ ہؤا۔ کہ ہندوؤں کے دلوں میں اپنے دھرم کا وقار بڑھ گیا۔ اور ان پر ظاہر ہو گیا کہ ہندو دھرم محض ایک مردہ قالب نہیں ہے۔ بلکہ یہ نئی اُمیدوں کا ایک گہوارہ ہے۔ یہ ایک بڑی بھاری خدمت تھی۔ جو سوامی جی نے ہندوؤں کی کی۔

۸۶۔ پروفیسر جتیندر لال بنرجی کلکتہ

گذشتہ صدی میں گجرات نے ہندوستان کو دو مہا پرش دئے ہیں۔ ایک دیانند دوسرا گاندھی۔ دیانند ایک جارحانہ طبیعت کا جنگجو تھا۔ جو زندگی بھر رواجات اور توہمات کے قلعہ کے خلاف لڑتا رہا۔ اس نے ہندو دھرم کو نہایت زبردست بنایا۔ اس کا پیغام یہ تھا۔ کہ ہندوستانیوں کو مضبوط بناؤ۔ اور انفرادی۔ آزادی۔ پولیٹیکل آزادی اور مجلسی آزادی اس کی تعلیم تھی۔

۸۷۔ مسٹر جی کے دیودھر ایم۔ اے

سکریٹری سرونٹ آف انڈیا سوسائٹی پونا

میں مہرشی دیانند سرسوتی کو نئے ہندوستان کے رہبروں اور تعمیر کنندوں کی سب سے پہلی جماعت میں گنتا ہوں۔ ایک بات جس کے لیے میں خصوصاً سوامی صاحب کی عزت کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے کھلے الفاظ میں کہا۔ کہ بڑھتی ہوئی ہندوستانی قوم کی عمارت کی بنیاد میں دو باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ "جذبۂ دھرم" اور "سوشیل ریفارم"۔ اور یہ دونو ساتھ ساتھ ملنے چاہئیں۔ انہوں نے ہماری قومی ترقی کو بہت دُور اندیش اور عمیق نظروں سے جانچا۔ نئے ہندوستان کے تعمیر کرنے میں سوامی دیانند جی کو میں راجہ رام موہن رائے۔ جسٹس مسٹر راناڈے۔ سری دادا بھائی نوروجی۔ ایسے بڑے سیاسی لیڈروں کی سب سے اگلی صف میں کھڑا کرتا ہوں۔ اور میرے دل میں ان کے اس عظیم الشان کام کے لئے جو شمالی ہند میں سوامی دیانند جی سے حرکت دی ہوئی نئی لہر سے ہوا ہے۔ بے حد عقیدت اور خلوص دلی

کا جذبہ موجود ہے۔

۸۸۔ پنڈت ونکٹیش نارائن تیواڑی

ایم۔اے۔الہ آباد

جتنے عرصہ تک پرم پوجیہ مہاتما سوامی جی اس ملک کے کرم کشیتر میں کام کر سکے۔ اتنے ہی میں انہوں نے ملک میں ایک ایسی عجیب و غریب طاقت کا چشمہ بہا دیا۔ کہ صدیوں تک اس کے امرت جل کا استعمال کر کے پیاسی آتماؤں کی تسکین ہوتی رہے گی۔ میں سوامی دیانند جی کو راجہ رام موہن رائے جسٹس مہادیو گوبند راناڈے۔ اور دادا بھائی نوروجی کے ساتھ نئے ہندوستان کے بنانے والوں میں گنتا ہوں۔ نئے ہندوستان کے یہی چار رہبر اعظم ہیں۔ انہی چار کی لاثانی طاقتوں کے ذریعہ ہندوستان کی ترقی کا سلسلہ شروع ہوا۔ لیکن سوامی جی نے قومی زندگی میں ایک عجیب طاقت کا بیج بویا۔ جو دوسروں کی قابل تعریف کوششوں میں موجود نہ تھی۔ وہ عجیب و غریب طاقت خود اعتمادی اور دیش ابھیمان کے جذبوں کو جگانا تھی۔ سوامی جی کے سنگھ گرجن سے (شیر کی گرج) قبرستان کے مُردے زندہ ہو گئے۔ اور بے جان ہڈیوں میں صدیوں کے حملات کے بعد جوانمردی اور دلیری کا جذبہ دوبارہ پیدا ہوا۔

۸۹۔ پنڈت ہردے ناتھ کنزرو

ایم۔ایل۔اے

(آپ مشہور زماں پنڈت ایودھیا ناتھ جی کے فرزند ارجمند ہیں)

دنیا کی کوئی چیز ایک حالت میں نہیں رہتی۔ اسی طرح مذاہب میں بھی تبدیلیاں

ہوتی رہتی ہیں۔ ہندو دھرم میں بہت سی کمزوریاں آگئی تھیں۔ رشی دیانند نے اِن کمزوریوں کو دور کر کے ہندو قوم کی ہڈیوں کے اندر ایک نئی رُوح پھونک دی۔ رشی دیانند نے اسوقت کام شروع کیا۔ جبکہ پولیٹکل تحریک کا خیال بھی پیدا نہ ہوا تھا۔ آجکل چھوٹی ذاتوں کو اٹھانے کا کام بڑا سہل معلوم ہوتا ہے۔ مگر ذرا خیال کرو چالیس برس پہلے کے زمانہ کا۔ جن لوگوں نے اس وقت اس کام کو شروع کیا۔ ان کا دھرم پر کتنا مضبوط اعتقاد ہوگا۔ عورتوں کی حالت رشی دیانند کے آنے سے پہلے ایک جُوتی کی مانند تھی۔ اس مہرشی نے کہا۔ کہ ویدوں کے گیان کا حق اتنا ہی عورتوں کو بھی ہے۔ جتنا کہ ہم کو ہے۔ ہندو قوم کے یتیموں کو بچانے کا خیال سب سے پہلے رشی دیانند کے دماغ میں آیا۔ اس طرح رشی دیانند نے ساری ہندو قوم پر احسان کیا ہے۔

۹۰ مسٹر سی۔ ایس رنگا آئر

ایم۔ ایل۔ اے۔ مدراس

رشی دیانند دنیا بھر کے اعلےٰ پیغمبروں میں سے تھے۔ ان کا درجہ رشی ویدوی سے بھی بلند تر ہے۔ وہ مہرشی تھے۔ میں اس سے بھی آگے جاتا ہوں اور انہیں برہم رشی کے خطاب سے مخاطب کرتا ہوں۔ میری رائے میں وہ وشسشٹ اور وشوامتر کے ہم پلّہ ہیں۔ دیانند نے ویدوں کے مالامال گزرے زمانہ کو ہمارے دروازوں پر لاکر ڈھیر کر دیا۔ اور ایسی دلیری سے ویدوں کے اعلےٰ اعلےٰ خیالات لئے۔ اور انہیں موجودہ زمانہ کے سامنے رکھ دیا۔ جو مہرشی کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ دیانند کی کتاب ستیارتھ پرکاش زندگی بخش اور مردم خیز مذہبی تصنیف ہے۔ جو ویدوں کی کنجی ہے۔ جن لوگوں کو

ملکی خبط ہو رہا ہے ۔ جو سوراجیہ ۔ آزادی اور ہزار ہا دوسری باتوں کے کرتہ ہوائی میں بات چیت کرتے ہیں ۔ ان کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ ستیارتھ پرکاش کو جو سوراجیہ کی کنجی ہے سمجھیں ۔ میرا پختہ یقین ہے ۔ کہ اگر ہماری قوم ستیارتھ پرکاش کی تعلیمات کے مطابق چلے ۔ تو دنیا کی کوئی طاقت ہماری آزادی کو سلب نہیں کر سکتی ۔ (آریہ مترا)

۹۱ - بابو پرشوتم داس ٹنڈن

ایم ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی الہ آباد

سوامی دیانند سرسوتی حال کے زمانہ میں اُن چند مہاتماؤں میں سے ہیں جنہوں نے ملک کے معاملات پر وچار کرنے اور اس کو آگے بڑھانے میں اصلی اصولوں کو ہمیشہ اپنی نظر میں رکھا ہے ۔ انگریزی زبان کی بڑھتی ہوئی لہر کا مقابلہ کرنے کے لئے انہوں نے اپنے ملک کی ایک قومی زبان کے جھنڈے کے نیچے ہندوستان کو اکٹھے کرنے کی ضرورت محسوس کی ۔ اور اسی لئے آریہ سماج کے ہر ایک ممبر پر اس قومی زبان یعنی ہندی کا جاننا ضروری رکھا ۔ سوامی جی نے اپنی تحریروں کے بارے میں کہا ہے ۔ کہ "میری کتابوں کا ترجمہ بھارت ورش کی مختلف زبانوں میں نہ کرنا چاہیئے" بلکہ ہندوستانیوں کے لئے ضروری ہے ۔ کہ "آریہ بھاشا سیکھ کر ان کو پڑھیں" میری مادری زبان گجراتی تھی ۔ لیکن میں نے ہندی کی بہتری کے لئے آریہ بھاشا میں کتب لکھنا ضروری سمجھا ہے ۔ سب ہندوستانیوں کے لئے ضروری ہے کہ آریہ بھاشا کی ترقی کریں ۔ آریہ سماج کے لیڈروں اور ہندوستان کے کل لیڈروں سے میری درخواست ہے ۔ کہ اس بڑے اصول کو اپنے سامنے

رکھیں۔ اور اپنے ملکی کاموں میں عمل میں لاویں۔ میں دقتیں محسوس کرتا ہوں لیکن میرا یقین ہے۔ کہ کافی کوشش حب الوطنی اور قربانی سے یہ مسئلہ بالکل حل ہو جائیگا۔ اس کو طے کرتے ہی سوراجیہ کا بنیادی اصول (مُول منتر) ہمارے قابو میں آجائے گا۔

۹۲۔ لالہ دُونی چند وکیل انبالہ

سوامی دیانند جی ایک ایسے اونچے دہرم کے پرچارک (مشنری) تھے جس کے آنے سے آزادی خود بخود بطور لازمی نتیجہ کے حاصل ہو جاتی ہے۔ اور کیریکٹر و دہرم کے لحاظ سے انسان اونچا ہو جاتا ہے۔ ستیارتھ پرکاش بہت حد تک ان کی تعلیم کا آئینہ ہے۔ آج کل کے پولٹیکل جدوجہد کے زمانہ میں ہر ایک ہندو اور مسلمان۔ عیسائی اور یہودی کو ستیارتھ پرکاش کے چھٹے باب کا خاص کر مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ سوامی جی مہاراج کے معیار سوراجیہ کیا ہیں۔ ان کی اسکیم کے مطابق۔ راجا۔ وزیر۔ محکمہ تعلیم اور اس کے ممبران۔ صدر مجلس واضعان قوانین اور اس کے ممبران سب کے سب رعایا کے منتخب شدہ نمائندگان ہونے چاہئیں۔ غرضیکہ ان کی جمہوری اسکیم یوروپ کی شائستہ سے شائستہ اقوام کی جمہوری اسکیم سے بدرجہا اعلےٰ تریں ہے۔

۹۳۔ ڈاکٹر گوکل چند صاحب نارنگ

(حال منسٹر پنجاب سابق پروفیسر دیانند کالج لاہور)

میں سوامی جی کے مضبوط جسم اور ان کی جسمانی طاقت کا انتہا ہی مداح ہوں۔

جتنا ان کی علمیت ۔ فصاحت و بلاغت کا بلکہ اس سے بھی زیادہ ۔ کیونکہ سوامی جی ایسے عالم اور فصیح ہندوستان میں کئی ہو گزرے ہیں ۔ مگر ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہوا جس کا جسم ایسا مضبوط ہو ۔ جیسا سوامی جی کا ۔ اور ساتھ ہی جس نے جسمانی ترقی کے مرم (راز) کو سمجھ کر اس پر اتنا زور دیا ہو جتنا سوامی جی نے ۔ انہوں نے بموجب قواعد اپنے جسم کی ترقی کے لئے ویسی ہی سعی کی جیسی کہ اپنی آتما (روح) اور بدھی (عقل) کے لئے ۔ نتیجہ یہ ہوا ۔ کہ جہاں وہ ایک طرف اپنے زمانہ کے لاثانی عالم ہوئے دوسری طرف جسمانی طاقت میں بھی تعلیم یافتہ گروہ میں شاید لاثانی ہی ہوئے ۔ مجھے تو سوامی جی کا پلا ہوا جسم ایک پر معنی کتاب معلوم ہوتی ہے ۔ جس سے اہل ہنود کئی قسم کے سبق سیکھ سکتے ہیں ۔

۹۴ ۔ ہز ہائی نیس سیاجی گائیکوار

(والئے بڑودہ ۔ سوشیل ریفارم)

مجلسی سدھار کے میدان میں آریہ سماج نے برہم سماج سے بہتر کام کیا ہے ۔ جس کی تعریف نہیں ہو سکتی ۔ آریہ سماج کا بانی سوامی دیانند سرسوتی اپنے زمانہ کا ایک بہترین پرش تھا ۔ جس کی لیاقت بے نظیر تھی ۔ اور جس کی قابلیت کا لوہا غیر ملکی لوگوں نے بھی مانا ہے

{ بمبئی میں ۱۹۰۷ء میں ایک تقریر کے دوران میں }

مختلف مذاہب کے
لیڈروں کی رائیں

۹۵۔ مہامہواپادھیائے پنڈت شیو کمار
(شاستری بنارس۔ سناتن دہرمی)

اس کلجگ میں وید بانی کا اُدّھار سوامی دیانند نے ہی کیا ہے۔

(آریہ ڈائرکٹری ۱۹۲۸ء)

۹۶۔ مشہور سناتن دہرمی لیڈر
پنڈت دینبدیال جی ویاکھیان واچسپتی
(جھجّر نواسی)

میں جہاں بھی سوامی دیانند جی کی تصویر کو دیکھتا ہوں۔ فوراً اس کے سامنے سر جھکا دیتا ہوں۔ (بندے ماترم)

۹۷۔ سورگباشی پنڈت ستیہ برت سام آشرمی
(فیلو رائل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال و لیکچرار کلکتہ سوسائٹی)

میں ۴۰ برسوں کے بعد جموں کشمیر گیا تھا۔ راستہ میں میں نے بہار۔ یو۔پی

اور پنجاب کے حالات کو دیکھا۔ سوامی دیانندجی کے اقبال سے اور آریہ سماج کے اثر سے عجیب تبدیلی ہوئی ہے۔ اب ویدوں کے بنا کوئی بات نہیں کرتا۔ ہر ایک بات کے لئے ویدوں سے شہادت مانگی جاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ سوامی دیانند اس زمانہ کے آچاریہ کہے جا سکتے ہیں۔ ہمارا مذہبی اختلاف ہونے پر بھی ہم صاف تسلیم کریں گے کہ انہوں نے ایک یگ کی بنیاد ڈالی ہے "رگوید آدی بھاشیہ بھومکا" میں لکھے ہوئے ۷۶ وشوں میں ۴۶ وشے ہم ٹھیک سمجھتے ہیں۔

۹۸۔ کوبراج بھولے ناتھ شاستری ویاکرن آچاریہ

(ویدانت وشارد۔ وشوناتھ سنسکرت کالج۔ کلکتہ)

جب مسلمان اور عیسائیوں کی تعداد بڑھنے لگی۔ نئے تعلیم یافتہ آدمی غیر ملکوں کی چمک دمک کے پھندے میں آکر جب اسی طرف قدم بڑھانے لگے۔ برہمنوں سے لوگوں کی شردھا اٹھنے لگی۔ مندروں کی بے عزتی ہونے لگی۔ تب دیانند نے آکر وید کی تعلیم دی۔ جس سے بھولے ہوئے لوگ بھی ہندوؤں میں شامل ہو کر قوم کے دھارمک رکن بن رہے ہیں۔ اگر وہ نہ آتا۔ تو اس وقت بھارت ورش میں ہندوؤں کے ہوتے ہوئے بھی وید شبد رہتا۔ اس میں شک ہے میری پولیٹیکل نگاہ میں مہاتما گاندھی وغیرہ تمام لیڈروں سے سوامی دیانند جی کا درجہ اونچا ہے۔ اگر رشی دیانند نے بھارت آریوں کی جنم بھومی نہ کہا ہوتا۔ تو انہیں تحصیلِ سوراجیہ کا حق ہی نہ ہوتا۔

۹۹-لالہ ہردیال ناگ

(چاندپور (بنگال) ایم-ایل-اے)

سوامی دیانند اس زمانہ کا گئو رکھشا کا سب سے بڑا پائیونیر ہوا ہے۔ سوامی جی کے دل میں گائے کے لیۓ اتنی عزّت تھی۔ کہ گئو رکھشا کے لئے آپ نے "گئو کرو نانِدھی" ایک الگ کتاب لکھی۔ جس میں آپ نے اقتصادی پہلو سے گئو رکھشا کی اہمیت بڑی خوبی سے بیان کی۔ رشی کے پیروؤں میں بھی گائے کے لیۓ وہی عزت ہے۔ جو ان کے گرو دیانند کے دل میں تھی۔ سوامی دیانند کا گئو رکھشا کے لیۓ کام ان وجوہات میں سے ایک ہے۔ جن سے میرے دِل میں ان کے لیۓ عزت کا اہم جذبہ ہے۔

۱۰۰-پنڈت نیچھیدا رام جی شاستری

ہم سوامی جی مہاراج کو ہاتھ جوڑکر پرنام کرتے ہیں۔ ان کا تپ یا ان کا برہمچریہ برت سہسر مکھ سے قابل تعریف ہے۔

۱۰۱-سوامی مکندانند جی

(پرسدھ کشمیری ڈنڈی سنیاسی)

ہمارے ہی فرقہ کے دیانند نے وہ کام کیا۔ جس کو شنکر آچاریہ بھی نہ کر سکے۔ سوامی شنکر آچاریہ کو راج سدھنوا کا بل تھا۔ انہوں نے ویدوں کو نشکلنک کرنے کی کوئی سعی نہیں کی۔ دیانند نے ویدوں کو نش کلنک کر ڈالا۔

۱۰۲۔ پنڈت گرودت ایم۔اے

پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور

(زبان سنسکرت اور سائنس کا لاثانی فاضل)

حیرت کی بات ہے۔ کہ مغربی تہذیب کے نہ ہونے پر بھی اور انگریزی تعلیم سے دور ہونے پر بھی محض ویدک گیان کی طاقت سے اس مہان پرش نے (سوامی دیانند جی نے) کتنا عظیم کام کیا ہے۔ اگر سوامی جی انگریزی جانتے ہوتے۔ تو ہم یہی سمجھ بیٹھتے۔ کہ یہ سب پرتاپ انگریزی کا ہے۔

ستیارتھ پرکاش کو میں نے اپنی عمر میں چودہ بار پڑھا۔ جوں جوں میں نے اس کا مطالعہ کیا۔ توں توں میری لیاقت میں۔ میری واقفیت میں اور میرے علم میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور مجھے نت نئے گیان کا پتہ لگا۔

۱۰۳۔ مسٹر جی۔ کے رُدرا ایم۔اے

(پرنسپل سینٹ سٹیفن کالج دہلی)

موجودہ ہندوستان میں اس پرانے ویدک زمانے کو از سر نو زندہ کرنے کی دیانند کے اندر اتنی آگ لگ گئی۔ کہ وہ ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں گیا۔ حتےٰ کہ ویدوں سے تعلق رکھنے والی پنجاب کی سرزمین نے پھر "ویدوں کی طرف" کے پیغام کو اپنے دل سے قبول کیا۔ آج ہم یہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ آج "تعلیم یافتہ پنجاب" آریہ سماج کے کام کا نتیجہ ہے۔ اس میں بُت پرستی نہیں۔ یہ توہمات کی زنجیروں سے آزاد ہے۔ جنہوں نے پچاس برس کے توہمات سے بھرے ہندوستانیوں کو دیکھا ہے۔ انہیں سوامی جی

کی آواز کی عظمت دکھائی دیگی ۔ اگر اور کسی بات کے لئے نہ سہی ۔ تو کم از کم موجودہ ہند میں ہونے والی ترقی میں پرانی تہذیب کی حفاظت کے جذبہ کے لانے کے لئے ہم ان کی عزّت کرتے ہیں ۔ بھارت ورش کا مستقبل تو اس کی نظر میں ہے ۔ کہ جو قوموں کے بھاگ (قسمت) کو جانتا ہے ۔ لیکن سوامی دیانند نے مادر وطن کی تاریخ میں ایک اونچا کام کیا ہے ۔ اور ہند کو سنجیدہ اور سچی روحانی زندگی کا اُپدیش کیا ہے ۔ اور آئندہ نسلوں کو بہت اچھی سطح پر لانے کا پاکیزہ اور مقدس کام کیا ہے (آریہ گزٹ)

۴۰۔ رائے بہادر پنڈت شیونرائن شمیم جالندہر

(بُدھ دھرم کا پیرو)

مجھے جالندہر میں ہی پہلی دفعہ دیانند سرسوتی کے درشن ہوئے تھے اور ان کے اُپدیش سننے کا موقعہ ملا تھا ۔ ہم کو استعداد نہ تھی ۔ کہ ان کے عالمانہ اُپدیشوں کی داد دیں ۔ بلکہ ہم سمجھ ہی نہیں سکتے تھے ۔ ہم کو اتنا ضرور معلوم ہوتا تھا ۔ کہ یہ شخص نڈر ہے ۔ اور بے باک ہے ۔ کسی کی اس کو دنیا میں پرواہ نہیں ۔ کسی کی ناراضگی کی اس کی نگاہ میں کچھ وقعت نہیں تھی ۔ علم کا زور اتنا تھا ۔ کہ جالندہر جیسے شہر میں کیا ۔ بڑے بڑے شہروں میں بھی اس کے مقابلہ میں کوئی سنسکرت کا ودوان میدان میں نہیں آتا تھا ۔ شکر ہے ۔ کہ سماج کو روز افزوں کامیابی حاصل ہو رہی ہے ۔ یو ۔ پی میں بھی اپنا رسوخ پھیلا رہا ہے ۔ بنگال میں بھی اس کی کارگذاریاں نمودار ہیں اور صوبوں میں بھی اس کا جھنڈا گڑا رہا ہے ۔ سنسکرت کی تعلیم اس نے عام کی ہے ۔ شدھی اسی نے شروع کی ہے ۔ ہندو سنگھٹن میں زیادہ تر اسی کا کام ہے ۔ ہندو جاتی کو اتفاق سکھا

رہا ہے۔ دوسرے الفاظ میں کہنا چاہئے۔ کہ یہ اس وقت قابل احساس طاقت ہے۔ ہرچند کہ شیمیم "فرنٹ" ہو گیا۔ اور بدھ مت کا پیرو ہو گیا تاہم آریہ سماج کا ہمیشہ خدمت گزار رہا۔ دیانند سرسوتی کے کام کی عزت اب اس قدر ہو رہی ہے۔ کہ اب وہ شری مہاتما سوامی دیانند جی کہلاتے ہیں۔ دیانند کا شیوراتری کی رات کو گھر چھوڑنا ہندو جاتی کے لئے مبارک ہے۔

۱۰۵۔ شریمان لالہ شیوبرت لال جی ورمن ایم اے

سابق ایڈیٹر رسالجات "سادھو۔ مارتنڈ۔ وگیانی" و مصنف لاتعداد کتب (یکے از رہبران رادھا سوامی مت)

مہرشی سوامی دیانند سرسوتی نہایت عالی دماغ۔ معاملہ فہم اور نکتہ رس بزرگ تھے۔ ان کی آنکھیں بینا تھیں اور دل دانا تھا۔ جو سمندر سے مشابہت رکھتا تھا۔ جو تموج کے مدوجزر کے اثرات کو اپنے اُوپر حاوی نہیں ہونے دیتا تھا۔ ایک رس رہنے والا شانت۔ اس میں ہمّت استقلال۔ دلیری۔ مردانگی اور بے خوفی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ سوامی دیانند اس قسم کے انسان تھے زمانے نے ان کی اصلیت کو نہیں پہچانا۔ ان کی بے عزتی کی۔ لیکن شاید وہ دن اب قریب آتا جا رہا ہے۔ جو آئندہ نسل کے نوجوانوں کو ذہن نشین کرا دیگا۔ کہ یہ بزرگ کس پایہ کا آدمی تھا۔ آیا وہ ہندو جاتی کی اصلی عزت و تعظیم کا مستحق تھا یا بے عزتی کا۔ اور اگر وہ لوگ جنہوں نے دیانند کی شان میں مکروہ اور نا زیبا کلمے استعمال کئے ہیں زندہ رہے۔ تو وہ افسوس کے ساتھ اقرار کرینگے کہ انہوں نے دیانند کے سمجھنے میں سخت غلطی کھائی۔ اور بلا سمجھے بوجھے ان کو

نشانۂ خذنگ ملامت بنایا۔ سوامی دیانند دراصل محسن قوم۔ محسن ملک و محسن عالم تھے۔

۱۰۶۔ لالہ کاشی رام جی پردہان

(برہمو سماج پنجاب)

سوامی دیانند جی بے شک سنسکرت کے غیر معمولی عالم تھے۔ اور انہوں نے ویدوں کی صداقتوں اور آریہ ورت کے قدیم رشیوں اور مہرشیوں کے قیمتی اور انمول اقوال کو ایک ایسے طرز میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ کہ اب وہ سر بہ مہر دفینے ہی نہیں رہ گئے ہیں۔ بلکہ پنجاب میں بے الخصوص اور ہندوستان کے دیگر صوبجات میں بالعموم ویدوں کے پڑہنے پڑھانے اور سننے سنانے کے شوق کے باعث ان کا گھر گھر چرچا ہو رہا ہے۔ سوامی جی کے اندر حب الوطنی اور اپنی سوئی ہوئی آریہ قوم کو جگانے کا جوش بھی از حد تھا۔ اور اس کے لئے انہوں نے سر توڑ کوشش کی مجلسی اصلاح کا حامی اور بت پرستی اور توہم پرستی کا مخالف بھی ان سازمانہ میں کوئی ہی ہوگا مہرشی دیانند جیسے جسمانی قوت میں دیوہیکل تھے۔ ویسے ہی قوت ارادہ میں بھی اٹل تھے۔ جس دلیری و جرات سے وہ اپنے مذہبی خیالات کا اظہار کرتے تھے۔ وہ رہنماؤں اور مہاپرشوں کا ہی حصہ ہے۔ وہ سچائی کی اشاعت کرنے اور جھوٹ کو تباہ کرنے میں دوست یا دشمن کی ناراضگی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ سوامی جی شادئے صغیر سنی کے مخالف۔ برہم چریہ اور اخلاقی پاکیزگی کے اعلےٰ نمونہ۔ مجلسی اصلاح کے حامی۔ بت پرستی اور پوپ پوجا کے جانی دشمن سنسکرت کے فاضل اور شیدائی۔ سوتی قوم کو جگانے والے اور جاتی سنگھٹن

کے پیغمبر ہونے کی وجہ سے ہی نہیں۔ بلکہ نراکار۔ نروکار۔ سرو آدہار۔ ایک میو ادوتیم برہم کی پوجا اور اپاسنا کے سچے پرچارک اور آریہ سماج کے بانی مبانی ہونے کی وجہ سے بھی ہم سب کی دلی شکر گزاری اور تعظیم کا خراج لینے کے حقدار ہیں۔

۱۰۷۔ سر یوگیندر سنگھ صاحب

(وزیر تعلیم پنجاب)

سوامی دیانند جی نے ایک ہی نظر ڈال کر آریہ ورت کو آزادی دلانے کی سعی کی۔ اور پھر جب نظر کو چاروں طرف دوڑایا۔ تو اُسے چاروں طرف سے غلامی کی کڑی زنجیروں میں جکڑا ہوا پایا۔ آتمک اُتساہ نے آزادی کی اُمنگ دلائی۔ وید منتر ان کی زبان پر آئے۔ اور ہندو قوم کو انہوں نے پھر روحانی علم و گیان کی یاد کرا کر۔ جات پات اور رسم اور قسم کے جھگڑوں سے چھڑا کر آزادی کا پیغام دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ آج کا پنجاب پچاس سال پہلے کے پنجاب سے جُدا ہے۔

۱۰۸۔ سردار روپ سنگھ جی

(سابق اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنجاب)

میرا کامل یقین ہے۔ کہ شری سوامی دیانند جی مہاراج کامل یوگی تھے سکھوں کا عموماً ان سے سخت شکوہ ہے۔ کہ انہوں نے گرونانک دیو جی مہاراج کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ "...... کمر بھی گیا ہوگا" یہ کارروائی ایک گلاب داسئے سکھ کی ہی تھی۔ جس نے شری سوامی جی کو غلط اطلاع دیکر اس قسم کے غلط الفاظ

لکھوالئے۔ وہ ایسے راستی پسند تھے۔ کہ اگر ہم لوگوں کو موقعہ ملتا۔ کہ ان کو اصلیت کا اظہار کر کے درستی کے خواہاں ہوں۔ تو وہ سچائی کو فوراً قبول کر لیتے۔ مگر افسوس! کہ ان کی موت واقعہ ہو گئی۔ (پرکاش لاہور)

۱۰۹۔ سر ڈاکٹر دیو پرشاد سرواد ہیکاری

ایم۔اے۔ایل ایل ڈی

(سابق وائس چانسلر کلکتہ یونیورسٹی)

سوامی دیانند جی کو جو کہ ایک مہان آتما تھے۔ میں کئی دفعہ ملا تھا۔ جب وہ کلکتہ تشریف لائے تھے۔ آپ نہایت سلیس اور فصیح ہندی میں تقریر کرتے تھے۔ تمام نوجوان اور بوڑھے ان کی زبردست شخصیت اور مقناطیسی کشش کی وجہ سے کھنچے چلے آتے تھے۔ آپ کا قد طویل اور قوائے بدنی مضبوط۔ اور جسم بھاری بھرکم تھا۔ ان کے چہرہ سے لطف و کرم ہویدا تھے۔ آپ برہمچاریوں کا سا زعفرانی رنگ کا قیمتی لباس پہنے ہوئے تھے۔ آپ کی شکل اور شخصیت نہایت دلکش تھی۔ سوامی جی کی آواز بلند۔ گہری اور گونجنے والی۔ لیکن باوجود اس کے شیریں اور زبردست تھی۔ جو کسی طرح سے ناخوشگوار اور تھکانے والی نہیں ہوتی تھی۔ آپ کا طرز تقریر صاف۔ سادہ۔ زبان کی روانی لگاتار اور دلائل قاطعہ ہوتی تھیں۔ ان کا طرز استدلال نہایت زبردست صادقانہ اور پُر زور ہوتا تھا۔ کثیر التعداد لوگ اُن جلسوں میں آتے تھے۔ کئی مطمئن ہو جاتے تھے۔ لیکن کئی آدمیوں کا اعتقاد متزلزل ہو جاتا۔ اور وہ لڑتے ہوا سوامی جی طبعاً بحث و مباحثہ کے شوقین تھے۔ چنانچہ اس کے بعد خوب مناظرہ ہوتا۔ سوامی جی نے ایسے لوگوں کے سامنے لیکچر دیئے۔ جو سچائی کی تلاش کرتے

کمربستہ تھے۔ لیکن ابھی تک ان کے دلوں کی حالت ایسی نہ تھی۔ کہ وہ ان اصولوں کو قبول کرسکیں۔ لیکن ملک کے نوجوانوں کے اندر ایک خاص سپرٹ کام کر رہی تھی۔ اگر یہ سپرٹ جو تمام ملک میں پھیلی ہوئی تھی۔ موجود نہ ہوتی۔ تو پرماتما رام کرشن۔ رام موہن رائے۔ وویکانند اور دیانند کو یہ بھاری لیکن لوگوں کو ممنون بنانے والا بار اٹھانے کے لئے پیدا نہ کرتا۔ سوامی دیانند نے اپنے اس بوجھ کو نہایت خوش اسلوبی اور خوبی سے اٹھایا۔ سوامی دیانند نے الحقیقت ایک اعلےٰ درجہ کے مہاتما تھے۔ جس کی اس گرے ہوئے کمزور اور سست ملک کو بڑی بھاری ضرورت تھی۔

۱۰۔ منشی کنہیالال صاحب

(الکدھاری۔ لدھیانہ)

اے........ دیکھو پنڈت مکند رام صاحب جو ایک سچے اخبار لاہور کے ایڈیٹر ہیں۔ وہ ان کی کیسی تعریف کرتے ہیں۔ تم لوگ میرے اور نیک راہ بتانے والوں کے دشمن ہو۔ لیکن ہم لوگ تمہارے دشمن نہیں ہیں۔ ہم لوگ رنڈیوں کو مرد اور گدھوں کو آدمی بنانے والے ہیں۔ اور ہندوستان کی بہتری کے خواہاں۔ سنو۔ سوامی جی کی نصیحت کو اور لعنت کرو۔ ان پر جو تم کو سوائے سچدانند ادویتی کے دوسرے کے پوجنے کو رہبری کرتے ہیں۔ اور مت دو۔ ان کو کچھ۔ مگر اُن کے کھانے کو گوبر۔

{ از رسالہ ست پرکاش سبھا لاہور
۲۴۔ مئی ۱۸۷۷ء }

۱۱۔ مہرشی دیوندر ناتھ ٹاگور

(آپ سر رابندر ناتھ ٹاگور کے جد امجد (دادا) تھے)

پنڈت کیشب چندر سین لیڈر ان برہمو سماج

کلکتہ میں سوامی جی کا بابو کیشب چندر سین کے ساتھ تناسخ پر مباحثہ ہُوا مگر باوجود اعتقاد کے لحاظ سے مختلف ہونے کے بابو صاحب سوامی جی کی بڑی عزت کرتے تھے۔ ۹۔ جنوری ۱۸۷۳ء کو آپ نے اپنے مکان پر سوامی جی کا لیکچر کرایا۔ مضمون تھا۔ "ویدک دھرم کی فضیلت"۔ اس لیکچر میں شہر کے بہت سے فضلا اور رؤسا شامل تھے۔ انہیں دنوں برہمو سماج کا سالانہ جلسہ ہُوا۔ مہرشی دیوندر ناتھ ٹاگور نے اپنی گاڑی بھیج کر آپ کو شمولیت کے لئے مدعو کیا۔ اور بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کا استقبال کیا۔ مہرشی آپ کو ایک دن اپنے مکان پر لے گئے۔ وہاں ویدی کے چاروں طرف شلوکوں کو لکھتے ہوئے دیکھ کر آپ نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ مہرشی دیوندر ناتھ نے آپ کو اپنے مکان پر رہنے کے لئے کہا۔ مگر آپ نے جواب دیا۔ کہ "گرہستیوں کے مکان میں رہنا میں پسند نہیں کرتا"۔ کہتے ہیں کہ بابو کیشب چندر سین نے سوامی جی کے انگریزی نہ جاننے پر افسوس ظاہر کیا۔ اور کہا۔ کہ اگر ویدوں کے فاضل انگریزی نہ جانتے۔ تو انگلستان جانے کے لئے میرے دل پسند ساتھی ہوتے۔ سوامی جی نے کہا۔ کہ مجھے بھی برہمو سماج کے لیڈر کے سنسکرت کے نہ جاننے پر ویسا ہی افسوس ہے۔ کیونکہ وہ ہندوستان کے لوگوں کو ایک ایسی زبان کا شائستہ مذہب سکھانے کا دعوے کرتے ہیں۔ جو انہیں خود نہیں آتی۔

۱۱۲۔ علامہ زماں شری لالہ دیوان چند صاحب

ایم۔ اے۔ وائس چانسلر آگرہ یونیورسٹی

(پرنسپل دیانند کالج کانپور)

آریہ قوم کی نئی زندگی کا سب سے بڑا باعث سوامی دیانند ہے۔ سوامی دیانند جی کی زندگی میں خاص وصف یہی تھے۔ کہ وہ ہمیشہ پرماتما سے برکت مانگتے تھے۔ دھارمک زندگی کی جان یہی بھاؤ (جذبہ) ہے۔ اور یہ جذبہ سوامی جی میں نمایاں طور پر موجود تھا۔ ان کی ہمدردی کا یہ حال تھا۔ کہ کوئی قربانی ایسی نہ تھی۔ جو وہ دوسروں کے لئے نہیں کر سکتے تھے۔ جو اصول انہوں نے اپنے لئے قبول کئے تھے۔ ان پر وہ زندگی بھر قائم رہے۔ کسی قسم کا لالچ اور کسی قسم کا ڈر انہیں اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکا۔ یہ خوبیاں تھیں جنہوں نے سوامی دیانند کو نئے آریہ ورت کا جنم داتا بنایا۔

۱۱۳۔ راؤ بہادر ماسٹر آتما رام جی امرتسری

(سابق انسپکٹر آف سکولز بڑودہ)

جس طرح کولمبس نے دنیا کو ملک امریکہ کے درشن کرائے۔ اسی طرح مہان یوگی۔ پرم تپسوی مہرشی پر اپکاری دیانند نے ویدک لٹریچر کے گمشدہ خزانہ کے درشن کرائے۔ اور خود اس سمندر سے رتن نکال نکال کر دکھا دئے۔ مغربی تہذیب زندگی اور موت کے جن معموں کو ابھی تک حل نہیں کر سکی۔ ان کا حل ویدک علم ادب میں موجود ہے۔ موجودہ اور آنے والی نسلیں پرم تپسوی دیانند کے احسانوں کو کبھی نہیں بھول سکیں گی۔

۱۱۴۔ شریمتی کستورا بائی جی

(دہرم پتنی شری مہاتما گاندہی جی)

سوامی دیانند جی کی زندگی میں سچائی اور صداقت کی کھوج دیکھ پڑتی ہے اس لئے محض آریہ سماجیوں کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ ساری دنیا کے لئے وہ قابلِ تعظیم ہیں۔

۱۱۵۔ شریمتی پرکاش دیوی جی

(سپتری شری دیوگرو بھگوان دیو سماج کے بانی)

یہ نظارہ مجھے بہت ہی خوشی دیتا ہے کہ مہرشی دیانند نے آدمیوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی ابھارنے اور ان کی بھلائی کرنے کا مقدس ترین کام کیا۔ مہرشی کے اندر جو رحم کا مادہ (بھاؤ) تھا۔ وہ اچھل پڑا۔ اور اس نے عورتوں کی بری حالت دیکھ کر۔ اُن پر ترس کھایا۔ ان کی ایک یہ بھی خاص بات تھی۔ کہ جب کبھی عورتیں ان کے پاس آن کر عرض کرتیں۔ کہ مہاراج ہمیں کچھ نصیحت کریں یا کوئی اپدیش سنا دیں۔ تو بال برہمچاری فوراً جواب دیتے۔ کہ تمہارے شوہر ہی تمہارے گرو ہیں۔ ان کی خدمت کرنی تم پر واجب ہے۔ کبھی سادھو کو گرو نہ ماننا چاہیئے۔ تم علم حاصل کرو۔ اور اپنے شوہروں کو یہاں بھیجا کرو۔ اور انہیں کے ذریعہ میری پند و نصائح سے فائدہ اٹھایا کرو۔ مبارک ہے وہ قوم جس کے اندر رشی دیانند کی تقلید کرنے کا جذبہ زبردست طور پر پایا جاتا ہے اور مبارک ہے وہ دیش۔ جس کے باشندے اپنے اندر اس مہرشی کے لئے ادب و احترام کا جذبہ رکھتے ہیں۔

۱۱۶ پنڈتہ کوشلیا دیوی جی

(پروفیسر کوئین میریز کالج لاہور)

(دہرم تپنی سورگباشی پروفیسر حشمت رائے جی گورنمنٹ کالج لاہور)

دیانند نہ صرف ویدوں کا سکالر تھا۔ بلکہ ساتھ ہی موجودہ مغربی گیان بھی اسے تھا۔ یہی سبب ہے۔ کہ آج کے سوالوں کو وہ برسوں پہلے ہی حل کر کے چھوڑ گیا۔ مانا کہ بنارس میں اسوقت بھی ایسے پنڈت موجود ہیں۔ جو ویدوں کے سکالر کہلا سکتے ہیں۔ لیکن ادھونک گیان (موجودہ وقت کے علوم وفنون) سے بالکل ناواقف ہونے سے وہ ملک کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ رشی دیانند برہمچاری ہی نہ تھا۔ بلکہ صدیوں سے معدوم ہوئے ہوئے برہم چریہ آشرم کو نئے سرے سے ظاہر کرنے والا اس دیش میں محض ایک وہ ہی تھا۔

۱۱۷ شہید اکبر پنڈت لیکھرام جی مصنّف

(تاریخ دنیا۔ صحبت الاسلام وغیرہ وغیرہ)

سوامی جی بھارت ورش کی آنکھیں کھول کر اس میں "نیتر انجن" ڈال گئے ہیں۔ جس سے بھارت ورش اب جہالت کی نیند میں نہیں پڑیگا۔

۱۱۸ شری سوامی درشنانند جی سرسوتی

سوامی جی نے اندھی شردھا کے زمانہ میں منطق اور فلاسفی سے پُر بے شمار قیمتی خیالات کا اظہار کیا۔ جس سے دنیا حیران ہے۔

۱۱۹۔ شری پنڈت گنیتی جی شرما

سنہ ۱۹۰۶ء میں بمقام شری نگر کشمیر سنسکرت زبان میں جو مباحثہ سورگباشی شری مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کی زیر صدارت پنڈت جی کا اور ایک انگریز پادری کا ہوا پادری جو بنارس سے چل کر وہاں پہنچا تھا۔ اور بھرے دربار میں زبان سنسکرت میں ہی اس نے بولنا شروع کیا۔ اور ہندو دہرم کی کڑی سمالوچنا اس نے کر ڈالی۔ کسی سناتنی پنڈت کو ہمت نہ ہوئی۔ کہ وہ جواب دے سکے۔ اس پر بہ سفارش بھگت نرائن داس جی ایم۔ اے گورنر جموں مہاراجہ صاحب نے پنڈت گنیتی جی شرما کو اجازت دی۔ کہ وہ پادری صاحب کے اعتراضات کا دربار میں کھڑے ہو کر جواب دیویں۔ اس پر پنڈت جی نے پادری جی کی وہ خبر لی۔ کہ وہ میدان سے بھاگ گیا۔ اور ہندی میں بولنا شروع کر دیا۔ مہاراجہ صاحب نے پنڈت صاحب کی بہت ہی عزت افزائی کی اور انعام دیا۔

ان کی رائے

جیسے کمارل بھٹ نے ایک عجیب و غریب کام کیا ہے۔ ویسے ہی اس سائنس کے زمانہ میں سوامی دیانند جی نے کیا ہے۔

۱۲۰۔ پروفیسر شیو پادسُندرم بی۔ اے

(وکٹوریہ کالج جیفنہ سیلون)

سوامی دیانند نے پنجاب کو حقیقی معنوں میں پنیہ بھومی بنا دیا ہے۔ میری جنم بھومی دہرم سے خالی ہے۔ دہرم سے لوگ بالکل غافل ہو رہے ہیں۔ میں نہیں جانتا۔ کہ اس ملک میں دہارمک زندگی کب پیدا ہو گی۔ اس زمین

پر بھی ایک دیانند کو جنم لینا چاہیئے۔

۱۲۱۔ پنڈت نارانا تھ

(ترک واچستی بھٹاچاریہ کلکتہ)

تعجب کی بات ہے کہ جب ہم نے سوامی دیانند جی مہاراج سے سوالات کئے۔ تب خیال تھا۔ کہ کوئی دنیا بھر میں جواب دینے والا نہیں۔ مگر انہوں نے دم بھر میں جوابات دے دیئے۔ (منقول از سوانحری سوامی دیانند جی)

۱۲۲ مسٹر اے۔ بی گڈوانی

(آچاریہ پریم مہا ودیالیہ بندرابن)

بھارت ورش کے چوٹی کے لیڈروں میں رشی دیانند کا نام خاص طور سے ذکر کرنے کے قابل ہے۔ "آتم وشواس کی اٹلتا" (مستقل مزاجی اور خود اعتمادی) ان کا مول منتر تھا۔ ستیہ سورج کی کرنوں کی جوت سے جگمگا کر انہوں نے نہ تو گھر کی پرواہ کی۔ اور نہ سکھ کی فکر۔ ستیہ کی تلاش میں سوامی جی نے بڑی تکلیف سہی۔ لیکن ہندو دھرم کو از سر نو زندہ کرنے کے لئے انہوں نے جو کچھ جد وجہد کی۔ اس کا بدیہی پھل ہم آج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ رشی دیانند انقلاب لانا چاہتے تھے۔ کیونکہ بھارت ورش کو پھر سے ویدک تہذیب کی طرف لانے کے لیئے بہت کوشاں تھے۔

۱۲۳ ایشری پرنس نریندر شمشیر جنگ رانا بہادر نیپال

مہا بھارت کے جنگ کے بعد ہندو قوم دن بدن حملوں کے مارے لیسے

گڑھوں میں گر چکی تھی۔ جس کے بچنے کی امید ناممکن سی ہو رہی تھی۔ لیکن پرماتما کی عجیب لیلا ہے۔ وہ ہمیشہ بھگتوں کا امتحان کرتے ہیں۔ جب کہ لوگ اپنے دہرم کو چھوڑ کر دھڑا دھڑ بے دین ہوتے چلے جاتے تھے۔ ہندو دہرم کا نام لیوا کوئی نہ تھا۔ ایسے وقت میں پرم پتا پرماتما نے اپنے اصول کیمطابق دہرم و قوم کی حفاظت کے لیئے اپنے پرم بھگت اور پیارے بیٹے بال برہم چاری سوامی دیانند جی کو روانہ کیا۔ جنہوں نے ہندو قوم کو بیدین ہونے سے بچایا۔ بلکہ بھول سے گئے ہوئے بھائیوں کو واپس لینے کا بھی راستہ دکھلایا۔ جس کی وجہ سے ہندو قوم قائم اور آگے سے بھی مضبوط نظر آتی ہے۔ اس کے لیئے سوامی دیانند کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے جس نے ایسے نظاروں کے دکھلانے کے لیئے سڑک تیار کی۔

۱۴۔ ہز ہائی نیس مہاراجہ ہیرا سنگھ

(والیئے نابھہ)

گروکل کانگڑی کے پستکالیہ (کتب خانہ) میں مہرشی دیانند کا چیتر (تصویر) دیکھ کر مہاراجہ صاحب کے دل میں خاص اثر ہوا۔ اور آہ سرد بھر کر آپ نے اس وقت جو فرمایا۔ اس سے ٹپکتا تھا کہ رشی دیانند نے اس دیش پر جو احسان کیئے ہیں۔ اور اس کے سدھار کی کوشش میں جو جوکشٹ (تکلیفات) اٹھائے ہیں۔ اُن کو شریمان اچھی طرح سے محسوس کرتے ہیں۔

(ستیہ دہرم پرچارک ۱۵ بیساکھ سمت ۱۹۶۳ صفحہ ۱۰)

۱۲۵ ایسر راجہ ناہر سنگھ جی

کے سی۔ آئی۔ ای شاہ پور (راجپوتانہ)

آج ہندوستان کے لیڈر ہندی کو قومی زبان ہونے کی عزت دینے لگے ہیں۔ لیکن آج سے پچاس برس پہلے مادری زبان گجراتی ہونے پر بھی اپنی سب کتابوں کو ہندی میں لکھ کر دیانند نے اپنی عجیب دور اندیشی کا جو ثبوت دیا ہے۔ اس کی مثال ہندوستان کے ریفارمروں میں شاید ہی کہیں ملے۔

۱۲۶۔ بابو لکشمن سروپ

ایم۔ اے۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس

(پروفیسر اورینٹل کالج لاہور)

میرا خیال ہے۔ کہ بچپن کی شادی۔ پورانوں کی تعلیم۔ عورتوں کی تعلیم اور مجلسی مشکلات شاید موجودہ تعلیم سے بھی حل ہو جائیں۔ لیکن سوامی دیانند نے جو ایک نہایت ہی ضروری کام سرانجام دیا ہے۔ اور جو ان کے بغیر ہو نہیں سکتا تھا۔ اور جیسے میں ان کے سب کاموں سے افضل سمجھتا ہوں۔ اور جس کا اثر آئندہ آنے والی نسلیں محسوس کرینگی۔ وہ یہ ہے۔ کہ سوامی دیانند نے سب سے پہلے ہم کو یہ بتلایا۔ کہ ہمارا ماضی زمانہ نہایت ہی شاندار ہو گزرا ہے۔ ہمارے بزرگ وحشی نہیں تھے۔ بلکہ وہ رشی منی نہایت ہی تیز فہم اور باریک بیں فلاسفر تھے۔ جو کہ قدرت کے تمام اصولوں کو جانتے تھے۔

۱۲۷ پروفیسر رچی رام ساہنی

(ایم۔ اے۔ گورنمنٹ کالج لاہور)

جب کبھی عظیم ہستیاں دنیا میں نمودار ہوتی ہیں۔ تو سنسار کے وایو منڈل میں ایک زبردست انقلاب پیدا ہوجاتا ہے۔ کیونکہ پرانے خیالات کی سوسائٹی نئے خیالات کی تیزی کو برداشت نہیں کرسکتی۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے۔ لوگ اِن زبردست شخصیتوں کے اصولوں کو جذب کرنا سیکھ جاتے ہیں۔ اور ایک طرح کی تسکین محسوس کرنے لگتے ہیں۔ یہی حالت سوامی دیانند جی اور ان کے سچے پیروؤں کے متعلق ہوئی۔ دیانند دنیا میں آیا۔ اور ایک رَو چلا گیا۔ لوگ اس کے سب خیالات سے متفق ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن وہ اس کے احسان کو کبھی بھول نہیں سکتے۔ کیونکہ اس نے اپنی زندگی سے بتلا دیا ہے۔ کہ جن کی آنکھوں کے سامنے کوئی آئیڈیل (اُدّیش یا معراج) ہو۔ وہ کس طرح کام کیا کرتے ہیں۔

جس وقت سوامی جی اس دنیا سے چلے گئے۔ مجھے یاد ہے۔ کہ اس وقت کیسی ہاہا کار مچ گئی تھی۔ انہیں دنوں جزائر جاوا میں ایک آتش فشاں پہاڑ جس کا نام کراکاٹاؤ ہے پھٹ گیا تھا۔ اور اس کی گرد ساری دنیا میں پھیل گئی تھی۔ جس سے آسمان کے رنگ میں شام کے وقت طرح طرح کی تبدیلیاں دکھائی دیتی تھیں۔ کبھی آسمان کا رنگ سبز ہوجاتا تھا۔ کبھی لال۔ اور کبھی کوئی اور رنگ۔ گویا ساری دنیا میں بھی ایک قسم کا کولاہل مچ گیا تھا۔

(پرکاش کارشی نمبر)

۲۲۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء

۱۲۸۔ امر شہید شری سوامی شردھانند جی مہاراج

چیئرمین استقبالیہ کمیٹی امرت سر کانگریس ۱۹۱۹

بانیٔ "گروکل ہردوار" "شدھی تحریک"۔ "ہندو سنگھٹن"

میں نے پنڈت کیشب چندر سین۔ بابو لال موہن گھوش۔ بابو سریندر ناتھ بنرجی۔ مسز اینی بیسنٹ اور دیگر بہت سے مشہور لیکچراروں کی تقریریں سنی ہیں۔ اور وہ بھی ان کے زمانہ عروج میں۔ لیکن میں صدق دل سے کہتا ہوں۔ کہ جو اثر مجھ پر بریلی میں سوامی جی کے ایک لیکچر کا ہوا۔ اور جو فصاحت مجھے سادہ الفاظ میں معلوم ہوئی۔ وہ اب تک تو دکھلائی نہیں دیتی۔ آئندہ کی ایشور جانیں۔ "ستیہ کی طاقت" پر مہاراج نے بولنا شروع کیا۔ پہلے روز والے سب صاحبان انگریز علاوہ پادری سکاٹ کے موجود تھے۔ کوئی شخص حرکت نہیں کرتا تھا۔ اس لیکچر کے چند ایک لفظ مجھے مرتے دم تک یاد رہیں گے۔ رشی نے فرمایا۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ سچائی کو مت ظاہر کرو۔ کلکٹر ناراض ہوگا کمشنر ناخوش ہوگا۔ گورنر سزا دیگا۔ ارے! چکرورتی راجہ کیوں نہ ناخوش ہوں۔ ہم تو ستیہ ہی کہیں گے۔ اس کے بعد اس اُپنیشد "واکیہ" الفاظ کو پڑھ کر جس میں لکھا ہے۔ کہ آتما کو نہ کوئی ہتھیار چھید ن کر سکتا ہے۔ اور نہ آگ جلا سکتی ہے۔ گرجتی ہوئی آواز میں بولے۔ یہ جسم تو فانی ہے۔ اس کی حفاظت میں مشغول ہو کر پاپ کرنا بے فائدہ ہے۔ اسے جب آدمی کا دل چاہیے۔ برباد کر دے۔ پھر چاروں طرف اپنی تیز آنکھوں کی روشنی ڈالکر سنگھ ناد کرتے ہوئے فرمایا۔ لیکن وہ شور بیر آدمی مجھے دکھلاؤ۔ جو کہ یہ دعوے کرتا ہو کہ وہ میرے آتما کی بربادی کر سکتا ہے۔ جب تک ایسا بہادر اس دنیا میں

دکھلائی نہیں دیتا۔ میں یہ سوچنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوں۔ کہ آیا میں سچائی کو دبا دیتا یا نہیں۔ مجھے اپنے ناستک پن کا بڑا غرور تھا۔ گو سوامی جی کا کل اُپدیش مجھے اچھا معلوم ہوتا تھا۔ تاہم میں دل میں یہی سوچا کرتا تھا۔ کہ اگر ایک ایشور اور وید کو ماننا سوامی دیانند جی چھوڑ دیں۔ تو پھر دنیا میں کوئی بھی عالم ان کا مقابلہ کرنے والا دکھائی نہیں دیتا۔ میں نے غرور میں آ کر پہلی مرتبہ محض بحث کی خاطر ایشور کے بارے میں اعتراض کئے۔ لیکن پانچ منٹ میں میری زبان بند ہو گئی۔ آخر کار چاروں طرف سے دلیل میں بند ہو کر میں نے کہا۔ مہاراج! آپ کی عقل بڑی تیز ہے۔ آپ نے میری زبان بند کر دی لیکن مجھے یقین نہیں دلایا۔ کہ پرمیشور کوئی ہے۔ دوسری اور تیسری مرتبہ بھی اسی طرح پانچ پانچ منٹ میں میری زبان بند ہو گئی۔ جب تیسری مرتبہ بھی میں نے لاچار ہو کر وہی جواب دیا۔ تب مہاراج پہلے تو ہنس پڑے۔ پھر سنجیدگی سے فرمایا۔ دیکھو۔ تم نے سوال کئے۔ میں نے جواب دئے۔ یہ دلیل کی بات تھی۔ میں نے کب اقرار کیا تھا۔ کہ میں تمہارا یقین ایشور پر کرا دوں گا۔ تمہارا یقین ایشور پر اس وقت ہوگا۔ جبکہ ایشور تمہیں خود اپنے اوپر وشواس کرائیں گے۔ میں اس وقت تو ناستک کا ناستک ہی رہا۔ اور اس کے بعد عرصہ تک اَوشواس کی گہری غار میں گرا رہا۔ لیکن جب کہ میرے سنبھلنے کا موقعہ آیا۔ دلیل کی گنجائش نہ رہی۔ جہاں بڑی بڑی دلائل پادریوں مولویوں اور پنڈتوں کی ناکام واپس گئیں۔ جہاں دیانند جیسے یوگی راج کی دلیل نے بھی تسلی نہ دی۔ وہاں پرماتما نے خود اپنے اوپر وشواس کرایا۔ اور اسوقت مجھے رشی کا کتھن یاد آیا۔ اور میں نے ان کی بزرگی کے آگے سر جھکایا۔ اور بے اختیار میرے دل سے یہ آواز نکلی۔ کہ "دیانند سچا رشی تھا"۔

منقول از لائف آف سوامی دیانند
مصنفہ پنڈت لیکھرام جی

۱۲۹ شری مہاتما ہنسراج جی بی۔اے

سابق پرنسپل دیانند کالج لاہور
(لیڈر آف دی آریہ سماج)

اگرچہ وید نام ماتر موجود تھے۔ مگر ویدوکت تعلیم نہ تھی۔ میکس مولر گریفتھ کے ترجمے موجود تھے۔ اور انگریزی تعلیم یافتہ برملا کہتے تھے۔ کہ وہ ان ترجموں کی مدد سے چار دن میں ویدوں کے مضامین سے واقفیت حاصل کر سکتے ہیں۔ سائین آچاریہ کا بھاشیہ بھی ویدوں پر موجود تھا۔ مگر یہ سارے ترجمے اور بھاشیہ اصلی ویدک تعلیم اور ویدوں کے اصلی مطلب و معانی کو ظاہر کرنے سے معذور تھے۔ سوامی دیانند نے ویدوں کے سورج کو اصلی شکل میں بھارت کے آسمان پر آشکارا کیا۔ اندھیرا موجود تھا۔ مہان آتمائیں اس اندھیرے اور اگیان کو دیکھ کر دکھی ہوتی تھیں۔ اور اس اندھکار کو دور کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔ لیکن کوئی کوشش کارگر نہ ہوتی تھی۔ کسی نے اپنیشدوں تک رسائی حاصل کی۔ اور اپنیشدوں کو پڑھ کر فیصلہ دے دیا کہ یہی وید ہیں۔ چار ودیارتھی برہم وید پڑھنے کے لئے کاشی بھیجے گئے۔ اور انہوں نے واپس آکر فیصلہ دے دیا۔ کہ ویدوں کی تعلیم ناقابل عمل ہے سوامی دیانند کا سب سے بڑا کام یہ تھا۔ کہ انہوں نے ویدوں کی ضرورت کو قائم کیا

(دہرم اپدیش مالا صفحہ ۲۰۲)

ایک دوسرے موقعہ پر

جسوقت حضرت مسیح کا اُپدیش ہوُا۔ تو کس کو معلوم تھا۔ کہ فلسطین کے رہنے والے ایک فقیر کے سامنے دنیا کے بڑے بڑے تاجدار اپنا سر جھکائینگے اور اس کے اُپدیش دُنیا کے مختلف ممالک میں پھیلیں گے۔ اسی طرح اس وقت یہ یقین کرنا مشکل ہے۔ کہ ویدک دہرم یوُرپ یا امریکہ یا ایشیا کے دوسرے حصوں میں پھیلیگا۔ مگر سچے وشواس میں بڑی طاقت ہے۔ اور رشیوں کا بل بھی اگادھ (بے حد) ہوتا ہے۔ پرماتما کی طاقت بے حد ہے۔ ہمارا یہ یقین ہے۔ کہ رشی دیانند کا اُپدیش جو انہوں نے ویدوں سے لیا ہے۔ اور جس کے ظاہر کرنے کے لئے انہوں نے ستیارتھ پرکاش وید بھاشیہ بھومکا لکھے ہیں۔ کسی نہ کسی وقت دنیا کو اپنا چمتکار دکھائے گا۔

(آریہ گزٹ ۲۵ر فروری ۱۹۳۳ء)

۱۳۰۔ آنریبل راجہ موتی چند

سی۔ آئی۔ ای بنارس

سوامی دیانند سرسوتی ہندو قوم کے سچے محافظ تھے۔ ان کی ذات پاک سے ہندو جاتی کو بہت ہی فائدہ پہنچا ہے۔ جس کے لئے وہ ہمیشہ ان کی ممنون رہے گی۔

۱۳۱۔ لالہ گیا پرشاد سنگھ صاحب

ایم۔ ایل۔ اے

اِستری شکشا۔ اچھوت اُدّھار کی تحریک کو جو فروغ حاصل ہوُا ہے۔ وہ کیول سوامی دیانند جی مہاراج کی بدولت ہوُا ہے۔ انہوں نے ہری جنوں کی

بھلائی اور بہبودی کے لئے بڑا لاثانی کام کیا ہے۔ ابلاؤں کی حالت کو اُونچا کرنے میں انہوں نے خاص طور سے بڑا پریشرم کیا۔

۱۳۲۔ لالہ دینا ناتھ صاحب

سابق ایڈیٹر "ہندوستان۔ ہمالیہ" لاہور

انیسویں صدی تاریخ عالم میں سب سے اہم اور سب سے بڑی صدی مانی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے کہ جتنے بڑے انسان اس صدی میں پیدا ہوئے اس کا عشر عشیر بھی اس سے پہلے کسی ایک صدی میں پیدا نہیں ہوئے.....

..... میرے خیال میں یہ فیصلہ کرنے کے لئے۔ ہمارے سامنے کافی واقعات موجود ہیں۔ کہ انیسویں صدی میں وہ کون تھا۔ جو ہندوستان میں سب سے بڑا آدمی ہو گزرا ہے۔ واقعات یقیناً بے خطا اور عیاں طور پر بتا رہے ہیں۔ کہ جس بلند ہستی کو یہ فخر حاصل ہُوا۔ وہ دیانند سرسوتی تھا۔ وہ سائنس دان تھا۔ فلاسفر تھا۔ ایک آتش بیان تقار اور جادو نویس مصنف تھا۔ وہ محب وطن اور زبردست سیاست دان تھا۔

(تفصیل کے لئے مضمون صفحہ ۱۴ پرکاش مورخہ ۳۰ ۱۱/۲۲)

۱۳۳۔ رائے بہادر ڈاکٹر متھرا داس صاحب

اسسٹنٹ سرجن موگہ (پنجاب)

(ہندوستان بھر میں آنکھوں کا زبردست تریں معالج)

نئے زمانہ کے بنانے والے موجودہ عہد میں نئی روح پھونکنے والے رشی دیانند کا نام صرف بھارت ورش ہی نہیں۔ بلکہ ساری دنیا کی تاریخ میں امر رہیگا۔

رشی کے جنم نے پھر بھارت ماتا کو بہادر سپوت پیدا کرنے والی زمین ہونے کا فخر بخشا ہے۔ بہادری کا سچا روپ سچ اور تپسّیا ہے۔ پراچین تہذیب کے سچّے پُتر رشی نے اپنے روح و جسم کو تپسّیا کے کٹھور سانچے میں تپایا۔ اس لئے رشی کے اعلےٰ چال چلن اور تپسّیا کے کارن میرا سران کے مبارک قدموں پر جھک جاتا ہے۔ سچ کے لئے رشی کے اندر جوش تھا۔ وہ سچ کے سچے پجاری سچ پر اٹل رہے۔ دنیاوی خواہشات رشی کو ڈانواں ڈول نہ کر سکیں۔ رشی کی مقدس زندگی ستیہ کی جھلک ہے۔ اس لئے اس کے لئے میری شردھانجلی ہے۔ رشی نے محتاجوں کو اپنایا۔ عورتوں کو جگایا۔ وہ سچا کرم یوگی تھا۔ اس کی سچّی آتما سچ کا گیت گاتی ہوئی پرماتما میں سما گئی۔ جس کی لہر تا ابد سچ کے پیغام کو سناتی رہیگی۔ (پرکاش کا دیانند نمبر ۲۲ ۳۰)

۱۳۱۴۔ رادھا سوامیوں کے گرو حضور

صاحب آنند سروپ جی مہاراج

(آگرہ دیال باغ)

آرین قوم نے مختلف وقتوں میں ایسے متعدد رہنما پیدا کئے۔ جن کی تعلیم کے زیر اثر لاکھوں کروڑوں افراد کی زندگی میں غیر معمولی خوشگوار انقلاب واقع ہوا۔ اور اگر تازہ تواریخ کی اوراق گردانی کی جائے۔ تو شری سوامی دیانند سرسوتی کا نام ان پاک ہستیوں کی فہرست میں نظر آتا ہے۔ جنہوں نے اہل ہند کو مغربی لہو ولعب کی زندگی کی تقلید سے ہٹا کر با مقصد زندگی بسر کرنے کا سبق دیا۔ اور جن کے پرتاپ سے آج دن ہندو قوم کا ہر فرد بشر اپنا دامن سنبھالنے کی کوشش میں منہمک نظر آتا ہے۔ مبارک ہے

وہ ملک جس میں ایسی پاک ہستیاں پیدا ہوں۔ اور مبارک ہے وہ سوسائٹی جسے ایسی پاک ہستیوں کی عزّت و یاد کرنے کا شعور حاصل ہے۔

(۳۰۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء۔ پرکاش لاہور)

۱۳۵۔ شری بُت بی داس

ایم۔ ایل۔ اے

شری سوامی دیانند موجودہ ہندوستان کے سب سے بڑے ریفارمر تھے۔ وہ ہندو قوم کو ذات پات کی زنجیروں سے نکال کر ایک عالمگیر دھرم بنانا چاہتے تھے۔ اس کا انہوں نے یتن کیا۔

۱۳۶۔ پروفیسر رام دیو جی

بی۔ اے۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس

(سابق گورنر گروکل کانگڑی ہردوار)

وقت آئیگا۔ کہ جب برلن۔ لنڈن اور نیو یارک میں دیانند کے بُت بنیں گے۔ جب روم (اٹلی) میں پوپ کے محل پر اوم کا جھنڈا لہرائیگا۔ اور مکّہ میں ہون یگیہ ہونگے۔ دیانند کی تعلیم کا اثر سلطنتیں محسوس کر رہی ہیں۔ اس نے بھارت ورش کو ایک نیا جنم دیا ہے۔ ٹائمز کا نامہ نگار بھی مانتا ہے۔ کہ سکھوں تک میں دھارمک جیون (روحانی زندگی) کا بیج آریہ سماج نے بویا ہے۔ یوروپ میں بھی دیانند کا ناد (نقارہ) بجنا شروع ہو گیا ہے۔ ڈیوس نے تو کہا ہی تھا۔ کہ یوگی دیانند کی تعلیم کی بھٹی میں جھوٹ اور جہالت جل کر راکھ ہو جائیں گی۔ لیکن موجودہ یوروپ کے رشی کونٹ ٹالسٹائی کے دل کو بھی

دیانند تسخیر کر رہا ہے۔ دیانند "دِگ وجے" جگت میں ہو رہا ہے۔ سچ پوچھو۔ تو یہ یگ ہی دیانند یگ ہے۔ بولو۔

"جگت گرُو۔ بھگوان دیانند کی جے"

۱۳۷۔ سورگباسی ٹھاکر جیرام سنگھ جی سسودیہ

(ایڈیٹر اخبار راجپوت ہیرلڈ۔ لنڈن)

سوامی دیانند مرتے دم تک انگریزی حکومت کا زبردست حامی اور سچا مدّاح رہا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ اور صاف و صریح طور پر کہا بھی کرتا تھا۔ کہ مجلسی برائیوں اور نقائص کی زنجیروں کو توڑ پھینکنے کے لئے پرماتما نے وہ بے نظیر موقعہ دیا ہے۔ جس کا مغلیہ اور مرہٹہ عہد میں خیال تک بھی نہ آسکتا تھا۔ وہ اس لئے بھی انگریزی راج کا ثنا خواں تھا۔ کہ اس عہد میں لوگوں کو اپنی ترقی واصلاح کے لئے ایک وسیع وائرہ بے خوف و خطر مِل گیا۔ سوامی دیانند اس امداد کو بڑی اچھی طرح محسوس کرتا تھا۔ جو انگریزی حکومت سے لوگوں کو اپنی مردہ ہڈیوں میں جان ڈالنے کے لئے ملتی تھی۔ اور اس لئے اس کو یقین تھا۔ کہ اسی عہد میں آریہ ورت صدیوں کی بے ہوشی کو دُور کر کے بیداری حاصل کر سکیگا۔ اور دنیا میں وہ نام پیدا کرے گا۔ جو کہ اس کے لئے مخصوص ہو چکا ہے۔ اس نے بھارت نواسیوں کو اُپدیش کیا۔ کہ اپنے مذہب کو اٹھانے کی جدوجہد میں ہمیشہ اس نکتہ کو یاد رکھو۔ کہ اپنی کوششوں کو ٹھیک طور پر لگانے کے لئے یہ ایک سنہری اور بے نظیر موقعہ ہے۔ اس نے انگریزی حکومت کے زیر سایہ لوہے کو چوٹ لگائی۔ جبکہ وہ گرم تھا۔ یعنی موقعہ سے فائدہ اُٹھایا۔ اور اپنے عالی شان مشن کی بنیاد رکھی۔ جس کا مُدعا ہندو جاتی کے پرانے دہرم کو

از سر نو زندہ کرنا اور مجلسی برائیوں کو دُور کرنا تھا۔ اور اخیر میں ان پُر مغز بلند خیال اور اُبھارنے والے صحت بخش اصولوں کی بنیاد ڈالنا تھا۔ جس سے ہندو جاتی پھر سے اپنے آدرش کو حاصل کرے۔ اور اچھی طرح جان لے۔ کہ وہ ایک اعلےٰ شریف اور عظیم الشان تہذیب کی مالک ہے۔ جس کی گذشتہ دنیا قائل اور تقلید تھی۔ سوامی دیانند مجلسی برائیوں۔ ریاکاری۔ ضعیف الاعتقادی اوّدیا۔ سچے دہرم میں چھوٹے چھوٹے اختلافات اور چھوٹے شخصی ذاتی فوائد کا کٹر دشمن تھا۔ ان خوفناک برائیوں کی سر توڑ مخالفت نے اس کے آتما میں ایک ایسی صداقت زبردست جوش۔ سچّی سرگرمی۔ خالص بھگتی اور اعلےٰ امنگ پیدا کر دی تھی۔ کہ وہ فلاسفروں کا شہزادہ اور روحانی مسائل میں سرتاج اور رہنما مانا گیا۔ پرماتما نے اُسے ایک وسیع دل اور وشال ہردیہ عنایت ہؤا تھا۔ اس کی بے غرض۔ بے ریا اور ڈراونے والی سرگرمی نے اس کے ہاتھ میں دلیل اور فلسفہ کی ایسی زبردست شمشیر بُرہان دی تھی۔ کہ جس کی تیز دہار کے آگے تمام فضول اور بوسیدہ دلائل اور واہیات توہمات پاش پاش ہو گئے۔ وہ دہرم اور سائینس کا تپلا تھا۔ اور اس نے دونو کو ملا کر ایسے اصول پیش کئے۔ کہ جن سے کل مروجہ مذاہب سے بڑھ کر زیادہ زبردست زیادہ مفید و صحت بخش زیادہ سنجیدہ اور زیادہ معقول دہرم کی جو اس کے لاثانی اور بے نظیر دماغ سے اخذ ہو سکتا تھا۔ بنیاد پڑ گئی۔ سب سے بھاری اصول جو اس کی تعلیم کی کلید یعنی کنجی ہے۔ اور زبردست سے زبردست خواہش جو اس کے مشن کی تہ میں کام کرتی تھی۔ ہندوستان میں باہمی اتفاق کا سوال ہے۔ ہندوستان کو متفق کر کے وہ آخیر میں کل دنیا کو پریم اور سنگھٹن کے احاطہ میں لانا چاہتا تھا۔

۱۳۸ سورگباسی چودھری رام بھجدت جی

بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی

(سابق پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب)

اپنے وچاروں کو ظاہر کرنے کے لئے جو ستیارتھ پرکاش اس پرم یوگی مہرشی دیانند سرسوتی جی نے تصنیف کیا ہے۔ اس میں سب سے پہلا اصول جو انہوں نے پیش کیا۔ وہ ستیارتھ پرکاش کے شروع میں ہی دیا ہے۔ کہ میں کوئی نیا مذہب اپنی طرف سے ظاہر کرنے کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ میرا دھرم وہی ہے۔ جو کہ برہما سے لیکر جیمنی تک تمام رشی منی مانتے اور کرتے چلے آئے ہیں۔ اور آج بھی دنیا بھر میں جتنے نیک اشخاص ہیں۔ وہ اسی مت کو مانتے ہیں۔ اور ایسا ہی کریں گے۔ یہ اس رشی کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ جس میں انہوں نے تسلیم کیا ہے۔ کہ تمام دنیا کے عیسائی مسلمان یہودی اور بدھ اور دیگر طرح طرح کے خیالات اور عقیدے رکھنے والے دھرم اولمبیوں کا اصلی اصول ایک ہی ہے۔ ان کا یقین اور ان کا عمل متفقہ اور مشترکہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ رشی نے تمام مذاہب کے مروجہ اصولوں میں سے کئی ایک اصولوں کی تردید کی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ انہوں نے جو بائبل اور قرآن وغیرہ میں سچائیاں درج ہیں ان کا احترام نہیں کیا۔

ان کا صاف اُصول تو یہ ہے۔ کہ دنیا بھر کے تمام نیک آدمی جو چلن چل رہے ہیں۔ وہی ان کا اصول اور آچار بیوہار ماننے لائق ہے۔

(آریہ گزٹ)

۱۳۹۔ شری ستیش چندر رائے بنرجی

(پرنسپل دیال سنگھ کالج لاہور)

مہرشی دیانند آریہ سماج کے قابلِ تعظیم بانی پہلی جماعت کے ایسے رشیوں میں سے تھا۔ جس نے ویدک گیان کی عظمت کو سمجھ کر اور اس پر کھڑا ہو کر اپنے دیش کو ویدوں کے راستہ پر چلانا اور آرین تہذیب کو واپس لانا چاہا۔ سنسکرت کا مہا ودوان۔ ستیہ کا متلاشی۔ یوگ میں ماہر۔ اور تپ میں رنگا ہوا شری سوامی دیانند ہمارے سامنے ایک آدرش رشی کی تصویر ہے۔ ڈاکٹر مختلف رائیں رکھتے ہیں۔ لیکن رشیوں کی رائے ایک ہوتی ہے۔ میں مہرشی دیانند کی تعلیم بہت اچھی طرح سے سمجھ سکتا ہوں۔ جس وقت میں مہرشی دیویندر ناتھ ٹاگور کی تعلیم سامنے رکھتا ہوں۔ سادھارن طور پر ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک گرہستی شاہی ناز و نعمت میں پلا اور دوسرا اُونچیہ کوٹی کا رشی اور تیاگی ہے۔ ان میں چاہے کئی اختلاف ہوں۔ لیکن جذبات و خیالات کی ایکتا صاف طور پر دکھائی دیتی ہے۔ دونوں ہی پرماتما اور اس کے بچوں کی خدمت گزاری میں مست تھے۔ دونو سچے دھارمک پرش تھے۔ اور اپنا سب کچھ لوگوں کی دھارمک تعلیم کے لئے خرچ کر رہے تھے۔

(آریہ گزٹ ۱۲ ۲/۲)

۱۴۰۔ سوامی ستیانندجی مہاراج

(آریہ سماج کا نہایت شیریں زبان پرچارک)

سوامی جی میں کوئی ایسی غیبی طاقت تھی۔ کہ وہ اپنے عہد کے تمام عُلما میں

ممتاز اور ہر دل عزیز تھے۔ مسلمانوں کے نامور لیڈر سر سید احمد خاں صاحب سوامی جی کے مداحوں میں سے تھے۔ پادری سکاٹ جیسے مشہور آدمی بھی اُن کی عزت کرتے تھے۔ کئی موقعوں پر انہیں گرجا میں لیکچر کے لیے مدعو کیا گیا۔ لاہور میں مسلمانوں نے اپنا مکان ان کے قیام کے لئے دیا۔ برہمو سماج کے شری کیشب چندر سین بھی آپ کی تعریف کرتے تھے۔ مہرشی دیوندر ناتھ ٹاگور بھی آپ کے ثناخواں تھے۔ اور جسٹس مہادیو گوبند راناڈے تو آپ کی بھگت مالا کے خاص موتی تھے۔ مہاراج کی اعلےٰ زندگی کا مطالعہ کرتے وقت ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آجتک جسقدر بھی بڑے آدمی گزرے ہیں۔ ان سب کی تمام خوبیاں ان میں موجود تھیں۔ وہ خوبی خوبی نہیں۔ جس کا نشوونما ان کی ذات میں نہ ہؤا ہو۔

ان کا ہمالیہ کی چوٹیوں پر گھومنا۔ بندھیاچل کی یاترا کرنا۔ نربدا کے کنارے چکر لگانا۔ اور سادھو سنتوں کے درشن کرنا شری رام کی یاد کراتا ہے۔ کرنواس میں کرن سنگھ کی بجلی کی مانند چمکتی ہوئی تلوار کو دیکھ کر بھی مہاراج نہ گھبرائے۔ اور اسے کہنے لگے۔ کہ روح امر ہے۔ اجر ہے اور اُسے کوئی برباد نہیں کرسکتا۔ یہ واقعہ اور ایسی ہی دیگر باتیں شری کرشن کی تصویر کو سامنے کھڑا کر دیتی ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ سامنے کھڑے بول رہے ہیں۔

اپنی پیاری بہنیں اور چچا کی موت پر ویراگ کے خیال سے لنگوٹی باندھ کر بنوں میں پھرنا۔ اور سخت ریاضت کرنا اور آخر میں موت کو فتح کر کے پرماتما کے برہم آنند میں محو ہو جانا مہاتما بودھ کی زندگی کی مانند ہے۔ دین دکھیوں اپاہجوں اور یتیموں کو دیکھ کر سوامی جی کے دل میں وہ جذبات موجزن ہو جاتے

ہیں۔ جو یسوع مسیح کے دل میں تھے۔ قابل پنڈتوں کے روبرو سوامی جی شنکر آچاریہ کی صورت میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔

ایک ایشور کا پرچار کرتے وقت اور باہمی اخوت کے خیال پھیلاتے وقت سوامی جی حضرت محمدؐ صاحب معلوم ہوتے ہیں۔ ایشور کے بھجن گاتے ہوئے جب سوامی جی اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں۔ تو ان کی آنکھوں میں ایشور پریم کے آنسو آجاتے۔ اور ان کے رخسارے اس محبّت کے پانی سے تر ہو جاتے اس وقت سنت رام داس کبیر نانک داڈو چیتن اور ٹیکا رام کا سماں بندھ جاتا ہے۔ اور سوامی جی ان سب میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ آریہ تمدّن کی محافظت کے وقت وہ بہادر پرتاپ سیواجی اور گرو گوبند سنگھ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں (منقول از دیانند پرکاش)

۱۷۔ پنڈت مول شنکر دیارام

(دیوان ریاست دہرول)

سوامی دیانند ایک مہاپرش تھا۔ سوامی جی نے ہندو قوم پر بڑے احسان کئے ہیں۔ اور ایک ہندو جاتی ہی کو نہیں بلکہ بھارت ورش کے تمام مذاہب کو ان کا ممنون ہونا چاہیئے۔ سوامی جی کا مشن عظیم تھا۔ کسی ایک ملک یا قوم تک ان کا پریم محدود نہیں تھا۔ وہ بنی نوع انسان کے سچے بہی خواہ تھے۔ ویدوں کے مکمل عالم تھے۔ اور ویدوں کی تعلیم کو تمام دنیا کے لئے مفید اور ضروری سمجھتے تھے۔ سوامی جی نے ویدوں کا بھاشیہ (ترجمہ) کیا ہے۔ ہندو قوم اگر ان کے سب احسانات کو بھلا دیوے۔ تو بھی دیانند کا یہ ایک اکیلا کام ہندو قوم میں ہمیشہ عزّت کی نظر سے دیکھا جائیگا۔ لوگوں کے دل کو اپنی

طرف کھینچ لینے میں سوامی جی میں بڑی عجیب و غریب طاقت تھی۔ رحم۔ بھلائی اور حب الوطنی ان کے ریشہ ریشہ میں بھری پڑی تھی۔ وہ برہم چاری تھے۔ جتیندری اور یوگی تھے۔ وہ نڈر اور آزاد خیال تھے۔ (پرکاش سنہ ۱۹۲۲ء)

۱۴۲۔ ڈاکٹر دھرم ویر جی

ایف۔ آر۔ سی۔ ایس۔ ڈی۔ پی۔ ایچ لاہور

مجھے علم طب سے لگن ہے۔ مجھے سوامی جی کے اعلےٰ گیان اور ودّیا کے جانچنے کا ایک اعلےٰ موقعہ ملا ہے۔ اس سے میرے دل میں جنم برہم چاری یوگی کی مقدس زندگی کے لئے عزت اور پریم دن بدن بڑھتا رہتا ہے۔ اور میں پرماتما کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ میری زندگی کے پہلے حصہ کا آریہ سماج سے بڑا گہرا تعلق رہا ہے۔ برہم چریہ۔ سولہ سنسکار۔ اولاد پیدا کرنے کے اصول۔ سبزی ترکاری کا کھانا کھانا۔ پرانایام وغیرہ۔ میری زندگی کے لئے کافی مضامین ہیں۔ جن میں اندولن کروں۔ Eugenics کے پروفیسر کے پاس یوگ کا مسئلہ یا گربھادہان کے سنسکار کا ذکر کیجیئے۔ وہ ان کے اعلےٰ اصولوں کو سمجھے گا۔ اور قدر کرے گا۔ سنتان اتپتی کے اصولوں پر Physiology کے پروفیسر کے ساتھ بات چیت کیجیئے۔ جس نے بھوجن کے مضمون پر خاص طور پر وچار کیا ہے۔ تو پھر پتہ لگیگا۔ کہ یہی صرف ایک بھوجن ہے۔ جو جسم کو صحّت ور رکھنے میں درجہ اول رکھتا ہے۔ "مرتک سنسکار" کا علم طب و علم صحّت کے ماہر سے بیان کرو۔ تو ان کو آریہ ورت کی اعلےٰ تہذیب کا پتہ لگے اور Ethnologist کی عقل کو چکر میں ڈال دے۔ یہ مضامین آریہ سماج کے ہیں اور ان کی بنیاد ودّیا پر ہے۔ اور اس کے قائم رکھنے کے لئے ودّیا اور گیان کی

ضرورت ہے۔ ستیہ گیان اور ستیہ ودّیا نش جاتی کو دن بدن ملتے جاتے ہیں دنیا کی Laboratory میں وِدوان لوگ تجربہ کر رہے ہیں۔ اور ویدک دھرم کے پھیلانے کے لئے اعلےٰ کام کر رہے ہیں۔ اس لئے آریہ سماج کا میرے خیال میں سب سے بھاری مشن یہ ہے۔ کہ جتنی طاقت ہو۔ وہ وِدّیا کے بھنڈاروں کے بنانے میں لگائے۔ جب تک کہ ودّیا کا پڑھنا اور پڑھانا جاری رہیگا سوامی جی کی آتما آپ سے مایوس نہیں ہو سکتی۔

(پرکاش ۲۲ ۲۲)

۳۴۔ شریمان لالہ وزیر چند صاحب

وکیل راولپنڈی

(پٹیالہ کیس میں جو دو آریہ ویروں کے برخلاف چلا تھا۔ آپ نے آریہ سماج کی بیش بہا خدمات انجام دیں۔ آپ سورگباسی لالہ رلارام جی گورنر گروکل گوجرانوالہ کے سپتر ہیں۔)

"سوامی دیانند وام مارگیوں کے ممبر رہے تھے۔ وہاں سے نیوگ لیا ہے"

لالہ وزیر چند جی جن کو قتل کی دھمکی بھی ہلا نہ سکی۔ اپنے آچاریہ کی شان میں مندرجہ بالا الفاظ برداشت نہ کر سکے۔ ان کے خون نے جوش مارا۔ اور ناظم برنالہ ریاست پٹیالہ کو مخاطب کر کے انہوں نے کہا:۔

وہ آتم درشی رشی جس نے عمر بھر برہم چریہ کا کٹھن برت دھارن کیا وہ لنگوٹ بند تپسوی۔ لنگوٹ کا جتی جس نے اپنا خون جگر سینچ کر بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے مکتی کا راستہ تیار کیا۔ وہ پریم اور پاکیزگی کا روشن ستارہ جس کی شاندار اور عجیب و غریب تعلیم یہ تھی۔ کہ اپنی عورت کے ساتھ بھی تمہاری

"کام ہستا" نہیں ہونی چاہئے۔ آج اس کو دام مارگی بتلایا جاتا ہے۔ انسانی برداشت کی کوئی حد ہوتی ہے۔ ہم نے سمجھا تھا۔ کہ ہم اجنبی ریاست کے مہمان ہیں بیٹھے بچن بولنے پر تو کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ مگر ہم پر گالیوں کی بوچھاڑ ہوتی ہے۔ کم از کم ہمارے آچاریہ رشی دیانند کا تو لحاظ کیا ہوتا۔ مگر شکایت کس سے کریں۔ ہم مصیبت زدوں کی فریاد صرف پرماتما سے ہے۔ جو کہ بے دردوں کا در ہے۔ پنڈت نراین پرساد جی بے تاب کی مشہور مُسدس میں سے چند اشعار:-

کنول دل کے کھلے ہیں یا صفیں ہیں دل کے داغوں کی
اسی دیپک سے نوبت آئی ہے گھر گھر چراغوں کی
اسی مالی نے تختہ بندی کی مذہب کے باغوں کی
اسی بلبل کے نغمہ سے دبی آواز زاغوں کی
دوائے دردِ دل اور زخم کا مرہم اسے کہئیے
اگر منصف ہے دل تو محسن عالم اسے کہئیے

(پرکاش سنہ ۱۹۱۶ء)

۱۴۴- آنریبل بابو آنند سروپ جی وکیل مرحوم کانپور

(سابق ڈپٹی پریذیڈنٹ کونسل یو پی)

سوامی دیانند پالیٹکس یعنی راج نیتی سے ناواقف نہ تھا۔ ہوم رول اور سوراجیہ کے شبد اس کے لئے نئے نہ تھے۔ لارڈ مارلے وزیر ہند نے جب وہ فقرہ اپنی تقریر میں کہا تھا۔ جواب انگریزی زبان میں ضرب المثل ہو گیا ہے۔ یعنی یہ کہ اچھی حکومت خود اختیاری کا بدل نہیں ہو سکتی۔

اس سے بہت پہلے سوامی دیانند اس اصول کو اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش کے چھٹے باب میں ظاہر کر چکا تھا۔ سوامی دیانند میں دیش بھگتی اور بھارت ماتا کے پریم کی کمی نہ تھی۔ لوگ اس کی قوم پرستی کی قسم (سوگند) کھا سکتے ہیں حتےٰ کہ بعض قوم پرست لوگ تو سوامی دیانند کو ایک اعلےٰ قوم پرست سے زیادہ درجہ نہیں دیتے۔ مگر سوامی دیانند حقیقت میں رشی اور دور درشی تھا۔ اس کی نگاہ ہم دنیا پرست لوگوں کی مانند محدود نہ تھی۔ ویدک دہرم کا راج اس کا آدرش تھا۔ دنیا کا مستقبل اس کے سامنے تھا۔ اس کی دیش بھگتی اور قوم پرستی عالمگیر ویدک دہرم کے پیار کے تابع تھی۔ پرماتما کے سب امرت پتر ہیں۔ سب انسانوں کی ترقی میں دنیا کی ترقی ہے۔ روحانی ترقی سے سب قسم کی ترقیاں حاصل ہو سکتی ہیں۔ یہی باعث تھا۔ کہ سوامی دیانند نے اپنے دیش اور جاتی کے سامنے اور تمام دنیا کے سامنے اصلی و حقیقی ترقی کا راز پیش کیا۔

(آریہ گزٹ ۱۹۲۰ء)

صدائے مرلی

(از پنجاب کے مشہور کانگریس مین رائیصاحب مرلی دہر جی وکیل انبالہ)

زباں پہ مرلی کے جس رشی کی دہرم کے جیون کی ہے کہانی
ہوئے تھے وہ برہم کل میں پیدا پتا تھے ان کے تعید دہاری
رکھا پتا نے تھا مول شنکر دیا کے ساگر کا نام نامی!
ہوا تھا درشن سے جس کے ماتا کے تھن سی دریائے شیر جاری
کنارِ مادر نظر میں اس کے تھا عہدِ طفلی میں تخت شاہی
پدر کا سایہ تھا سر پہ مانند سایۂ چتر بادشاہی!

گئے لڑکپن میں شیو کی پوجا کو مول شنکر نئے پجاری
ترِشول دھاری کی آمد آمد کی تھی پجاری کو انتظاری
ہوئے دیا لُو نہ مول شنکر پہ جب مراری ترِشول دھاری
نراش ہو کر ہوئے فراری وہاں سے فوراً نئے پجاری
جب آئے متھرا پوری میں گھر سے فرار ہو کر وہ برہم چاری
تو اس کرتے تھے تٹ پہ جمنا کے ورجانند برہم گیانی
تڑپ رہا تھا جو برلب آب برہمچاری مثال ماہی!
پلایا اس کو گرو نے دریا دِلی سے ودّیا ندی کا پانی
نہ کر نے پلائے تھے کام پورا دیانند ستیہ وادی !!
اجل نے آکر کہا رشی سے پتا نے بھیجی ہے پریم بانی
کھڑے ہیں یمراج در کے اوپر تمہاری کرتے ہیں انتظاری
کرو شتابی کرو نہ دیری شبِ دیوالی ہے رات کالی
ہوا ہے گلشن گلوں سے خالی رہی نہ فصلِ بہار باقی
ہوئی ہے گلشن کی پائمالی رہا ہے پہلو میں خار باقی!
رہے نہ شبنم کے موتیوں کے گلوں کی گردن میں ہار باقی
رہے نہ جب گلعذار باقی رہا نہ ان کا سنگار باقی!!
رہے نہ جگنے کو ہنر اجوال کے گوہر شاہوار باقی!
رہی نہ صحنِ چمن میں ہنسوں کی خوب صورت قطار باقی
رشی دیانند سورگ باشی کے بعد ہم برکنار راوی
رہے ہیں دریا میں غرق ہونے کو شرم سے نابکار باقی

۱۴۶۔ پنڈت شری پاد دامودر ستوسیکر

ایڈیٹر اخبار "اوندھ" (ستارا)

پانچ ہزار برس میں اپنے ویدک دہرم پر جین بودھ۔ شیو۔ ویشنو۔ ویدانتی۔ پورانک۔ کرانی۔ قرانی وغیرہ مذاہب کے حملے ہوئے۔ اتنے حملات ہونے پر بھی کسی عالم کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہوا۔ کہ اپنا ویدک دہرم جو مول سنگھتاؤں میں ہے۔ سب مذاہب کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ ہزاروں برس کے بعد سوامی دیانندجی کے من میں ہی اس دور بینی کا آفتاب طلوع ہوا۔ اس دور اندیشی میں ہی اُن کا رشی پن ہے۔

۱۴۷۔ بزرگوار منشی سورج نراین صاحب مہر

(سابق انسپکٹر آف سکولز)

اہل ہند ایسے تھے لیکن خوابِ غفلت میں خموش ۔ جیسے ہوں سرِ مست رندانِ سبو کش بادہ نوش
بے جگائے انکو یہ ممکن نہیں تھا آئے ہوش ۔ جوش قومی کچھ نہ تھا باقی نہ کچھ قومی خروش

تھی ضرورت ان دنوں ایسے مہرشی کی یہاں
جسکے اُپدیشوں سے ہوں بیدار سب پیرو جواں

از سرِ نو دیو بانی کا کرے پرچار پھر ۔ از سرِ نو دیش بھاشا کا کرے تیار پھر
از سرِ نو سونے والوں کو کرے بیدار پھر ۔ از سرِ نو اہل غفلت کو کرے ہشیار پھر

وہ مہرشی اے میرے سوامی دیانند آپ تھے
آریہ بھومی ہے ماتا اس کے فرزند آپ تھے

دیش بھاشا کا ہمیں منتر سکھایا آپ نے ۔ سرِ مخفی دیو بانی کا بتایا آپ نے

وید کی تعلیم کا رستہ بنایا آپ نے
جو کرایا چاہتے تھے کر دکھایا آپ نے
شاستر کا آن کر پرچار گھر گھر کر دیا!
نورِ مہرِ علم سے عالم منور کر دیا!!

۱۴۸۔ شری نارائن سوامی جی

بھارت ورش کی گراوٹ کے اسباب میں سے ایک سبب سوامی شنکر آچاریہ کا جاری کیا ہوا سنیاس آشرم بھی ہے۔ جس دنیا میں پرورش پاکر انسان چکرورتی راج تک حاصل کر سکتا ہے۔ جس دنیا میں آکر انسان گرے ہوئے کو اٹھا سکتا ہے۔ غریبوں۔ یتیموں۔ بے نواؤں اور بیوگان کی مدد کر سکتا ہے۔ اس دنیا کو بے اصل کہنا اور خواب سے اس کو مشابہت دینا سراسر فضول اور بے معنی ہے۔ شنکر فلاسفی کے اس تاریک پہلو سے متاثر ہو کر گیتا کے "کرم یوگ" سے انکار کیا گیا۔ سوامی شنکر آچاریہ کے بعد سوامی دیانند پہلے سنیاسی تھے۔ جنہوں نے اِس بناوٹی اور ویدوں کے برخلاف سنیاسی آشرم کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور بھارت نواسیوں کو بتا دیا۔ کہ کرم سے نا اُمید ہونے کا پھل تم کو مل رہا ہے۔ تم دنیا بھر کے پاؤں سے کچلے جا رہے ہو۔ اس ذلت سے بچنے کا علاج یہ ہے۔ کہ ایسے سنیاس آشرم کو خیرباد کہا جاوے۔ دیانند کی یہ آواز بجلی کی طرح بھارت نواسیوں کے دل میں یکایک گونج اٹھی۔ اور انہوں نے اس کی عظمت کا اندازہ لگا لیا۔

دکن سے شری بال گنگا دھر تلک اٹھے۔ اور گیتا کے بھاشیہ کی شکل میں شنکر فلاسفی کے اس تاریک پہلو کا شنکر کا مقلّد ہوتے ہوئے بھی رد کرتے رہے۔ اور دیانند کے سُر میں سُر ملا کر گیتا کو کرم یوگ کا پشتک

ثابت کرتے رہے۔

۱۴۹۔ شری سوامی سرودانندجی سرسوتی

جسمانی طاقت رکھنے پر بھی گالی کا جواب گالی سے۔ اینٹ پتھر کا جواب اینٹ پتھر سے نہ دے کر بار بار ان کے ہت کی خواہش کرنا۔ غصہ سے بری ہونے کا ثبوت ہے۔ لاکھوں کی آمدنی کے ستھان ملنے پر بھی سچائی کے عوض میں کچھ پرواہ نہ کرنا ان کے بے لالچ ہونے میں بڑا بھاری ثبوت ہے۔ پرمیشور کی یاد اور اس کے حاصل کرنے کے لئے خوشحال حالت گھر کو ترک کر دینا۔ ترک محبت کی پوری دلیل ہے۔ غرور نہ ہونا اس بات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حفاظتِ یتیماں۔ نیچوں کی ترقی۔ ایک نرِ ابھیمان پرش کے بغیر کون کرسکتا ہے۔

برہمن جاتی میں پیدا ہونے پر بھی نامناسب غرور میں پھنسے ہوتے برہمن جاتی کا پکشپات نہ کرنا۔ گن کرموں کی عظمت (سپردھانتا) سے سب کو اونچا درجہ حاصل کرنے کا حق دینا اہنکار کے نہ ہونے کا ثبوت ہے۔ ایسے مہاتما ہی دنیا کے سدھار کرنے والے ہو سکتے ہیں۔ پس تپسوی وہ ہے۔ جو پہلے نیک اوصاف کو حاصل کرتا ہے۔ بعد اس کے عمر کے دوسرے حصہ میں دنیا کو اُن ہی صفات نیک کا موصوف بنانے میں پوری سعی کرتا ہے۔ اس لحاظ سے رشی دیانندجی مہاراج سچے تپسوی تھے۔ کیونکہ انہوں نے کام۔ کرودھ۔ لوبھ موہ۔ اہنکار جیسے انسان کے خفیہ دشمنوں کو جیت لیا تھا۔

۱۵۰۔ لالہ سائیں داس جی ایم۔اے

(سابق پرنسپل دیانند کالج لاہور)

سوامی دیانند نے اپنی عمر کے بہترین حصہ کو ویدک لٹریچر کے مطالعہ میں صرف کر کے بعد میں یہ نتیجہ نکالا۔ کہ ویدک دہرم کی سطح پر صدیوں کی گراوٹ سے توہمات اور جہالت کی میل جمی ہوئی ہے۔ جو اس کی اصلی چمک اور رنگت کو ظاہر نہیں ہونے دیتی۔ اس میل کے نیچے وہ سمجھتے تھے۔ کہ خالص سونا ہے۔ سب سے پہلا کام ان کے لئے یہ تھا۔ کہ وہ ویدک دہرم کے عنصروں کو بیرونی میل سے علیحدہ کر کے لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ اس کو غیر مذاہب کی چوٹوں سے بچانا ناممکن ہے۔ جب تک کہ اس دہرم کو خرابیوں سے صاف کرتے ہوئے ساتھ ہی حملہ آور مذاہب کی کمزوریوں کو طشت از بام نہ کیا جائے۔ رشی کی بنائی ہوئی ستیارتھ پرکاش ہمارے اس بیان کی شاہد ہے۔ اس عجیب کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کس طرح اِس مہا پرش نے اس نازک وقت میں اندرونی اور بیرونی مخالفت کا مقابلہ کرتے ہوئے قوم کی ہستی کو قائم رکھنے کی کوشش کی۔ وہ اپنے ہمعصر بابو کیشب چندر سین کی طرح مذہب عیسوی اور مغربی شائستگی کے دلدادہ نہیں تھے۔ اور نہ ہی پرم ہنس رام کرشن وغیرہ کی طرح دوسرے مذہب کے مقابلہ میں مرنج مرنجان کے مسئلہ کو لے کر کام کرنا چاہتے تھے۔ وہ سچے معنوں میں آریہ ویر تھے۔ وہ جانتے تھے وہ سچائی پر ہیں۔ انہیں اپنے دہرم اور شائستگی پر بجا اور سچا ناز تھا۔ اور وہ جانتے تھے۔ کہ ویدک گیان کا مقابلہ دیگر مذہب نہیں کر سکتے۔ اپنی حفاظت کے لئے چوٹ کے مقابلہ میں چوٹ لگانا وہ دہرم سمجھتے تھے۔

اور اس دلیرانہ پالیسی کی وجہ سے انہوں نے اپنی ساری قوم کو موت کے منہ سے بچا لیا۔

۱۵۱- سور گباشی رائے بہادر ٹھاکر دت دھون

(ڈسٹرکٹ جج پنجاب)

(جو فرنٹیئر کے ہندوؤں کا زبردست محافظ تھا)

سوامی دیانند جی میں جسمانی طاقت پہلوانوں کی سی تھی۔ انہوں نے اپنے حواسوں اور نفس پر قابو حاصل کیا ہوا تھا۔ علم اور عقل تو کمال کی تھی۔ لیکن سب سے بڑی فضیلت اور بزرگی ان میں یہ تھی۔ کہ وہ سچائی کے پتلے تھے وہ سچے رشی تھے۔ اس کے بل پر وہ اتنا بڑا اور عظیم کام کر گئے۔ دنیا دار لوگ حیران رہ جاتے ہیں۔ کہ ایسے زمانہ میں اس مرد خدا نے کیسا انقلاب خیالات میں پیدا کر دیا۔ ان کی تصنیفات میں سے ستیارتھ پرکاش ایک بیش بہا انمول رتن ہے۔ سوامی جی مہاراج عامل باعمل تھے۔ ان کے کلام میں ایک خاص مقناطیسی اثر ہے۔ جو ہر ایک سچے دل کو ہلا دیتا ہے۔

۱۵۲- مسٹر جی۔ اے۔ چاند اور کر

بی۔ اے۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس۔ حیدرآباد (دکن)

سوامی دیانند کو کسی انگریز سے دشمنی نہ تھی۔ مہاراج کسی عیسائی کو مطعون و ملعون نہیں کرتے تھے۔ رشی کسی مسلمان کے خلاف بُرے شبدوں کا استعمال نہ کرتے تھے۔ بلکہ آپ تمام کو اپنا بھائی جان کر محبت کرتے تھے۔ اگر آپ جارحانہ طریقہ استعمال کرتے تھے۔ تو وہ کسی ہستی کے خلاف نہ ہوتا تھا۔ بلکہ کذب و

باطل۔ جہالت و توہمات اور چرب زبانی وریاکاری کے خلاف اور ایسا کرنے میں وہ ہندو مسلمان یا عیسائی کی تمیز کو روا نہیں رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے پورانوں کی بڑی زبردست نکتہ چینی کی ہے۔ مہاپرشوں کا کام سمجھوتہ بازی نہیں ہوتا۔ وہ بیرونی اڈمبروں ظاہری رسم ورواج کو کبھی پسند نہیں کرتے۔ اور اس پہلو میں سوامی دیانند کا وطیرہ بھی ویسا ہی تھا۔ جیسا کہ دیگر مصلحان کا۔ سوامی دیانند۔ قومیت کا بنانے والا۔ عقل۔ دلیل اور معقول پسندی کا اوتار۔ خریب وریاکاری کا جانی دشمن۔ نڈر۔ محبِّ وطن۔ سچا سنیاسی۔ زبردست سکالر اور ایک تیز عقل والا پنڈت تھا۔ اور یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ ایسا مہاپرش سوائے حب الوطنی کے کوئی اور کام کرے۔

۱۵۳۔ شری پنڈت گھاسی رام جی ایم اے میرٹھ

سابق پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا یو۔پی

آریہ سماج کی تاریخ میں شیوراتری ہمیشہ لیلۃ القدر رہیگی۔ اور ہر سال پر توحق کی جھلک دکھاتی رہیگی۔ یہ شانِ کبریائی ہی تھی۔ جس نے اِس اندھیری رات کی ظلمت میں سے وہ نورِ حقانیت پیدا کیا۔ جس کے نور سے ہمارا یقین ہے۔ ایک زمانہ میں کُل جہاں منوّر ہوگا۔ اور جو بنی نوع انسان کے دلوں سے باطل پرستی کی سیاہی دھوئیگا۔ ایسا زمانہ آوے گا۔ اور ضرور آوے گا۔ لیکن کب آویگا۔ یہ ہم نہیں بتا سکتے۔ اس کو نزدیک لانا ہم لوگوں پر منحصر ہے۔ جنہوں نے رشی کی تعلیم کو اپنے اندر جذب کیا ہے۔ اور جن کے دل اُس سے روشن ہوئے ہیں۔

۱۵۴- کرنل ہز ہائی نیس مہاراجہ شرشا ہو

(چھترپتی مہاراج کوہاپور)

ملک اور بنی نوع انسان کے سُدھار کے لئے سوامی دیانند جی نے اپنا سب کچھ قربان کیا ہے۔ یہ پڑھے لکھے لوگ بخوبی جانتے ہیں۔ ویدک دہرم کے جن اصولوں اور عقیدوں کا سوامی دیانند نے پرچار کیا ہے۔ ان کے ذریعہ ہی قوم کی اور ایک انسان کی جسمانی۔ دماغی اور مجلسی ترقی ہوسکتی ہے کسی دوسرے ذریعوں سے نہیں۔ میں سوامی دیانند کا اس لئے احسان مند ہوں۔ کہ انہوں نے ویدوں کو درست شکل میں ہمارے سامنے رکھ دیا۔ اور وہ سارے اصول اور رموز بتلا دئے۔ جو بنی نوع انسان کو ہی نہیں۔ بلکہ پشو جاتی کو بھی ترقی کی طرف ہی لے جائیں۔

جہاں دہرم ہے وہاں جے ہے۔ انسانی سوسائٹی کا فرض ہے۔ کہ وہ ویدک دہرم پر چل کر سوامی دیانند کا شکریہ ادا کرے۔

۱۵۵- مہاراجہ سرپرتاپ سنگھ جی ایجنٹ جودھپور

جب سوامی جی کا پہلے ہی پہل مجھے درشن ہؤا۔ تو ان کی شکل وصورت کا مجھ پر بہت عجیب وغریب اثر ہؤا۔ مجھے ایسا معلوم ہؤا۔ جیسے میرے سامنے ایک شیر کھڑا ہوتا ہے۔ ان کی آواز شیر کی گرج سے کم نہ تھی۔ یہ سب پرتاپ ان کے پورن برہم چریہ کا تھا۔ سب سے بڑا سبق میں نے ان سے یہی سیکھا۔ کہ گرہست آشرم میں بھی حتے الوسع برہم چریہ کے اصولوں کا پابند رہنا چاہئے۔ میری لمبی زندگی کا یہی راز ہے۔

دوسری بات جو میں نے سوامی جی سے سیکھی۔ وہ سادگی اور دلیش کا پہت (پریم) تھی۔ جو دہپور کا کپڑا جو ٹکڑی کہلاتا ہے۔ میں ابھی تک استعمال کرتا ہوں۔ مارواڑ اور راجپوتوں کی خدمت میں ابھی تک کرتا جاتا ہوں۔ سوامی جی کا مجھ پر بہت احسان ہے۔ ان کے سچے اُپدیش سے ہی میں بنا ہوں۔ ورنہ میرا بھی وہی حشر ہوتا۔ جو آج کل کے بہتیرے رئیسوں کا ہوتا ہے۔

چند اسلامی
لیڈروں کی رائیں

۱۵۶۔ آنریبل سر سید احمد خاں صاحب

بانئے اینگلو اورینٹل محمڈن کالج علیگڈھ

نہایت افسوس کی بات ہے۔ کہ سوامی دیانند سرسوتی صاحب نے جو زبان سنسکرت کے بڑے عالم اور وید کے بہت بڑے محقق تھے۔ ۳۰۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء کو ۶ بجے شام کے اجمیر میں انتقال فرمایا۔ علاوہ علم و فضل کے نہایت نیک اور درویش صفت آدمی تھے۔ وہ صرف جیوتی سروپ نرنکار کے سوائے دوسرے کی پوجا جائز نہیں رکھتے تھے۔ ہم سے اور سوامی دیانند مرحوم سے بہت ملاقات تھی۔ ہم ہمیشہ ان کا نہایت ادب کرتے تھے۔ کیونکہ

ایسے عالم اور عمدہ شخص تھے۔ کہ ہر مذہب والے کو ان کا ادب لازم تھا۔

۱۵۷۔ جناب مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محل لکھنؤ

(آپ مولانا محمد علی صاحب مرحوم کے گرو تھے)

سوامی دیانند جی نے جو راستہ اختیار کیا تھا۔ وہ اس وقت انہیں مناسب ہی معلوم ہوا تھا۔ سر سیّد احمد۔ مرزا صاحب۔ راجہ رام موہن رائے اور سوامی دیانند نے قوم کی ترقی و بہبودی کے لئے جو کچھ کیا۔ وہ ان کے نزدیک ٹھیک تھا۔ سوامی جی نے ہندو مذہب کو ہمارے سامنے اچھی طرح پیش کیا۔ کہ ہم اس پر عقل سے غور کر سکیں مثلاً سوامی جی ایک خدا کو ماننے والے تھے۔ اور اس مسئلہ کو ہندو دھرم میں سے بالکل نیا نکال کر ہمارے سامنے رکھا۔ "ایک ایشور" کے معاملہ میں ہمارا اور آریہ سماج کا ایک ہی مت ہے۔

۱۵۸۔ آنجہانی مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب

(سابق پریذیڈنٹ انڈین نیشنل کانگریس)

سوامی دیانند کی ہستی ہندوستان میں ایک بڑے مصلح کی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے اپنے مذہب کی سچی تصویر کو ملک کے سامنے بے نقاب کر کے بتا دیا۔ کہ وہ ہندو دھرم کے مجدّد تھے۔

ہر ایک مذہب میں جبکہ اس پر بہت زمانہ گزر جائے۔ ایسی چیزیں داخل ہو جاتی ہیں۔ جو اس کے اصلی چہرہ کو بد نما کر دیتی ہیں۔ اس لئے ضرورت ہوتی ہے۔ کہ اس مذہب کے پیروؤں میں سے کوئی ایسی شخصیت پیدا ہو۔ جو صحیح کو

غلط سے جدا کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دے۔ ایسی ہستی کو قدرت وہ دماغ عطا کرتی ہے۔ جو اس اہم خدمت کو انجام دینے کی صلاحیت اور قابلیت رکھتا ہو۔

ہندوستان میں وہ ذات جس کے کندھوں پر قدرت نے اس اہم خدمت کا بوجھ ڈالا تھا۔ اور جسے اس نے نہایت اعلےٰ ہمت اور استقلال کے ساتھ اپنی اس زندگی میں انجام دیا۔ سوامی دیانند جی صاحب کی تھی۔

(آریہ گزٹ $\frac{2}{22}$ 23)

۱۵۹۔ مولانا فضل الحسن صاحب

(حسرت۔ بی۔ اے۔ موہانی)

اپنی اس رائے پر میں اس وقت تک بدستور قائم ہوں۔ کہ عوام ہنود کی ضعیف الاعتقادیوں اور مجلسی کمزوریوں کو رفع کرنے کا دشوار کام آریہ سماجی تحریک سے بہتر اور کسی قوت کے ذریعہ سے انجام نہیں پا سکتا۔ کیونکہ آریہ سماج میں داخل ہو کر ایک ہندو بغیر ترک مذہب ہندو ہی رہ کر تمام خرابیوں سے چھوٹ سکتا ہے۔ اگر آریہ سماج کے پیرو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کم از کم روادارانہ طرز عمل اختیار کر لیویں۔ تو پھر مسلمانوں کو میرے خیال میں آریوں سے آزردہ ہونے کی کوئی وجہ باقی نہ رہے۔ کیونکہ غور سے دیکھئے۔ تو عوام الناس کو بت پرستی سے آزاد کرنے اور بلائے توہمات سے نجات دلانے میں آریہ سماج کا کام اسلامی مشن سے بہت کچھ مشابہ ہے۔ ساتھ ہی اس کے مسلمانوں کو بھی سوامی دیانند کی نسبت زیادہ فراخ حوصلگی سے کام لیکر انہیں ایک زبردست مصلح قوم تسلیم کرنے میں تامل نہیں

کرنا چاہیئے۔ سوامی دیانندجی کا منشا یہ تھا۔ کہ آریہ سماج ترقی کر کے ایک عالمگیر مذہب ہو جائے۔ ہم ان کی اس بلند حوصلگی کی دل سے عزّت کرتے ہیں۔

۱۶۰۔ بیگم صاحبہ مولانا حسرت

میرے دل میں سوامی دیانندجی کی بہت عزت ہے۔ سب سے بڑا ثبوت اُن کی بزرگی کا یہ ہے۔ کہ جو لوگ ان کے پیرو ہیں۔ وہ ملک کی تمام مفید تحریکوں میں اپنے سب ہم قوم اور ہموطن لوگوں سے زیادہ حصہ لیتے ہیں۔ تعلیمی سیاسی اور تمدنی تحریکوں میں سے کوئی تحریک ایسی نہیں ہے۔ جس میں آریہ سماجی شریک غالب نہ ہوں۔

۱۶۱۔ مولوی محمد مراد علی صاحب

(ایڈیٹر راجپوتانہ گزٹ اجمیر)

سوامی جی کی یادگار نہ صرف آریہ ورت کے لوگوں میں ہی رہے گی بلکہ انگریزوں۔ یہودیوں۔ مسلمانوں وغیرہ میں بھی ان کی یادگار ہزاروں برس حتےاکہ تا قیامت رہے گی۔ اور ان کی کتابوں میں بھی ان کا تذکرہ آیا کریگا۔

۱۶۲۔ جناب حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

(ایڈیٹر اخبار "پیسہ" لاہور)

اگرچہ سوامی دیانندجی سے پیشتر مہاتما راجہ رام موہن رائے۔ پرم ہنس رام کرشن وغیرہ ہندو مصلحان مذہب نے ایک خدا کی عبادت کی جانب

وقتاً فوقتاً اہل ہنود کو توجہ دلائی ہے۔ لیکن سوامی دیانند جی نے جس پیرایہ سے ویدوں کی تقلید میں توحید سکھلائی ہے۔ اس کے لئے ہر ایک توحید کا معتقد اور خصوصاً مسلمان کہ جن کے مذہب کا جزو اعظم توحید ہی ہے۔ ان کے شکر گزار ہونے سے باز نہیں رہ سکتے۔ بہر حال بالحاظ اختلاف عقائد سوامی صاحب ایک جلیل القدر اور بزرگ الشان تھے۔ اور انہوں نے ایک عظیم الشان کام اپنے پیچھے چھوڑا۔

۱۶۳۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب

(سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور)

(سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام)

باہمی اختلافات کو نظر انداز کر کے میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہندو قوم کے لئے سوامی دیانند نے موجودہ تاریکی کے زمانہ میں جبکہ عام طور پر ہندو قوم میں بت پرستی۔ شجر و حجر پرستی و توہم پرستی کا زور تھا۔ ایک بہت بڑے ریفارمر کا کام دیا ہے۔ اور بہت سی بد رسوم کا قلع قمع کر دیا۔ جہاں تک ہم کو علم ہے سوامی صاحب کے تعلقات اپنی زندگی میں مسلمانوں سے اچھے تھے۔ اور اہل اسلام نے بھی ان کے ساتھ ہمیشہ اچھا برتاؤ کیا۔

۱۶۴۔ آغا محمد صفدر صاحب پنجاب

سوامی جی نے ہندو قوم کی نظر سے بت پرستی کو دور کرنے کی قابل قدر کوشش کی۔ اور مذہب کی اصلی غرض قوم کے سامنے پیش کی۔ یعنی یہ بات کہ دنیا میں اخلاق کی بلندی سے کیا مراد ہے۔ بلند اخلاق انسان کسی انسان

کا غلام نہیں بن سکتا۔ دنیا میں غلامی خدا کی ہے۔ انسان کی نہیں۔ اس باعث سوامی جی کی تعلیم کو سیاسی کہا گیا۔ اور حکومتِ وقت کی نظر میں وہ اور ان کے ہم خیال ہمیشہ کھٹکتے رہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ کسی مصلح کی نظر میں مذہب اور سیاست مختلف باتیں نہ ہونگی۔ (پرکاش ۱۹۲۰ء)

۱۶۵ - عالیجناب مرزا سلطان احمد صاحب

(سابق ڈپٹی کمشنر پنجاب)

سوامی دیانند جی کے دل میں قوم اور قومیت ہی کی نہیں۔ بلکہ ملک کی بھی محبت اور لگن تھی۔ اور ان کے دل و دماغ پر حالات حاضرہ نے نقش کر دیا تھا۔ کہ بادبان قومیت گرداب میں ہے۔ اور کشتی قوم ساحل سے بیگانہ ہو کر خوفناک منجدھار میں دور جا چکی ہے۔ اور وہ اس منجدھار میں ہمت کر کے جا پڑے۔ جہاں سے اُسے نکالنے والا اور کوئی نہیں تھا۔ ان کے دل میں بطور ایک مہاتما کے قوم کی محبت اور قوم کا درد تھا۔ اس لئے وہ خوف کے نرغہ میں نہ آسکے برابر منادی کرتے اور سوتوں کو جگاتے چلے گئے۔ آخیر تک ان کی ہمت نہ ٹوٹی۔ ان کی ساری زندگی یہ ثابت کرتی ہے۔ کہ انہیں اپنی اور اپنی قومیت کی بہبود و استواری کا عشق اور جنون تھا۔ وہ ایک بڑے ہی دُور بین تھے اور ان کی ہستی ممتاز کو اس پر فخر تھا۔ انہوں نے اپنے ضمیر اور اپنے کونشنس کو ہاتھ سے کبھی نہیں دیا۔ وہ ایک نامور اور جید ہستی تھے۔ ہم سب کا مشترکہ کام یہ ہے۔ کہ ہم بغیر خیال متضاد و اعتقادات کے اس ہستی کی قدر و منزلت کریں۔ اور اسلامی پہلو سے دوسرے مذاہب کی مشہور ہستیوں کا دامنِ ادب ہاتھ سے نہ دیویں۔

۱۶۶۔ شریمتی خدیجہ بیگم

ایم۔ اے۔ بتول

مہرشی سوامی دیانندجی مہاراج بھارت ماتا کی ان نامور اور مشہور ہستیوں میں سے ہیں۔ جن کا نام نامی صفحۂ روزگار میں بالعموم اور خاصکر تاریخ ہند میں ہمیشہ تک ایک چمکتے ہوئے ستارہ کی طرح روشن رہیگا۔ میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتی۔ کہ وہ بھارت ماتا کے سچے سپوت تھے۔ اور انہوں نے اپنی ساری عمر مادرِ ہند کی خدمت میں گزار دی۔ میں بلا تامل کہہ سکتی ہوں۔ کہ ہندوستان کی آج یہ حالت نہ ہوتی۔ اگر مہرشی سوامی دیانندجی مہاراج ہند میں پیدا نہ ہوتے۔ وہ "سودیشی" اور "سوراجیہ" کے زبردست حامی تھے۔ ان کو موجودہ لہر کا بانی کہا جاوے۔ تو درست ہوگا۔ وہ نہایت ہی نڈر اور غضب کے راست گو تھے۔ سوتے۔ جاگتے۔ چلتے۔ پھرتے وہ ہر وقت اور ہر لحظہ مادرِ ہند کی خدمت میں لگے رہتے۔ اور آخر کار انہوں نے اپنی پیاری زندگی اپنے ملک کی خاطر قربان کر دی۔ اگر سوامی دیانندجی ایسے مہرشی ہندوستان میں پیدا نہ ہوتے۔ تو آج ہم کو مہاتما گاندھی۔ مہاتما تلک اور لالہ لاجپت رائے ایسے کارکن اور محبانِ وطن کے درشن نصیب نہ ہوتے۔ نپولین اور سکندر جیسے بادشاہ دنیا میں بہت گزرے ہیں۔ مگر سوامی دیانندجی ان سب سے زبردست اور طاقت ور تھے۔ جنہوں نے اپنے نفس پہ قابو پا کر برہم چریہ کا لاثانی طور سے پالن کیا۔ وہ صرف مذہبی بانی ہی نہ تھے۔ بلکہ ایک بڑے زبردست پولیٹیکل ریفارمر بھی ہو گزرے ہیں۔ انہوں نے اپنے پیارے وطن میں پولیٹیکل زندگی کی نئی روح پھونکدی (پرکاش لاہور)

۲۲۰۱۰۰۲۲

۱۶۷۔ مولوی ابورحمت حسن القادری میرٹھ

آپ مہاتماؤں میں اول درجہ پر شمار تھے۔ آپ کی لوگیانہ زندگی تھی۔ مہاتما بدھ کی مانند سوامی جی بھی اپنی ہستی میں اپنا ثبوت آپ ہی تھے بھارت ورش میں آپ کا ہونا ایک آخری زمانہ میں الہٰی نشان قائم ہوا۔ اور تواریخ میں ہر فرقہ کے تاابد رہیگا۔ آپ کے جگاتے ہی سب سونے والے جاگ اٹھے اور سب حس و حرکت کرنے لگے۔ ہر مخالف و موافق اپنے اپنے فرائض پر قائم ہوا۔ آپ پرانے رشیوں منیوں کی زندگی کا اعلےٰ نمونہ تھے۔ آپ کو سوائے ایشور پراپتی کے کوئی کرم پسند نہ تھا۔ اور وہ اسی میں پرم دھام کو چلے گئے۔

میں نے آپکو اس زمانہ میں گوجرانوالہ میں پہلے پہل دیکھا۔ کہ جب میں مشن سکول میں پڑھتا تھا۔ اور پادری میکی صاحب اور پادری اسٹمن صاحب سے روح اور مادہ کی قدامت پر بحث ہوئی تھی۔ اور وہ فریقین کے سوال و جواب مجھے تاحال نقش بر دل ہیں۔

۱۶۸۔ حکیم احمد شجاع صاحب بی۔اے

سابق ایڈیٹر رسالہ "ہزارداستان"

"بُت پرستی کے نشانات جو آج ہندو مذہب کے کئی فرقوں میں پائے جاتے ہیں۔ حقیقت میں ان بتوں کی یادگاریں ہیں جن کی صورت میں زمانہ قدیم کے عوام نے اپنے پرمیشور کے مختلف اوصاف کو سمجھا۔ مگر ایک ایسی روایت جس کی عمر برس دو برس نہیں۔ بلکہ صدیاں اور قرنیں ہوں اور جس سے ایک

مذہبی عقیدت ایک دلی محبت کے ساتھ وابستگی پیدا ہو گئی ہے۔ آہستہ آہستہ ایک مستقل اہمیت اختیار کر لیتی ہے۔ چنانچہ یہی حالت ہندوستان میں بت پرستی کی ہوئی۔ ہوتے ہوتے یہی مادی مظہر لوگوں کے دل و دماغ میں اس قدر جاگزیں ہوئے۔ کہ ان کی مدد کے بغیر پرستش ایک مہمل چیز نظر آنے لگی۔ اور محض روایت پرستی اور عادت سے مجبور ہو کر ہندو خدا پرستوں کی عبادت گاہوں میں بت جلوہ گر نظر آنے لگے۔ یہ رسم اپنی کہنگی سے مضبوطی اختیار کرتی گئی۔ اور نسلاً بعد نسلاً ہندو قوم نے ایک مذہبی تعصب کے ساتھ اس کی حفاظت کی۔ مگر رشی دیانند کی مبصر آنکھوں نے دیکھ لیا۔ کہ وہ وقت آ گیا ہے۔ جب اس ظاہری نمائندگی کا نشان مٹا کر اپنی قوم کے دماغوں کو ایک حقیقت ذہنی کی طرف منعطف کیا جائے۔ تاکہ ویدوں اور شاستروں کا اصلی مقصود اپنی اصلی حیثیت میں ہندوؤں کے دل و دماغ میں منقش ہو جائے۔ اور وہ مقامی خصوصیتوں سے مبرا اور ظاہری عبادت کدوں سے بے بنیاد ہو کر اپنے خالق کی پرستش کر سکیں۔ اور پھر اس بڑے کام کی تکمیل کے لئے۔ اس مشکل مقصد کی تحصیل کے لئے ان کو شنکر آچاریہ اور بھیشم پتامہ کی طرح وہ قربانی کرنی پڑی۔ جو انسانی خواہشات اور جذبات کی اہمیت کے لحاظ سے سب سے مشکل بلکہ ناممکن العمل خیال کی جا سکتی ہے۔ انہوں نے برہم چریہ دھارن کیا۔ اپنی ساری عمر کے لئے اپنے آپ کو ہرے بھرے گھر کی خوشیوں سے محروم کیا۔ تاکہ وہ علائق دنیوی سے پاک ہو کر نفسانی محبت و مسرت کے سحر سے آزاد ہو کر اپنے سب سے بڑے اخلاقی۔ مذہبی اور انسانی فرض کو ادا کر سکیں۔ ہاں یہ عورت کی صحبت سے بے زاری اس لئے نہ تھی۔ کہ ان کی جسمانی صحت اور قویٰ کی حالت اِس

امر کی تمنائی ہوئی یا اس لئے نہ تھی۔ کہ ان کو بعض تپسوی رشیوں کی طرح
عورت کی ذات سے نفرت تھی۔ بلکہ میں نے ان کے عقیدت مندوں سے سنا
ہے۔ کہ جب کبھی وہ استری جاتی کے کسی رکن کو دیکھتے۔ تو اپنا سر عقیدت اور
ادب سے جھکا لیتے تھے۔ یہ ماتری شکتی کی عظمت کا ایک ایسا ثبوت ہے۔ جو
مخالفوں کے دل میں بھی سوامی دیانند کی عظمت کو نقش کر دیتا ہے۔ اس
انسان کے دل کی پاکیزگی۔ آنکھ کی عصمت اور خیال کی نیکی کو دیکھئے۔ جس کا
سر سوائے خدائے واحد کے اور کسی ہستی کے سامنے نہ جھکا۔ مگر جو ایک چار سالہ
لڑکی کو دیکھ کر ایک دلی نیاز سے جھک گیا۔ اور اس سجود کا باعث پوچھنے پر
پکار اٹھا۔ دیکھتے نہیں ہو۔ وہ ماتری شکتی! جس نے تمہیں جنم دیا۔

(پرکاش ۲۵ اگست ۱۹۵۷)

۱۶۵۔ پادری احمد مسیح دہلی

جس وقت رشی دیانند نے کام شروع کیا تھا۔ تو اس وقت ہندوؤں
کی مخالفت کے علاوہ عیسائیوں اور مسلمانوں کی طرف سے بھی زبردست
مخالفت کی گئی تھی۔ ان کے ساتھ سوامی جی کے کئی مباحثے ہوئے۔ مگر وہ
لوگ سوامی جی کے مشن (اُدیش یا کام) کو ذرا بھی نقصان نہ پہنچا سکے۔
جو کام کروڑوں روپیہ صرف کرنے سے بھی نہ کر سکے۔ وہ سوامی دیانند جی
نے چند سالوں میں کر کے دکھلا دیا۔ ہندو قوم سوامی جی کی مقروض ہے۔
رشی نے نہ صرف ہندوؤں کو ہی خواب غفلت سے بیدار کیا۔ بلکہ دنیا بھر کے
مذاہب کو ہوشیار کر دیا۔ کوئی کام اگر کوئی شخص ملک اور قوم کے لئے کر
سکتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنی زندگی قوم اور ملک کے لئے وقف کر دے۔

اور یہی کام سوامی دیانند سرسوتی نے کیا۔

{دیوالی کے روز دہلی میں سوامی جی کی ایک برسی کے موقعہ پر}

۱۷۰۔ مولانا محفوظ الحق صاحب دہلی

(بہائی مذہب کے پیرو)

رشی دیانند پریم کی مجسم مورتی تھے۔ جن لوگوں نے ان پر پتھر برسائے ان کو گالیاں دیں۔ ان کو بھی سوامی جی نے گلے سے لگایا۔ رشی دیانند نے یہ تعلیم دی۔ کہ جو مذہب صداقت پر مبنی ہو۔ وہی عالمگیر ہو سکتا ہے۔ آپ نے لوگوں کو بتلایا۔ کہ سچائی ہی ازلی اور ابدی چیز ہے۔ رشی کی تعلیم ہے۔ کہ تم مذہب کے معاملہ میں عقل اور سلیم سے کام لو۔ ان کا منشاء تھا۔ کہ تمام دنیا وید کی روشنی سے منوّر ہو۔

اخبارات کیا کہتے ہیں؟

۱۷۱۔ سوراجیہ مدراس

اگر دیانند محض ایک ایسا ریفارمر ہی ہوتا۔ تو ہندو مہاتماؤں کے سلسلہ میں اس کی پوزیشن غیر معمولی نہ ہوتی۔ لیکن سوامی دیانند محض ایک ریفارمر

نہ تھا۔ بلکہ بہ حیثیت مذہب کے بانی کے اس کی پوزیشن (درجہ) بدھ۔ مہاویر اور شنکر آچاریہ جیسی ہے۔ اس نے نہ صرف مذہبی خیال کو از سر نو مرتب کیا۔ بلکہ اپنے پیروؤں کے دماغی نکتہ خیال کو اس قدر بدل دیا۔ کہ ایک نئی قومی بیداری پیدا ہوگئی۔ میری نظروں میں دیانند نہ صرف ایک اوتار تھا۔ بلکہ تاریخی زمانوں کے اعلےٰ تریں اوتاروں میں سے ایک تھا۔ اس نے ایک ایسی سپرٹ پیدا کی۔ جس نے ہندوستانی قوم پرستی میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے اور یہ ایک ایسا کارنامہ ہے۔ کہ جس کے متعلق شنکر آچاریہ کے سوائے اور کوئی دعوےٰ نہیں کر سکتا۔

۱۷۲۔ "تپاکہ نبگلہ" کلکتہ

سوامی دیانند جب دہرم پرچار کی خاطر کلکتہ آئے تھے۔ تب چاروں طرف ان کی بہت ہی شہرت ہونے لگی۔ کیا لڑکا۔ کیا بوڑھا۔ کیا عورتیں سبھی ان کے درشن کرنے اور ان کے منہ سے باتیں سننے کی نہایت خواہش مند تھے۔ ان کے لیکچر دینے کی طاقت اور ان کی منطقی دلائل اور شاستروں کے علم کو دیکھ کر سب انسان حیران و ششدر ہونے لگے۔ جوق درجوق لوگ ان کے پاس دہرم متلاشی ہوکر اور اپنے شکوک کو مٹا کر اور تسلّی پا کر واپس ہوئے۔ آنجہانی بابو کیشب چندر سین نے رشی دیانند جی کا بہت ہی ادب و احترام کیا تھا۔ کیشب بابو کے مکان پر ہم نے جب پہلے پہل سوامی جی کا لیکچر سنا۔ اس دن ہم نے ایک نئی بات دیکھی۔ کہ سنسکرت زبان میں لیکچر دینے لگے۔ سنسکرت زبان میں ایسا سادہ اور میٹھا لیکچر دیا۔ جو پہلے ہم نے کہیں نہ سنا تھا۔ سنسکرت سے جو ناواقف اور مہا مورکھ ہے۔ وہ بھی ان کے لیکچر

کو سمجھنے لگا۔ اور بھی ایک بات میں ہم بہت ہی حیران رہ گئے۔ انگریزی زبان کے نہ جاننے والے ایک ہندو سنیاسی کے منہ سے دہرم اور سوسائٹی کے بارے میں منصفانہ لیکچر کبھی نہ سنا تھا۔

۱۷۳۔ ہندو پیٹریٹ

مورخہ ۱۷۔ جنوری ۱۸۷۰ء

ہندوؤں کی بت پرستی اور تعصب کا مضبوط قلعہ جو ہندوؤں کی بھاؤجی یعنی روایات کے مطابق شیو کے ترشول پہ کھڑا ہے۔ اور اس لئے کسی کے اثر سے متاثر نہیں ہؤا۔ اب گجرات سے ایک رشی کے ظاہر ہونے پر بنیاد سے ہلا یا گیا ہے۔ اس بڑے معزز شخص کا نام نامی دیانند سرسوتی ہے۔ وہ برہمنوں کے موجودہ طریقہ عبادت کو معدوم کرنے کی نیت سے آیا ہے.... ... دیانند سرسوتی اور پنڈتوں کے درمیان ایک بڑی زبردست اور طول طویل بحث ہوتی رہی۔ لیکن انہوں نے باوجود اپنے تمام فخر شاستر دانی کے شکست فاش کھائی۔

پنڈتوں نے جب معلوم کیا۔ کہ باقاعدہ مباحثہ سے ایسے بڑے آدمی پر غالب آنا ناممکن ہے۔ تو اپنی منشا پورا کرنے کے لئے گناہ آلودہ وسائل اختیار کرنے کی طرف رجوع ہوئے۔ انہوں نے رشی کو پورانوں کا ایک ورق دیا۔ جس میں بت پرستی کا حال درج تھا۔ سرسوتی جی کو وہ ورق دے کر کہا۔ کہ یہ ویدوں کے منتر ہیں۔ جب وہ اس ورق کا مطالعہ کر رہے تھے۔ تب پنڈتوں کے گروہ نے تالیاں بجائیں۔ یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ مذہبی مباحثہ میں اس بڑے پنڈت نے شکست کھائی۔

اس معزز پنڈت کی رشیوں جیسی صورت اور اس کی خوش مزاجی اور بچوں جیسی سادگی نے ہمارے دل پر ایسا اثر کیا۔ جو کبھی نہیں دور ہو سکتا جب وہ تقریر کرنے لگا۔ اس کے منہ سے موتی گرنے لگے۔ اور اس نے جو عاقلانہ نصیحتیں کیں۔ اس سے ہم کو یقین ہوا۔ کہ ہندوستان کا ستیہ یُگ ابھی تک معدوم نہیں ہوا۔ وہ ہندوؤں کا ہمیشہ شکریہ حاصل کرینگے۔ اگر وہ ہندو مذہب کو ان غلطیوں سے جو اس میں آگئی ہیں۔ صاف کرنے کی سعی کریں۔ اور ویدک دہرم کو تعلیم یافتہ آدمیوں کا مذہب ٹھیرائیں۔

۱۷۴۔ ٹھاکر منجیت سنگھ راٹھور وکیل

(ایم۔ ایل۔ سی۔ دہرہ دون)

سوامی دیانند اعلےٰ درجہ کے ودوان تھے۔ ان کی علمیت کا لوہا چوٹی کے مغرب کے عالموں نے بھی مانا ہے۔ سوامی دیانند آزاد خیال۔ پختہ ارادے کے دیش بھگت اور اونچے درجہ کے سوشل ریفارمر تھے۔ انیسویں صدی کے ہندوؤں کے لئے سوامی جی نے وہ کام کیا۔ جو سترھویں صدی میں شمالی ہندوستان میں گرو گوبند سنگھ جی نے یا دکن میں مہاراشٹر کیسری شری شیواجی نے کیا تھا۔ آپ غلامی کے زبردست دشمن تھے۔ خواہ وہ مذہبی ہو یا مجلسی۔ وہ سہار نہیں سکتے تھے۔ کہ لوگ لکیر کے فقیر بنے رہیں۔ بلاشبہ آپ کرم ویر تھے۔ اور بہت حد تک آپ نے وہ وایو منڈل پیدا کیا جس سے سوراجیہ کے پودہ کی جڑ جمی۔

۱۷۵ - "برادرِ ہند"

مورخہ ۱۷ - جولائی ۱۸۷۷ء

برہم سماج کی مذہبی شاخ کی اصلاح کے حق میں کہ جس کا اصول ہر قسم کی بت پرستی کو رفع کرنا اور دنیا میں خدا کی پرستش پھیلانا ہے۔ تو یہ شخص ایک ایسا معاون فرشتہ ہے۔ کہ جس کی تعریف جس قدر کی جاوے۔ تھوڑی ہے۔ صرف مذہبی اصلاح کا ہی یہ شخص طالب نہیں۔ بلکہ تمام قومی برائیوں کو جو مثل صغیر سنی کی شادی کے ملک میں پھیل رہی ہیں۔ ان کی اصلاح مدّ نظر رکھتا ہے۔ عورت کی تعلیم اور ان کی آزادی کا خاص کر خواہاں ہے۔ ان کی بھی یہ رائے ہے۔ کہ تا وقتیکہ ان میں تعلیم نہ پھیلے گی۔ انہیں زنانہ قید سے نجات حاصل نہ ہوگی۔ تب تک اس ملک میں کسی نمایاں ترقی کی امید کرنا لا حاصل ہے۔ غرضیکہ قوم سے جہالت اور تعصب کا رفع کرنا۔ علم کا رواج دینا۔ قومی اتفاق پیدا کرنا اور اُسے عام تہذیب کی صورت میں لا کر ایک عمدہ نمونہ بنانے میں سعی کرنا اس شخص کی عام اور خاص علّت نمائی ہے۔

۱۷۶ - مہاشے خوشحال چند جی خورسند

(سابق ایڈیٹر آریہ گزٹ لاہور)

پرماتما کی بادشاہت کو دنیا میں پھیلانے کے لئے مہرشی دیانند نے آریہ سماج قائم کیا تھا۔ اور اس کی باگ ڈور آریہ سماج کے ہاتھ میں دی۔ سوامی دیانند کا سکہ" مجھے ہر دل پر نظر آتا ہے۔ اس سال جب کسی لیڈر اور

ودوان کے پاس ہم پہنچے۔ اُسے سوامی دیانند کا ثنا خواں پایا۔ لوکمانیہ تلک سے بات چیت ہوئی۔ تو لوک مانیہ کہنے لگے۔ کہ سوامی جی کے سینہ میں دہرم اور دیش کے لئے ایک جلنے والا دل تھا۔ مہاتما گاندہی سے گفتگو ہوئی۔ تو کہنے لگے۔ کہ رشی دیانند کا اگر کوئی شخص اپمان (توہین) کریگا۔ تو میں اُس کے ساتھ ستیہ آگرہ کرونگا۔ سر ایڈورڈ میکلیگن جن کے ہاتھ میں آج کل پنجاب کی عنان حکومت ہے یہی رائے رکھتے ہیں۔ کہ ہندوستان کو ٹیپنر جیوت کرنے والا آریہ سماج ہے۔ انگلستان کی پارلیمنٹ کے ممبر مسٹر رامزے میکڈانلڈ نے ایک تقریر کرتے ہوئے سنہ ۱۹۱۵ء میں کہا تھا۔ کہ میں آریہ سماج کو ہندوستان میں قومی اور روحانی زندگی پھونکنے کا ایک قابل قدر ذریعہ تصور کرتا ہوں۔

(آریہ گزٹ مورخہ ۱۲۔ فروری سنہ ۱۹۲۰ء)

۷۷۔ شریمان مہاشہ کرشن جی

سابق ایڈیٹر اخبار "پرکاش" لاہور

آریہ سماج کیا ہے۔ دیانند کا مشن۔ دیانند کا مشن کیا تھا۔ سنسار بھر کی عالمگیر سچائیوں کا پرچار۔ کیا کوئی دنیاوی قانون ہے۔ چاہے اس کا نام مارشل لا یا اور کوئی لا ہو۔ عالمگیر سچائیوں کے پرچار کو روک سکتا ہے۔ کیا کوئی قانون اس سچائی کو روک سکتا ہے کہ پرماتما ایک ہے۔ جب سے وہ ہے۔ تب سے اس کا گیان ہے۔ اُس کا گیان ہی ہے۔ جو آدمیوں کی رہنمائی کرسکتا ہے۔ اس لئے اس کا دنیا کے شروع میں ہونا ضروری ہے۔ جو گیان پرماتما کی طرف سے نبی نوع انسان کی رہنمائی کے لئے دیا گیا۔ آریہ سماج اس کا نام وید رکھتا ہے کسی قانون میں یہ ہمت ہے۔ کہ اس سچائی کو روک سکے۔ کہ آدمی اپنے ہی

اعمال سے اٹھتا۔ اور اپنے ہی اعمال سے گرتا ہے۔ دنیا بھر کا ابھیاس اور تجربہ اس ہم گیر اصول کی تائید کرتا ہے۔ وہ دن گئے۔ جب کہ کوئی اعلےٰ دماغ یہ باور کر سکتا تھا۔ کہ خدا کی بادشاہت میں شفاعت کے لئے بھی جگہ ہو سکتی ہے۔ آج تو کرم کا رواج ہے۔ دیانند کا مشن رک نہیں سکتا۔ دیانند کا مشن تب رک سکتا ہے۔ جب سچائی اثر کرنا چھوڑ دے۔ اور قوانین قدرت اپنا کام کرنا چھوڑ دیں۔ دیانند کے مشن کی سچائی ہوا کی لہروں پر۔ پانی کی موجوں پر اور بجلی کی ترنگوں پر کندہ ہے۔ ہاں کوئی بزدل آریہ سماجی کسی تکلیف سے گھبرا کر یہ سمجھ لے کہ آریہ سماج کا کام رُک گیا۔ تو دوسری بات ہے۔ آریہ بھائیو! ایک منٹ کے لئے بھی نا امیدی کو پاس نہ پھٹکنے دو۔ کوئی دنیاوی طاقت اس بال برہمچاری کے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کو اکھیڑ نہیں سکتی۔

۱۷۸۔ مہاشہ دیش بندھو ایڈیٹر "تیج" دہلی

آپ آریہ سماج کے مشہور رتن مہاشہ شادی رام جی پانی پت نواسی کے فرزند ارجمند ہیں۔ جن کے مضامین آریہ ساتر جالندھر میں چھپا کرتے تھے۔

مورخہ ۲۲۔ فروری ۱۹۳۳ء

جن لوگوں نے رشی دیانند کی شخصیت اور ان کے کام کا غیر متعصب طور پر مطالعہ کیا ہے۔ وہ اس امر کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ رشی دیانند واقعی ایک عظیم طاقت اور غیر معمولی شخصیت تھے۔ اور ان کے کام کے اثرات آریہ سماج یا ہندو سماج یا محض مذہبی دنیا تک ہی محدود نہیں ہیں۔ بلکہ انہوں نے گزشتہ نصف صدی کی پبلک زندگی کے ہر شعبہ پر اپنی چھاپ چھوڑی تھی

ہے۔ کیا مذہبی۔ کیا مجلسی اور کیا سیاسی۔ گذشتہ پچاس سال میں ہندوستان میں جس قدر تحریکات شروع ہوئیں۔ کوئی دیانند کی تعلیم کے اثرات سے خالی نہیں رہی۔ مذہبی دنیا میں انہوں نے ایک انقلاب عظیم پیدا کیا۔ مجلسی اصلاح کے کام کی صحیح بنیادیں ڈالیں۔ اور سیاسی کام کے لئے زمین تیار کی۔ رشی دیانند پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے دہرم میں عقل کو جگہ دی۔ اور اندھ وشواس کا خاتمہ کیا۔ جنہوں نے مذہبی رسم و رواج کے متعلق یہ زریں اصول وضع کیا۔ کہ انہیں وقت اور حالات کے مطابق تبدیلی ہوتی رہنی چاہیئے۔ اسی طرح ملکی میدان میں جنہوں نے سب سے پہلے ڈنکہ کی چوٹ اس بات کا اعلان کیا۔ کہ غیر ملکی حکومت کتنی بھی اچھی کیوں نہ ہو۔ وہ اپنے ملک کی حکومت سے بہتر نہیں ہو سکتی۔ جنہوں نے ملک کو غیر ملکی غلامی سے آزاد کرانے کے لیے سودیشی کے ہتھیار۔ کا استعمال سکھلایا۔ اور اپنے ملک کی زبان کو استعمال کرنے کی اہمیت بھی سب سے پہلے آپ نے ہی ملک کے ذہن نشین کرائی۔ اچھوت ادھار کے حق میں پروپیگنڈا کرنا اور ورنوں کی تقسیم کی بنیاد گن۔ کرم سبھاؤ پہ قائم کرنا رشی دیانندجی کا ہی کام تھا۔ ان کی زندگی پہ جتنی وسیع نظر ڈالو۔ اتنا ہی زیادہ اس سچائی کا احساس ہوتا جاتا ہے۔ کہ رشی دیانند ایک کامیاب رہنما تھے۔

۱۷۹ "گجرات مترسورت"

سوامی دیانند ویدک الہام کا معقول لپند ایڈوکیٹ تھا۔ مگر کون شخص ہے۔ جو یہ محسوس نہ کریگا۔ کہ ہندوستان کا پبلک پلیٹ فارم اس کے پرچار کے گہرے جوش اس کی تقریر کے جادو اثر اس کی قدرتی فصاحت کے لاثانی

توپ خانے ۔ اس کے سچے اغراض ۔ اس کے ارادے کی مضبوطی ۔ اس کی صاف بیانی ۔ اس کی آزادئ طبع اور آزادئ فعل اس کے اس سچے حب الوطنی اور گہری گرم جوشی سے محروم ہو گیا ہے ۔ جس کے ذریعہ وہ اپنے ملک کو توہمات باطلہ ۔ برہمن پرستی ۔ بت پرستی وغیرہ کی غار سے نکالنا چاہتا تھا ۔

۱۸۰ ۔ انڈین سپیکٹیٹر بمبئی

مورخہ ۱۸ ۔ نومبر ۱۸۸۳ء

سہجا نند یا نارائن سوامی کے بعد ملک گجرات نے سوامی دیانند جیسا ریفارمر پیدا نہیں کیا ۔ قدرتی میلان طبع ۔ اپنی لیاقتوں اور اپنے وسیع رسوخ کے لحاظ سے سوامی دیانند سہجا نند سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھا ۔ جو ہمعصر اس کو مشہور و معروف شنکر آچاریہ کے پہلو بہ پہلو جگہ دیتے ہیں ۔ وہ کچھ مبالغہ نہیں کرتے ۔ خدا داد غیر معمولی طاقتوں کی مدد سے اور عمر بھر اپنے ارادہ کی مضبوطی کی وجہ سے اس نے ہم کو اس قدر فائدہ پہنچایا ۔ جو مستقل طور پر نسلاً بعد نسلاً ہماری شکر گزاری کا مستحق رہیگا ۔

۱۸۱ ۔ اِنڈین ایمپائر

مورخہ ۴ ۔ نومبر ۱۸۸۳ء

سوامی دیانند کے ہم وطن ہمیشہ نہایت خوشی سے اس کی بے حد فضیلت اس کی عجیب و غریب طاقت مباحثہ اور اس کی کبھی نہ ہلنے والی آزادئ طبیعت کو یاد رکھیں گے ۔

۱۸۲ - اِنڈین ملسنجر

مورخہ ۱۱- نومبر ۱۸۸۳ء

آج تک کوئی شخص ایسا پیدا نہیں ہوُا - جو اس ملک کے طریقہ بُت پرستی اور برہمن پُوجا کو سوامی دیانند سے زیادہ نفرت رکھتا ہو - اور جس نے ان سے زیادہ دلیری و استقلال کے ساتھ ان کی مخالفت کی ہو - پرمیشور کے اس سچے بھگت نے اپنی آخری پرارتھنا میں اپنے عمدہ مشن کو اپنے پیدا کرنے والے کی مرضی پر چھوڑ دیا - کاش ! کہ ہمارے تمام افعال میں اس کی اس پرارتھنا کی سپرٹ آجاوے -

۱۸۳ - دیش ہتیشی اجمیر

سوامی جی کے مرنے پر اجمیر میں اسقدر تاروں اور خطوں کی بھرمار ہوئی - کہ اگر ان سب کو شائع کیا جائے - تو اس اخبار کے لیئے ایک سال چاہئے -

۱۸۴ - اِنڈین مرر کلکتہ

۹- مارچ ۱۸۷۳ء کو پنڈت دیانند سرسوتی جی نے برہان گور کے نائٹ سکول میں ویدک مسائل پر ایک لیکچر دیا - اس جگہ معزز روساء کا ایک بڑا بھاری مجمع تھا - لیکچرار صاحب نے تین گھنٹوں تک بڑی فصیح و بلیغ و سرل سنسکرت میں تین گھنٹوں سے زیادہ دیر تک ویاکھیان دیا - انہوں نے ویدوں میں سے بہت صاف اور واضح دلائل سے پرمیشور کی توجہ اور ذات پات کے نقصان اور بچپن کی شادی کی برائیاں ثابت کیں - ان کے کلام سے

ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ صرف بڑے عالم ہی نہیں۔ بلکہ بڑی گہری سوچ و چار کے آدمی ہیں۔ ان کی وجوہات بڑی زبردست اور قاطع ہیں۔ ان کی طبیعت اور طرز بیان نڈر اور دلیرانہ۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے تعلیم یافتہ باشندگانِ کلکتہ ان کے آئندہ لیکچروں کے سننے کے لیے جایا کرینگے۔

۱۸۵۔ اخبار کوہِ نور

مورخہ ۱۶۔ جون ۱۸۷۷ء

سوامی دیانند سرسوتی کی سعی بلیغ کا نتیجہ ان کے پیرووں کے علاوہ فریق ثانی کے حق میں بھی گویا اکسیر اعظم بن پڑا۔ یعنی جیسا کہ ایک گروہ اشخاص تازہ خیال نو تعلیم یافتہ سہولیت پسندوں کا ان کے قابو میں آگیا ہے۔ اور ان کے اپدیشوں کا اثر یہاں تک کارگر ہوا ہے۔ کہ اس ہفتہ میں ایک شخص نے اپنے ٹھاکروں کی چوکی سر بازار سڑک پہ پٹک دی۔

۱۸۶۔ کرسچین انٹلی جینسر

مارچ ۱۸۷۰ء

اس ریفارمر کی شہرت کہ جس نے کل شہر بنارس کو ہلا دیا ہے۔ دُور دُور تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس ریفارمر کا نام دیانند سرسوتی سوامی ہے۔ یہ علاقہ گجرات کاٹھیاواڑ کے ایک گاؤں کے باشندہ ہیں۔ یہ وجیہہ اور خوبصورت ہیں۔ بڑے قدآور اور سڈول۔ اُن کے چہرہ سے خاص کر ہوشمندی کے آثار نمایاں ہیں۔ سنسکرت بڑی صفائی سے بولتے ہیں۔ منطق میں طاق ہیں اور مباحثہ میں انصاف کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ ان کی کل کارروائی

نہایت درجہ کی دلائل سے پُر ہوتی ہے۔ وہ اپنے مخالفین کو بلا روک ٹوک پوری آزادی کے ساتھ اپنی تقریر کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ ان کا قلب دل و دماغ سراپا قوی ہے۔

۱۸۷۔ بندے ماترم لاہور

سوامی دیانند سچے معنوں میں آزادی کا پیغمبر تھا۔ وہ ہر قسم کی غلامی کی زنجیریں توڑنے آیا تھا۔ وہ خود آزاد تھا۔ اس لئے دوسروں کو آزادی دے سکتا تھا۔ جو آزادی آج ہندوستان کو سوامی دیانند کے پرتاپ سے نصیب ہوئی ہے۔ اس کا ایک زمانہ شاہد ہے۔ جس وقت ہندوستان کی آزادی کی تاریخ لکھی جائے گی۔ اس وقت سوامی دیانند کا نام سب سے پہلے اور سب سے موٹے سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔

۱۸۸۔ پروفیسر اندر

(ایڈیٹر اخبار "ارجن" دہلی)

رشی دیانند نے ساہتیہ (علم ادب) کی خوبی کو اپنی پستکوں میں کیوں نظر انداز کیا۔ قدرتی اور سادہ لکھنے کے طریقہ کو کیوں ترجیح دی۔ وجہ بالکل صاف ہے۔ رشی دیانند اپنے مضامین عوام الناس کے لئے لکھ رہے تھے۔ محض پنڈت لوگوں کے لئے نہیں۔ رشی کا مقصد یہ تھا۔ کہ گیان کا خزانہ پنڈت لوگوں نے اپنے پاس چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ اور اس خزانہ کا منہ سب لوگوں پر کھول دیا جائے۔ یہ رشی کا عظیم مشن تھا۔ اس لئے انہوں نے سادہ سے سادہ بھاشا کا استعمال کرنا اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے ضروری سمجھا۔ یہ تو

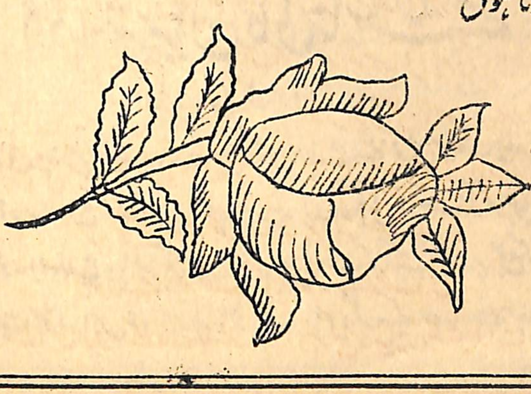
ہنو ا زبان کا سوال ۔ دوسری طرف یہ سوال پیدا ہوتا ہے ۔ کہ کیا سچ مچ رگوید بھاشیہ بھومکا کے مصنف کا گیان اتنا وسیع تھا ۔ کہ اس کے گرنتھ کو اپنے وقت اور اپنے یگ کا سب سے بہترین اور سب سے افضل گرنتھ تسلیم کیا جاتے ۔ آپ اس گرنتھ پر نظر ڈالیئے ۔ اور سوچئے ۔ کہ اس کے لکھنے والے کے دماغ میں بھارت کے پرانے دہرم کے ساہتیہ کا کتنا خزانہ جمع ہونا چاہیئے ۔ وید ۔ برہمن ۔ شوتر ۔ ویاکرن ساہتیہ کوئی مضمون نہیں جس کا رگوید بھاشیہ بھومکا میں ذکر نہ ہو ۔ یہ کہنا مبالغہ میں شامل نہ ہوگا ۔ کہ سائیں آچاریہ اور اس کی منڈلی کو چھوڑ کر اگر کوئی ایسا آدمی ہوا ہے ۔ جس نے اتنے زیادہ وید منتروں ۔ شلوکوں ۔ شوتروں کی دلو رچنا کی ہو ۔ تو وہ رشی دیانند تھا ۔ وید ۔ برہمن ۔ اوپنشد ۔ شوتر ویاکرن وغیرہ پر رشی دیانند کا بے نظیر عبور تھا ۔ ان کی ان گرنتھوں کی واقفیت بہت کمال درجہ کی تھی ۔ اسی لئے پروفیسر میکس مولر کا رشی دیانند کی "رگ وید بھاشیہ بھومکا" کو انیسویں صدی کی سب سے اعلےٰ اور افضل کتاب سمجھنا مناسب اور ضروری تھا ۔ (اخبار پرکاش لاہور ۱۹۲۶ء ۔ رشی نمبر)

۱۸۵ ۔ شری مان کالی ناتھ رائے

ایڈیٹر اخبار "ٹریبون" ۔ لاہور

شمالی ہند میں سب سے پہلے آریہ سماج نے قومی سیلف ہیلپ کی آواز اٹھائی ۔ آریہ سماج کے قابلِ تعظیم اور پرسدھ بانی کا سنگ گرجن کہ ویدوں کی پناہ لو ۔ اِصلاح ۔ پاکیزگی اور تمام طاقت کو ایک نکتہ پر جمع کرنے کا ذریعہ ثابت ہوا ۔ اس آواز نے مانو ایک جادوگر کے عصا سے ہندوازم سے

پتت ہونے والی بڑھتی ہوئی لہروں کو روک دیا۔ یہ آواز اگر ہندوؤں کے کانوں کے لئے ایک اپیل اور ایک معنی رکھتی تھی۔ تو اس صوبہ پنجاب اور آخر کار سارے ملک کے لوگوں کے لئے ویسی ہی زبردست اپیل اور وسیع معنی رکھتی تھی۔ جیسا کہ شاید امید بھی کی جاسکتی ہے۔ اس کے بہت سے ہم وطنوں اور بہت سے سرکاری افسروں نے سوامی جی کے منشا کو غلط سمجھا۔ ایک نے سمجھا۔ کہ سوامی مسلمانوں اور عیسائیوں کے خلاف تھا۔ دوسرے نے سمجھا۔ کہ اس نے اس بات کا کھُلم کھلّا اظہار نہ کیا۔ کہ وہ انگریزوں اور برٹش گورنمنٹ کے خلاف تھا۔ امرِ واقعہ یہ ہے۔ کہ وہ ان دونوں میں سے ایک بھی نہ تھا۔ سب سے پہلے تو وہ ویدوں کا پکّا وشواسی تھا۔ اور اس سے اُتر کر وہ قومی سیلف ہیلپ۔ قومی سیلف رسپکٹ اور قومی خود شناسی کا ماننے والا تھا۔ اور آج کے دن تک آریہ سماج جس کی بنیاد سوامی نے رکھی اور اس کے تمام شاندار انسٹی ٹیوشن اسی آدرش اور لافانی عقیدہ کی پیروی کر رہے ہیں۔ اور اس کے لئے میں آریہ سماج کے لافانی بانی کو بھارت کے سب سے عظیم پولیٹیکل لیڈروں میں سے سمجھ کر اپنا دل اس کی نذر کرتا ہوں



چند مشہور شاعروں کی رائیں

۱۹۰۔ شری لالہ لال چند صاحب فلکؔ لاہور

مرحبا! سوامی دیانند! ہند کے روحِ رواں
نازشِ قوم و وطن فخرِ زمن فخرِ زماں

چھا رہی تھی ہند پر جس وقت غفلت کی گھٹا
ابرِ ظلمت کی نحوست اور جہالت کی گھٹا

چھپ رہی تھی جس گھڑی علم و ہنر کی روشنی
جہل کے ہاتھوں تھی مشکل قوم کے سر پر بنی

تھا ہجوم یاس بھارت کے دلِ غمناک پے
سرنگوں تھا آرین نیشن کا جھنڈا خاک پے

ہو رہی تھی دھرم سے بیمکھ رشی سنتان جب
بن رہے تھے نوجوانانِ وطن کرسٹان جب

گلشنِ بھارت میں تھی فصلِ خزاں چھائی ہوئی
گل تھے پژمردہ کلی اک اک تھی مرجھائی ہوئی

رو رہی تھیں بال ودھوائیں بہت زار و قطار
دل ہلاتی تھی اناتھوں بے نواؤں کی پکار

بے خبر تھے اہلِ کشتی سو رہا تھا ناخدا
تاک میں تھی موجِ دریا اور تھا طوفان بپا

اس تباہی سے بچانا جو ہوا مدِ نظر!
ایشور نے رحم فرمایا ہمارے حال پر

دھرم کی رکھشا کیخاطر قوم کے اے جانثار
ہو گئی دنیا میں تیری ذات اقدس آشکار

لے گیا تو دہرم کی بہتی ہوئی کشتی کو پار　　مرحبا! تجھ کو تیری ہمت کو فخر روزگار

ہو چکا تھا وقف پامالی جو بھارت کا چمن
سینچ کر پھر کر دیا تو نے اسے رشک عدن

قالبِ بھارت میں آیا بن کے تازہ جان تو　　کر گیا قائم مقدس وید کی پھر شان تو
چھیڑ کر یاں داستانِ شوکت عہد کہن　　باندھ دی تو نے ہوائے عظمت عہد کہن

فیض سے تیرے ہے گھر گھر میں ہون اب ہو رہا
گونجتی ہے ساحل گنگا پہ ویدوں کی صدا

کس قدر تھی تیری ہمت کسقدر رعب جلال　　اس کا ورنن ہو کٹھن اس کا بیان امر محال
لاکھ ٹکرایا کرے سر اپنا سیل روزگار　　تیری شہرت کی چٹان ہردم رہیگی استوار

آسمان قوم کے مطلع پہ تا روزِ حساب
تیرا نام نیک چمکے گا مثال آفتاب
تیری عظمت کی کہانی ہوگی گھر گھر میں بیان
گیت گائیں گے تیری تقدیس کے پیر و جوان　　(کلامِ فلک)

۱۹۱- گل انبالوی

آہا یہ نام پیارا کس کا زباں پہ آیا
رحم و خوشی کا دریا اُمڈا جہاں پہ آیا

بھارت کی ناؤ جسدم چکر میں آ رہی تھی　　لاعلمی کی بدلیا ہر طرف چھا رہی تھی
اسلام اور مشن کی چاندی بنا رہی تھی　　پر ہندو ازم کی وہ ہستی مٹا رہی تھی

بھائی ہمارے لاکھوں اس سے نکل رہے تھے
چوٹی کٹا کٹا کر مذہب بدل رہے تھے

ہر طرف ہندوؤں پر جب وار ہو رہے تھے — اور اعتراض ہاں! بیشمار ہو رہے تھے
اغیار ہر طرح سے ہوشیار ہو رہے تھے — پردہ جہل کے باعث ناچار ہو رہے تھے

جب نیل کنٹھ پنڈت عیسائی ہو چکے تھے
دشمن ہمارے اپنے ہی بھائی ہو چکے تھے

اسوقت ایک ایسا شیر ببر پکارا! — سب چپ ہوئے مخالف نہ دم کسی نے مارا
اک دم میں ہو گیا تھا میدان صاف سارا — آیا مقابلہ پر جو کوئی سوئی ہارا!!

ہر چار شو سوامی کی دہوم پڑ گئی تھی!
جھنڈی پکھنڈ کھنڈن ہردوار گڑ گئی تھی

تقار چرچ اکثر کافور ہو گئے تھے — اور لیکچرار مسلم سب دور ہو گئے تھے
بادل اودّیا رُوپی مستور ہو گئے تھے — ہندو کہ تھے جو غافل مسرور ہو گئے تھے

بحث و مباحثہ کا میداں الٹ گیا تھا
میداں الٹ گیا تھا کائی سا چھٹ گیا تھا

یہ کون شیر نر تھا۔ یہ کون شیر نر تھا — جس نے بچائے ہندو کیسا ریفارمر تھا
کیسا گنی تھا اعلےٰ کیسا وہ نور ور تھا — میدان میں اکیلا کودا جو بے خطر تھا

تھا نام نامی اس کا کیا مہرشی دیانند
دلچسپ اور پیارا النب زبس خوش آیند

۱۹۲۔ پنڈت نارائن پرشاد صاحب بیتاب اورنگ آبادی

{ڈراما لسٹ الفریڈ تھئیٹریکل کمپنی امسدس کے چند اشعار}

نئے سر سے بھارت میں ہلچل مچا دی — اودّیا کی ودّیا نے ہستی مٹا دی
جہاں سامنے آئے "وادی"۔ "دُوادی" — وہیں منہ پہ مہر خموشی لگا دی!

غضب ڈھا گئی بیٹھی سرِ انجمن تھی
نہ کچھ مشرکوں کو مجالِ سخن تھی

جو گرتے تھے ان کو رشی نے سنبھالا
پڑے تھے جو غاروں میں ان کو نکالا

"نیچے مام ماچم" کا دے کر حوالہ
کیا شودروں کو بھی ادنے سے اعلیٰ

مساوات کا حق دیا مرد و زن کو!
نکما نہ سمجھا کسی عضوِ تن کو!

مذاہب ہیں جتنے بھی ہندوستاں میں
پڑے بے خبر تھے یہ خوابِ گراں میں

مگر تھا یہ جادو رشی کے بیاں میں
کھڑے ہو گئے کان سب کے جہاں میں

اڑی بھاپ سے جب کہ ہانڈی کی چپنی
تو ہر ایک کو پڑ گئی اپنی اپنی!!!

نہ تھا خوف ہم کو گناہ کے عمل میں
سمجھتے تھے یہ میل سا ہے بغل میں

لگا لیں گے غوطہ جو گنگا کے جل میں
تو ہو جائینگے دور سب پاپ پل میں

رشی نے کہا وقت در زر یوں نہ کھونا
کہ ممکن نہیں جیو کو جل سے دھونا

۱۹۳۔ مہاشہ چرنجی لال جی "پریم"

(ایڈیٹر اخبار آریہ مسافر)

کسی کے غم میں مرجانا کسی کا دردخواہ ہونا • نہیں ہے کام ہر اک کا محبت میں فدا ہونا
نشان غیر کی خاطر نشان اپنا مٹا دینا • خریدار مرض ہو کر میرے غم کی دوا کرنا

اٹھا ہو ہر طرف طوفان جب بحر حوادث میں
خوشی سے کود پڑنا ڈوبتوں کا ناخدا ہونا

نحیف و زار بیکس بے مدد کا دستگیر ہونا
نہ ہو جسکا کوئی محرم اسی کا آشنا ہونا

مصیبت رنج و غم گالی گلوچ اور دھمکیاں سہنا | مگر گم گردہ راہ کا ہمیشہ راہنما ہونا
بتاؤ اس سے بڑھ کر اور کیا تھا دیوتاؤں میں | ہی خواہ بنی نوع اور مسجود خدا ہونا
مہاراج دیانند دیوتا تھے دیوتاؤں کے | انہیں کا کام تھا یوں دیوتاؤں پر فدا ہونا

۱۹۴ مہاشہ کاشی ناتھ فدا

رشی ہی انسان بنا گیا ہے کہ دیش بھگتی سکھا گیا ہے
ادہرم سے دل ہٹا گیا ہے وہ وید ودّیا پڑھا گیا ہے
ریاض بھارت میں گل کھلا تھا وہ تحفہ قدرت سے اک ملا تھا
خزاں کے جھونکے بُرا ہو تیرا تو آ کے اسکو سکھا گیا ہے
رشی کے پرچار سات سالہ نے ہم کو کیسا دیا سنبھالا
تمر کے اندر کیا اُجالا وچیتر دیپک جلا گیا ہے!
شرادھ کے معنی ہم سمجھے بھولے جو گیہ کا ارتھ ہم تھے چوکے
جو بھاشیہ کرنے کے تھے طریقے وہ سوامی ہم کو بتا گیا ہے
رشی تھا انیسویں صدی کا بجایا ہر سمت جس نے ڈنکا
بتاؤ ہے اور کون ایسا جو ایسی ہل چل مچا گیا ہے
وہ جیمنی جی پہ مرنے والا کپل کا ستکار کرنے والا
وہ دہرم یدھ میں نہ ڈرنے والا فدا کرشمہ دکھا گیا ہے

۱۹۵ شریمان کنور سکھ لال سنگھ جی مسافر

باغباں بن کے دیانند نہ جو آ جاتا
گلشن ہند کڑی دہوپ سے مرجھا جاتا

خواب غفلت سے آکر ہم کو جگاتا نہ رشی
سانپ اسلام و عیسائیت ہمیں کھا جاتا
ہم ہی مٹ جاتے زمانہ سے مثل عنقا
اپنی غفلت سے حریفوں کا بھلا کیا جاتا
خون سے اس کو رشی نے جو نہ سینچا ہوتا
دھرم کا برکش اسی وقت یہ کمُلا جاتا
مثل اندھوں کے اندھیرے میں بھٹکتے پھرتے
راستہ حق کا اگر ہم کو نہ دکھلا جاتا
دھرم پہ جان نہ قربان جو سوامی کرتا
نام مٹ اپنا مثال نقش پا جاتا
لوٹ لے جاتے اندھیرے میں خزانہ دشمن
سوتوں کا ہاتھ پکڑ کر جو نہ ہٹلا جاتا!
جان گر مثل حقیقت تو مسافر دیتا
موت میں زندگی کا تجھ کو مزہ آ جاتا

۱۹۶۔ منشی باغ الدین صاحب فردوس

(امرتسری)

واہ تیرے قرباں دیانند کیا کہوں تیری وصف
تھی عجب تاثیر تیری پریم کی گفتار میں
بھاگ نکلی سب جہالت کی سیاہی ایکدم
بن کے تو خورشید چمکا دُھند اور اندھکار میں
نکمتی و بیدونکی عظمت کھل گیا پردہ توحید
تیرا آنا ہی مبارک ہو گیا سنسار میں
جاگ اٹھے بھاگ بھارت کے تیری دم قدم سے
نعرۂ توحید گونجا دامن کوہسار میں

جو نہ ہوتا تھا کسی سے کر کے وہ دکھلا دیا
گویا وحدت کا سبق ہر ایک کو سکھلا دیا

۱۹۷۔ مہاشہ راج بہادر شررؔ دہلی

گونج نوجیون کی ناچی ان کے ویدک ناد پر
دل نچھاور ہو گئے شبھ دہرم کے پرساد پر
جان کھوئی تھی رشی نے دہرم کی مریاد پر
پھول شردہا نے چڑھائے آج انکی یاد پر

وید منتروں کا انہوں نے بول بالا کر دیا!
اوم کو بھارت کے ہت امرت کا پیالہ کر دیا
دہرم کے دیپک کا مندر میں اجالا کر دیا
دل کو میرے اے شررؔ شو کا شوالہ کر دیا

۱۹۸۔ منشی چندربھان کیفیؔ دہلی

ہوا گھور کلجگ میں ویدوں کا حامی
جہاں میں ملی اس کو شہرت دوامی
ہویدا ہوئی جب کہ صورت جلالی
اتاری فرشتوں نے جھک کر سلامی
اسے آریہ ورت کی پاک بھومی
سمجھتی تھی پرماتما کا پیامی
ادب سے جھکاتے تھے سر اسکے آگے
فرنگی و ہندی و رومی و شیامی!
ارادے میں درڑھتا غضب کی تھی
خیالات پختہ میں آئی نہ خامی!
وہ فوق البشر برہم چاری رہا ہے

نہ کی بال پن سے نفس کی غلامی

محبت کے جذبوں سے دل کھینچتا تھا — نہ ہے نیک خوئی نہ ہے خوش کلامی

لیا اوم کے سب کو جھنڈے کے نیچے — مٹا دی مذہب کی بدانتظامی

خلائق کا اُدھار کرنے کو آیا

زمانے میں روشن ہے اسم گرامی

دیانند سوامی! دیانند سوامی!

۱۹۹۔ ماسٹر رونق رام شاد

وہ آیا یہاں رحمت کبریا سے کہ تھی قابل رحم حالت ہماری

تباہی کے منہ میں چلے جا رہے تھے بچایا پلا کر ہمیں وید امرت

نہ کیوں نام پر اسکے قربان ہوں ہم نہ کیوں اسکے ممنون احسان ہوں ہم

کہ اس نے عطا کی ہمیں زندگانی وگرنہ تھی مدت سے مُردوں کی صورت

مہرشی دیانندجی کی ثنا میں ہزاروں ہی دفتر لکھے جا رہے ہیں

نہیں ایک مداح اے شاد تو ہی زمانہ ہی اس کا تو مدحت سرا ہے

۲۰۰۔ بیلی رام جی رام کشمیری

دیانند تو تھا دیا کا سمندر — دیانند ترا دل دیا کا تھا ساغر

دیا وان تھا کون تیرے برابر — دیا تجھ میں تھی تو دیا کا تھا جوہر

دیا کا دیا تھا ترا جام ہستی!

تری ہر ادا سے دیا تھی برستی

کیا وید و دیا کا پرچار تو نے — کیا ماتری بھومی کا اُدھار تو نے

کیا سونے والوں کو ہوشیار تو نے — کیا ہند والوں پہ اُپکار تو نے
کیا نئے جیون کا سنچار تو نے
کیا آدی گرنتھوں کا سنسکار تو نے

نئی شاخ اپنی نہ کوئی نکالی — بنا لئے مذہب کی یعنی نہ ڈالی
جو ویدوں کا مت تھا کی اسکی بحالی — وجود جہالت کی کی پائمالی
اگر مین میکھ اس میں کوئی نکالے
تو اسکی خوشی چاند پر خاک ڈالے

دیانند بھارت کا ہت سکر تھا جیسا — نہ ڈھونڈے سے کوئی بھی ایسا ملیگا
اسے غم اگر تھا تو بھارت کا ہی تھا — اسے اپنے پرانوں سے بھارت تھا پیارا
دیانند بھارت کے دکھ سے دکھی تھا
دیانند بھارت کے سکھ سے سکھی تھا

۲۰۱- آنجہانی میر حیدر شریف حسینی حیدر آباد دکن

اے منبع جود و کرم - اے عالم والا ہمم — عالی مکاں صاحب حشم - اے سوامی معجز رقم
اے ہادی با عز و شاں - اے سوامی والا نشاں — اے باعثِ آرام جاں - اے دافع رنج و الم
اے وعظِ تو ایمان من - اے الفت تو جان من — اے پند تو دامان من - اکنوں بہ مطلب آمدم
تو ہے ہمارا پیشوا - تو ہے ہمارا رہنما — تو ہے ہمارا ناخدا - اک چاکر کمتر ہیں ہم
ہم سب کو تھی اے نیک خو تیرے سخن کی آرزو — کرتے ہیں تیری گفتگو - لحظہ بہ لحظہ دم بدم
وہ برہمچاری باصفا - وہ حامئے حکم خدا — تم سب کو تھا للکارتا - آجاؤ سب ملکر بہم
میدان میں وہ شیر نر - تنہا کھڑا تھا بیخبر — آجائے جو خم ٹھونکر - تھا کون ایسا تازہ دم
ہوں پیروانِ مصطفےٰ - نیچری یا دہریہ — عیسائی یا ان کے سوا - بودھ یا ہندو دھرم

المختصر اہل ریا۔ اسکے مقابل آئیں کیا
وہ حامیٔ الہام تھا۔ اسکا یہی اک کام تھا

معقول سبکو کردیا حجت نے اسکی یک قلم
معروفِ صبح و شام تھا۔ اس کام میں وہ ذی حشم

وہ بادشاہِ قوم تھا۔ وہ خیر خواہ قوم تھا
عالم میں اسکی خوبیاں ہیں جلوہ گر خورشید ساں

وہ عجز و جاہ قوم تھا۔ قوم اس پہ کرتی تھی ستم
معروف تھی اسکی زباں مشہور تھا اس کا قلم

وہ معدن علم و ہنر۔ آمادہ ہو گر بحث پر
جو عزت وید اس نے کی۔ جو شہرت وید اس نے کی

بھاگے عدوئے بدگھر۔ ٹھیریں نہ ہرگز اکیدم
جو خدمت وید اس نے کی۔ حاجت ہی لکھنے سی قلم

یہ آسمان پیر اگر۔ لے مشعل شمش و قمر
آفاق میں کوئی بشر۔ آئے نظیر اسکا نظر

چکر لگائے دربدر۔ گاہے عرب گاہے عجم
ہے غیر ممکن سربسر۔ ایمان سے کہتے ہیں ہم

پھر اسکی توصیف و ثنا۔ کیا کر سکے کوئی ادا
حیدر تو کر اب یہ دعا بس شانتی کو پائیں ہم

۲۰۲ شری پت راج گوپال آچاریہ

صدر کانگریس کمیٹی

میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ ہندو دہرم کے سچے سروپ کو از سر نو بحال کرنے میں آریہ سماج کو بہت بڑی سپھلتا پراپت ہوئی ہے۔ اور اس لحاظ سے یہ کامیاب ترین اجتماعی تحریک ہے۔ اس تحریک کی دوسری منزل یہ ہے۔ کہ آریہ سماج ہندو دہرم میں پھر سے جذب ہوتا جارہا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ گو آریہ سماج جداگانہ حیثیت سے قائم نہ رہے۔ لیکن وہ اندر کی طرف سے سارے ہندو دہرم کو پورن روپ سے ساری پرچلت برائیوں سے شدھ کر دیگا۔ (اخبار تیج ۱۹۳۳ء)

۲۰۳۔ ازلالہ تلوک چند صاحب محروم

دیانند سوامی! تیرا نام نامی کہ ہے مستحق حرمت جاوداں کا
ہمارے لئے ہے وہ دل کی مسرت جگر کا شکیب اور آرام جاں کا
مسرت شکیب اور آرام تو نے دئے ورنہ یاں تیرے آنے سے پہلے
تسلط تھا بے صبری و درد و غم کا علم پھرپھراتا تھا آہ و فغاں کا
ہمارے لئے وقف تھا قعر پستی کہ سارے جہاں میں تھے ہم ننگ ہستی
کدورت زمیں کی ہمارے لئے تھی ہمارے لئے تھا ستم آسماں کا

وہ بھارت کہ تھا فخر اقطاع عالم
زمیں جس کی تھی آسمان تقدس
ہوئے اس کے باشندے رشیو نسے ہندو
لقب خود لیا اس نے ہندوستاں کا
کبھی جس کا ہر ذرہ تھا مہر آسا
منور ہوئی جس کے جلووں سے دنیا
لگے کہنے اس خاک کو خاک تیرہ
اثر یہ ہوا بخت ظلمت نشاں کا
نہ گنگا کی موجوں میں تھی شان پہلی
نہ جمنا کی لہروں میں تھی آن پہلی
بجا تھا اگر ہند کے غمزدوں کو
گماں ان پر تھا سیل اشک رواں کا
پڑی قومیت بستر مرگ پہ تھی!
کوئی دم کی مہماں یہ شمع سحر تھی
نہ تھا چارہ گر کوئی سوز جگر کا!
معالج نہ تھا کوئی زخم نہاں کا
مشیت کو منظور تھا اس کا جینا
کیا تجھ کو نیا رہبر امداد
بہ تائید یزداں شفا ہو گئی پھر
لگایا جو تو نے جراحت پہ ٹانکا
اجڑتے اجڑتے چمن زار بھارت
ہوا ایسا ویران ہوا ایسا غارت
نہ امید تھی آمد فصل گل کی
تھا ہر بیخ و بن پر وہ عالم خزاں کا
جلے سوکھے پودوں کو تو نے جلایا
یہ اعجاز کس باغباں نے دکھایا

یہ ناحق شناسی ہے الحق ہماری
اگر نام دیجے تجھے باغباں کا

جہاں سایۂ کفر میں آگیا تھا
فقط نام ہی نام تھا روشنی کا

سر آشفتہ گیسوئے حور کوئی
گرفتار تھا کوئی زُلف بُتاں کا

لڑائی جہالت سے تھی سخت مشکل
تعصب کا کوہِ گراں تھا مقابل

مگر آفریں! یوگ بل کے سہارے
اٹھا ہی لیا بوجھ سارے جہاں کا

صدا تیری مشرق سے مغرب کو پہنچی
ہمالہ سے نکلی تو جرمن میں گونجی

گیا بلکہ پاتال تک بھی تسلسل
تزلزل یہ تھا تیرے زورِ بیاں کا

جرس کی جواب یہ ندا آرہی ہے
کمر اہلِ ہمت کی بندھوا رہی ہے

یہ جلوے جو امید دکھلا رہی ہے
اثر ہے تیری ذات طلعت فشاں کا

صدا تیری سنکر یہ جاگے ہیں سارے
چلے سوئے منزل تیرے ہی اشارے

یہ سب پیش رو تیرے پیرو ہیں سوامی!
تو سالار ہے ہند کے کارواں کا

دکھائی ہمیں دونو عالم کی راہیں
کہ اب جن سے اٹھتی نہیں ہیں نگاہیں

نہ امید تھی کچھ ہمیں اس جہاں کی
نہ آرام تھا کچھ ہمیں اس جہاں کا

وہ سب جانتے ہیں وہ سب مانتے ہیں
جو شیدا ترقی کی آواز کے ہیں!

لب گنگ تونے جو چھیڑا تھا پہلے
یہ جاں بخش نغمے اسی ساز کے ہیں

قدم جمنے پاتے نہ باطل کے ہرگز
کیا جب صداقت کا اظہار تونے

شبِ تار کثرت اڑی دم زدن میں
دکھلائے جو وحدت کے انوار تونے

یہاں آکے ظلمت نے ڈالا تھا ڈیرا
گھٹا ٹوپ چھایا ہوا تھا اندھیرا

جنہیں منبع نور کہئے وہ سورج!
دکھائے چمکتے ہوئے چار تونے

ہوئی پھر وہی روشنی جلوہ گستر
کبھی جس سے عالم ہوا تھا منوّر

وہ نظروں سے پنہاں تھی مردوں کے اندر
کیا اس کو آخر نمودار تونے

رہے سنگ و آہن میں ہم جس کے جویا
وہی تو نے ہمکو دکھا دی تجلی
نہ محتاج صورت رہی چشم بینا
سمجھایا جو آکر نراکار تو نے

بتوں کی اسیری سے یکبار چھوٹے
لگے تھے جو ہر بند پہ بند ٹوٹے
ہوئی دم بخود منہ سے کچھ بھی نہ پھوٹے
کیا جب بتوں کو گرفتار تو نے

نہ عرش معلٰے پہ اب جائیں گے ہم
یہیں گیت توحید کے گائیں گے ہم
اسے دل کے مندر میں اب پائینگے ہم
بنایا ہے جس کا پرستار تو نے

نہ تسکین خاطر کی خاطر کبھی ہم
در میکدہ کھٹکھٹائیں گے پے ہم
کہ ساغر پلا کر شراب ازل کے
کیا پینے والوں کو سرشار تو نے

در دیر پر حلقہ زن ہم نہ ہونگے
حرم میں پہنچ کر کبھی تم نہ ہونگے
کہ دونوں گھروں میں ہیں بھرے ہی پتھر
ہویدا کئے ہیں یہ اسرار تو نے

نئی ملتوں کے وہ جھوٹے فسانے
جو افسانہ خواب غفلت تھے ہم کو
کئے محو وہ نقش باطل سراسر
جلائے وہ سب کہنہ طومار تو نے

کلیسائے مذہب کے راہب کروڑوں
جو قائل نہ تھے نور شمع خرد کے
توہم کا جالا تھا آنکھوں میں جن کی
عطا کی انہیں چشم دیدار تو نے

ترا سینہ تھا معرفت کا خزینہ
تھی محفوظ رشیوں کی میراث جس میں
کھلے دل سے تو نے وہ دولت لٹائی
کیا جب زباں کو گہر بار تو نے

نہ راجا سے ڈر کر پھرا راہِ حق سے
نہ پرجا کی خاطر چھپائی حقیقت
زمانہ مخالف نظر آرہا تھا
مگر ہاری ہمت نہ زنہار تو نے

کئے تو نے تنہا بنارس پہ دھاوے
ہوئے جمع لڑنے کو پنڈت ہزاروں
گئے منہ کی کھا کر وہ میدان سے سارے
کیا تیغ براں کا موجب وار تو نے

کہیں اینٹ پتھر کا تجھ پر برسنا
کہیں قہقہوں سے وہ بدبیں کا ہنسنا

مصیبت اذیت صعوبت اٹھا کر
کیا سُو بہ سُو وید پرچار تو نے

بھنور میں تھا آریہ دھرم کا سفینہ
نہ تھا جس کے بچنے کا کوئی قرینہ

مگر اس کے کھینے میں خون اور پسینہ
کیا ایک اور کر دیا پار تو نے!

قیامت کی تھی قوم پر نیند طاری
وہی نیند انجام ہے جس کا خواری

مگر آب رحمت کے دے دے کے چھینٹے
کیا خواب غفلت سے بیدار تو نے

تنزل کی منزل پہ ہم جا رہے تھے
ہمیں نیستی کے پیام آ رہے تھے

مگر اپنی حالت سے واقف نہ تھے کچھ
کیا آ کے فوراً خبردار تو نے

کوئی دن کی مہماں تھی ہستی ہماری
اجڑنے کو تھی آہ بستی ہماری

اُلجھتے تھے دامن میں شرکت کے کانٹے
انہیں تو نے ہی کاٹ کر دُور پھینکا

عوض ان کے وحدت کے بوٹے لگا کے
کیا یعنی صحرا کو گلزار تو نے

دیا کی یہاں تو نے گنگا بہا دی
تو آنند کی اک جھڑی سی لگا دی

دیا تو نے کیا کیا ہمیں کیا بتائیں
کہ دی اپنی جاں آخرکار تو نے

ہمیں لے ہی ڈوبی تھی پستی ہماری
کیا ہم کو پھر زندہ اک بار تو نے

گنے جائیں ممکن ہے صحرا کے ذرّے
ترشح کے قطرے فلک کے ستارے

دیانند سوامی مگر تیرے احساں
نہ گنتی میں آئیں کبھی ہم سے سارے

(پرکاش سنہ ۱۹۱۱ء)

۲۰۴۔ مہرشی سوامی دیانند جی
کی
رائے اپنے متعلق

بھارت ورش میں اگر میں مہرشی کناد اور جیمنی وغیرہ کے زمانہ میں پیدا ہوا ہوتا۔ تو معمولی پنڈتوں میں بھی میری گنتی نہ ہوتی۔

{پرانے آریہ ورت کے عروج اور سنہری زمانہ کے سوامی جی دل سے قائل تھے۔ اور ہر وقت وہی زمانہ ان کی نظروں میں کھچا رہتا تھا}

۲۰۵۔ پرم یوگی سوامی ورجانند جی مہاراج

(تحصیل علم کے بعد دیانند سے)

میرے ششیوں یعنی شاگردوں میں محض تم ہی ہو۔ جو ویدوں کے گرے ہوئے جھنڈے کو بھارت بھومی میں از سر نو گاڑ سکتے ہو۔ اس لئے اگر تم مجھے کوئی بھینٹ چڑھا سکتے ہو۔ تو مجھے اپنے جیون کی بھینٹ چڑھاؤ۔ یعنی میرا حکم مانو اور ویدک دھرم کی روشنی کو شمالاً۔ جنوباً۔ شرقاً۔ غرباً تمام سنسار میں پھیلا دو۔ لوگ ویدوں کو بالکل بھول چکے ہیں۔ مجھے تم پر کامل اعتماد ہے۔ کہ تم اس کام کو نہایت کامیابی کے ساتھ کر سکو گے۔ اس لئے میں لونگوں کی بھینٹ نہیں لے سکتا۔ مجھے اپنی بھینٹ دو۔

(دیانند نے اپنے گرو کے حکم کا کہاں تک پالن کیا۔ ایک زمانہ شاہد ہے)

۲۰۰-سردار جسونت سنگھ ورما ٹوہانوی

مہرشی دیانند سولہ کلا سمپورن اوتار تھے

بھن بھن وکتیوں کے اندر ایک ایک یا دو دو شکتیاں پردھان ہوتی ہیں۔ جن کا وہ اوتار کہلاتا ہے۔ جس کے اندر بل شکتی پردھان ہے وہ بل کا اوتار ہے۔ کسی کے اندر ودّیا کی شکتی پردھان ہے وہ ودّیا کا اوتار ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ پرنتو مہرشی دیانند سرسوتی سولہ کلا سمپورن اور نش کلنک اوتار تھے۔ اِن کے کسی کٹّر سے کٹّر مخالف کو بھی ان کے جیون پر کسی پرکار کا دوش یا کلنک لگانے کی جرأت نہیں ہو سکی۔

۱- ودّیا کا اوتار

رشی کی ودّیا کا ایک زمانہ قائل ہے۔ اپنی ودّیا کے بل پر ہر مذہب و ملت کے علما کو مباحثہ کے لئے چیلینج دیا۔ اور جس مذہب کا جو بھی رہنما رہبر عالم یا فاضل۔ پنڈت یا عیسائی۔ مولوی یا جینی آپ کے پاس مباحثہ کے لئے آیا۔ تو آپ کی پریل یکتی اور پرمان سنکر آپ کی ودّیا کا قائل ہو کر گیا۔

۲- دیا کا اوتار

یوں تو رشی ور مجسم دیا کے رُوپ تھے۔ ان کی دیا کے سینکڑوں ہزاروں نہیں۔ بلکہ لاکھوں واقعات بتلائے جا سکتے ہیں۔ پرنتو سب سے بڑھ کر اپنے

گھاتکوں پر دیا کہ نا رشی کی دَیا کا سب سے بڑھ کر زبردست ثبوت ہے۔ ایک شخص آپ کو پان میں زہر دیتا ہے ۔ آپ کا ایک بھگت مسلمان تحصیلدار ملزم کو گرفتار کر کے پیش کرتا ہے۔ رشی فرماتے ہیں۔ کہ میں دنیا کو قید کروانے کے لئے نہیں۔ بلکہ سنسار کو قید سے چھڑانے کے لئے آیا ہوں۔ وشواس گھاتک جگنّاتھ جو آپ کا رسوئیا تھا۔ دودھ میں زہر ملا کر آپ کو پلا دیتا ہے۔ اور آپ اس کو سفر خرچ کے لئے روپے دے کر وہاں سے رخصت کر دیتے ہیں۔ رشی کے وہ الفاظ جو انہوں نے پاپی جگنّاتھ سے روانگی کے وقت کہے۔ سونے کے اکشروں میں لکھنے کے قابل ہیں۔ "ہم سنیاسی ہیں۔ ہمارے مرنے سے سنسار میں کسی اپکار کی ہانی نہیں آسکتی۔ پرنتو تیرے مرنے سے تیرا پریوار بھی مر جائے گا"۔

۳۔ نڈرتا کا اوتار

بریلی کے کلکٹر کا رشی کے پاس حکم پہنچتا ہے۔ کہ آپ سخت کلامی سے پرہیز کریں۔ ورنہ مجھے قانونی کارروائی کرنی پڑے گی۔ رشی جواب دیتے ہیں کہ ان سے جا کر کہدو۔ کہ میں کلکٹر کا نوکر نہیں ہوں۔ بلکہ اس مہان شکتی کا نوکر ہوں۔ کہ جس کے ماتحت کلکٹر سے نہ معلوم کتنے چاکر کام کر رہے ہیں۔ جودھ پور مہاراجہ جسونت سنگھ کے محلوں میں پرویش کرتے ہیں۔ ننھی جان ویشیا کو مہاراجہ کے پہلو میں بیٹھا دیکھ کر بغیر کسی جھجک یا خوف کے مہاراجہ کو ان الفاظ میں مخاطب کیا۔ "ارے سنگھ ہو کر کُتیا سے بھوگ کرتا ہے۔ اور پھر آشا کرتا ہے۔ کہ تیرے محلوں میں کنور پیدا ہوں۔ اس کُتیا سے تو کُتّے ہی پیدا ہوں گے"۔

۴۔ بل کا اوتار

راؤ کرن سنگھ طاقت کے ابھیمان میں تلوار لیکر رشی پہ لپکتا ہے۔ کہ یا تو تلک کنٹھی کا کھنڈن کرنا چھوڑ دو۔ ورنہ تم ہو۔ اور میری تلوار ہے۔ رشی ایک ہاتھ سے اس کی کلائی پکڑ کر دباتے ہیں۔ اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھین کر دو ٹکڑے کر دیتے ہیں۔

۵۔ ویراگ کا اوتار

دنیا دن رات اپنے بندھوؤں کو مرتے ہوئے دیکھتی ہے۔" مگر رام نام ستیہ ہے۔" صرف مرگھٹ تک ہے۔ اس کے بعد نہ رام ہے نہ نام ہے نہ ستیہ ہے۔ پرنتو رشی کی ایک بہن اور چچا کی مرتیو نے ہی اِن کے ہردیہ کے اندر وہ ویراگ اتپن کیا۔ کہ جس کا تمام زمانہ معترف ہے۔

۶۔ تیاگ کا اوتار

مہاراجہ اودے پور اپنا ایک مندر جس کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ سے بھی زائد تھی۔ رشی کو اس شرط پر پیش کرتے ہیں۔ کہ آپ مورتی پوجا کا کھنڈن کرنا چھوڑ دیں۔ لیکن گیانی اور مہا گیانی رشی اس کا جواب دیتے ہیں ؎

کسی دنیا کے کتے کو ہی پالو زر کے ٹکڑوں پر
نہ باندھو ہم فقیروں کو مگر زنجیر سے زر کی

۷۔ برہم چریہ کا اوتار

مہرشی اپنے لیکچر میں برہم چریہ کی مہما ورنن کر رہے تھے۔ سردار بکرم سنگھ ایک متمول رئیس نے اعتراض کیا۔ کہ سنا ہے آپ بھی برہم چاری ہیں۔ مگر جس قدر تعریف اور عظمت برہم چریہ کی آپ نے بیان کی ہے۔ اتنی آپ میں تو نظر نہیں آتی۔ رشی سنکر خاموش ہو گئے۔ جب سردار صاحب اپنی دو گھوڑوں کی بگھی میں بیٹھ کر جانے لگے۔ تو رشی نے پیچھے سے بگھی کا ہینڈل پکڑ لیا۔ باوجود گھوڑوں پر ہنٹر پر ہنٹر برسنے کے بگھی ایک انچ بھی اپنی جگہ سے نہ ہل سکی۔ پیچھے مڑکر دیکھا تو رشی ور بگھی کا ہینڈل پکڑے کھڑے ہیں۔ رشی فرماتے ہیں ؎

دیکھ لے آنکھوں سے اپنی برہمچریہ کی صفات
اور اپنے پرشن کا اتر بھی لے لے ساکشات
اب نہیں گاڑی جگہ سے ہلیگی زنہار بھی!
دو کیا اسمیں جوت لے گھوڑے اگر تو چار بھی

سردار صاحب کا سر ندامت سے رشی کے چرنوں میں جھک گیا۔

۸۔ تپ کا اوتار

ہردوار کے کنبھ پر ہندو جاتی کی گراوٹ اور دُردشا دیکھ رشی کی آنکھوں میں خون کے آنسو آجاتے ہیں۔ وہیں سے سب کچھ تیاگ کر صرف ایک کوپین دھارن کر کے ہمالہ پربت کو چل دیتے ہیں۔ کئی کئی دن محض برف کے ٹکڑے چبا کر گھور تپسیا کی۔ کہ جس تپ نے آج مذہبی دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔

۹- اِنکساری کا اوتار

رشی کے ایک بھگت نے آپ سے کہا - کہ واقعی آپ رشی ہیں -
رشی فرماتے ہیں ؎

زبردستی ہے تمہاری اور ہے کچھ بھول بھی
رشی کیا رشیوں کے پاؤں کی نہیں ہوں دھول بھی
کپل پاتنجل کے ہوتے ہیں جنم لیتا اگر
ددّوانوں میں نہ گنتا کوئی مجھ کو بھول کر

۱۰- سچائی کا اوتار

معمولی تکالیف اور اینٹ پتھر برسا کر رشی کو مرعوب کرنا چاہتے ہیں لیکن رشی فرماتے ہیں - کہ اینٹ پتھر تو چیز کیا ہیں - اگر مجھ کو کوئی توپ کے منہ سے بھی باندھ دے - تب بھی سچائی کو نہیں چھوڑ سکتا -

۱۱- دھرم کا اوتار

کاشی کی ناک پنڈت نیل کنٹھ شاستری اور پنڈت راما بائی نے دنیا بھر کے پنڈتوں کو چیلنج دے دے کر عیسائی مذہب قبول کر لیا - مگر کوئی پنڈت ان کے مشکوک رفع نہ کر سکے - مگر آج رشی کا ایک ادنےٰ سا بھگت عیسائیوں اور مسلمانوں کو مباحثہ کے لئے للکارتا ہے - لیکن کسی کو سامنے ہونے کی ہمت نہیں پڑتی -

۱۲۔ نیکی کا اوتار

رشی نے آریہ سماج کا یہ اصول قرار دیا۔ کہ ہر تیک کو اپنی ہی اُنتی میں سنتشٹ نہیں رہنا چاہئے۔ بلکہ منش ماتر کی اُنتی میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہیئے۔

۱۳۔ اہنسا کا اوتار

گئو کرونا ندھی نامی پُستک لکھ کر لوگوں کو خبردار کیا۔ کہ ایک گئو کے مارنے سے کتنے جیوؤں کی ہانی ہوتی ہے۔ گورنمنٹ تک پہنچانے کے لئے جگہ جگہ گھوم کر لاکھوں آدمیوں کے دستخطوں سے ایک میموریل تیار کیا۔ جو عمر کے وفا نہ کرنے سے درمیان میں رہ گیا۔

۱۴۔ شانتی کا اوتار

کاشی میں لیکچر دیتے وقت کسی دُشٹ آتما نے ایک پتھر رشی کے سر میں مارا۔ جس سے خون کی دھارا بہ نکلی۔ رشی بھگت کرودھ میں آ گئے۔ پرنتو آپ نے ان کو شانت مئے رہنے کا اُپدیش دیتے ہوئے انگوچھے سے دبا لیا۔ رشی فرماتے ہیں ؎

یہ ہی سجن جبکہ سیدھے راہ پر آ جائینگے
آج پتھر مارتے ہیں پھول کل برسائینگے

۱۵۔ پر اُوپکار کا اوتار

رشی کے اُوپکار اس دیش اور جاتی پر اتنے نہیں جو انگلیوں پر گنے جا

سکیں۔ آپ کے شریر کا ایک ایک پرمانو پراوپکار کے لئے تھا۔ بس اتنے پر ہی اکتفا ہے ؎

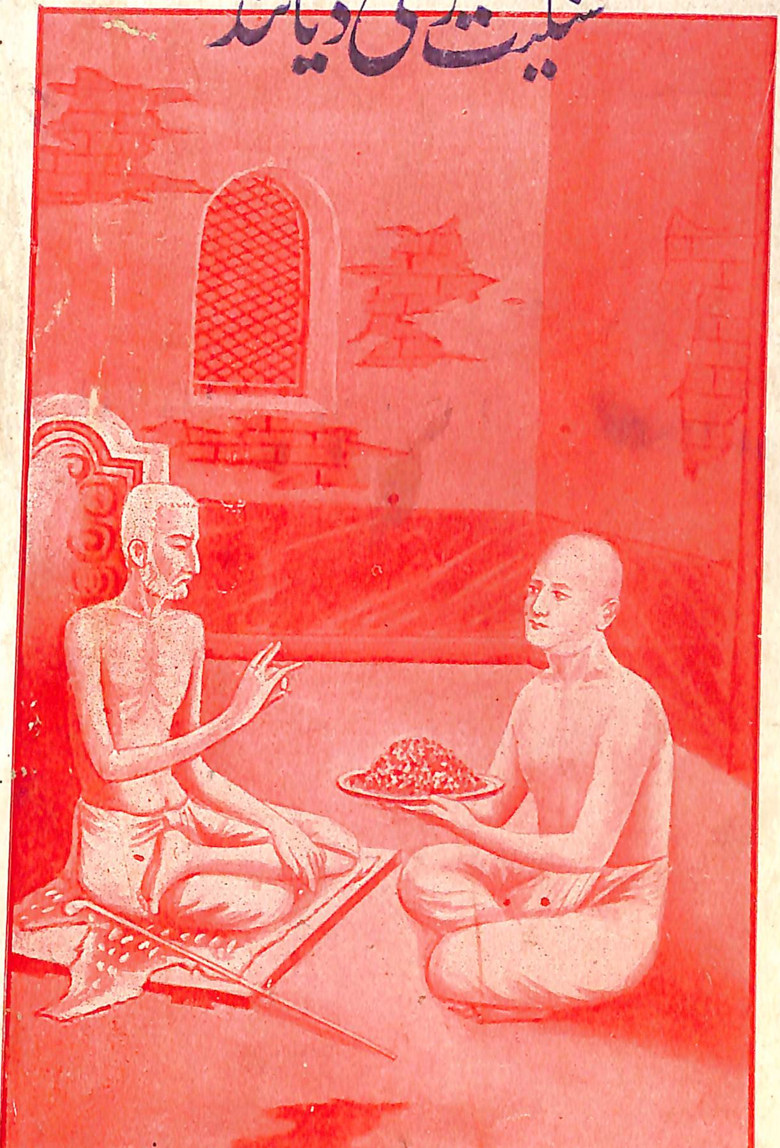
گنے جائیں ممکن ہیں صحرا کے ذرے
سمندر کے قطرے فلک کے ستارے
دیانند سوامی مگر تیرے احساں
نہیں ممکن آئیں یہ گنتی میں سارے

۶ ایتج کا اوتار

بڑے بڑے دھرندھر پنڈت جن کو اپنی ودیا کا پورن ابھیمان تھا۔ اور گھر سے مختلف قسم کے پیچیدہ سوال سوچ کر آتے تھے۔ رشی کے تیج کے سامنے ان کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے تھے۔ زبان کو تالا لگ جاتا تھا۔

ختم شد

سنگیت رشی دیانند



سردار جسونت سنگھ ورما ٹوھانوی کی پھڑکتی ہوئی قلم سے
نو عدد ہاف ٹون تصاویر سے مزین قیمت ۱۲ آنہ